جلد ۱۶

نظارہ پرستان

نامی مصنف رینالڈس کا زبردست ناول

اس مصنف کے حسب ذیل ناول بھی ملاحظہ فرمائیے

فسانہ لندن (سلسلہ اول و دوم) باپ کا قاتل خونی تلوار وغیرہ

مصنف — مترجم

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس — تیرتھ رام فیروزپوری

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو ۶ سالانہ ادا کر کے اب بن جائیے

اتنی بڑی ایک جلد ماہوار حاضر خدمت ہوتی رہے گی

لال برادرس

مقام اشاعت:- ڈیرہ دون

صدر دفتر:- ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

تیج پریس دہلی میں باہتمام سوامی رامانند سنیاسی چھپی اور لال برادرس نے ڈیرہ دون سے شائع کی

اشاعت اول — قیمت عمر

رینالڈس کا بلند ترین ناول

مسٹریز آف لنڈن

اردو ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

سلسلہ اول

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز ہے
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے
معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان
دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف
روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پریشان مقامات سے
گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جا بجا آسائش فرودگاہیں
موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب
مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے مصنف
یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی مصیبتوں کے نیکی
کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں
کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر
اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر
شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا

۷ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۳۰۰ صفحوں سے
زیادہ قیمت [illegible] محصول ڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں حصہ اول
کی قیمت [illegible] اور باقی ہر حصہ کی [illegible] علاوہ محصول ڈاک ہے

سلسلہ ثانی

رینالڈس کے معرکۃ الآرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے
دو سلسلے ہیں، یا یوں کہنا چاہئے کہ دو جداگانہ داستانیں
ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی
سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے، اس
ناول کا ہیرو جدا، کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے
مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر کم
سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے
اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں
سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس
میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف
نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری
خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی اور آدمی میں فیاضی اور
شرافت کا جوہر موجود ہو تو وہ اپنی ثروت کو دنیا
کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔

۲۵ جلدوں میں مکمل ضخامت ۲۹۴۱ صفحوں سے
زیادہ قیمت [illegible] محصول ڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ
کی قیمت ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

لال برادرس، پبلشرز روڈ نولکھا لاہور

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو [illegible] کا منی آرڈر بھیجکر اب بن جائیے ۔
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ ڈاک حاضر خدمت ہوتی رہیگی

سولھویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کا زبردست ناول

ترجمہ تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن خونی قزاق [illegible]

سنہ ۱۹۲۵ء

لال برادرس

ڈیرہ دون

[illegible] پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت اول　　قیمت عہ　　حقوق محفوظ

موسم گرما کے دو بڑے دشمن

یعنی

ہیضہ اور طاعون

سردی ۔ گرمی ۔ کف ۔ کھانسی وغیرہ تو ہر انسان کے ساتھ لگا ہی رہتا ہے ۔ مگر ہیضہ اور طاعون یہ دو ایسے مرض ہیں جن کے ہوتے ہی گھر میں ماتم پڑ جاتا ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ ہیضہ اور طاعون کے مریض بہت کم بچتے ہیں

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کا

اصل عرق کافور اور طاعون کی گولیاں

اسی برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں ۔ ہیضہ کے لئے اصل عرق کافور ایک ہی دوا ہے ہیضہ کے ہوتے ہی اگر اصل عرق کافور دیا جائے تو ۱۰۰ میں ۹۹ آدمی بچتے ہیں ۔ یہی حالت طاعون کی گولیوں کی ہے ۔ طاعون کے زمانہ میں ایک گولی روز صبح کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ کھائیے سے خون میں کچھ ایسا اثر ہوتا ہے ۔ جس سے پلیگ کے کیڑے نہ ٹھہر سکتے ہیں اور نہ ان کا زہر اثر کر سکتا ہے جب یہ بات ہے تو اصل عرق کافور کی ایک شیشی اور طاعون کی گولیوں کی ایک ڈبیہ ہر گھر گرہست کو ضرور رکھنا چاہیے ۔ قیمت کچھ زیادہ نہیں ہے ۔ عرق کافور فی شیشی ۶؍ طاعون کی گولیاں ۶۰ گولیوں کی بڑی ڈبیہ عہ ۔ ۳۶ گولیوں کی چھوٹی ڈبیہ ۱۲؍ محصول ڈاک ۲؍

بچے بوڑھے جوان تینوں کے لئے ایک ہی دوا یعنی

لال شربت

اگر آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں ۔ تو

لال شربت

پلائیے ۔ کلیجہ کی کمزوری کھانسی دلاغری کو دور کرنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلائیے ۔ پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا یکساں فائدہ کرتی ہے ۔ پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے بچے خواہش سے پیتے ہیں ۔ آپ بھی اپنے بچوں کو پلا کر آزمائش کیجیے ۔ یہ لال شربت بچے سے بوڑھوں تک کو یکساں فائدہ کرتا ہے ۔ قیمت فی شیشی عہ محصول ڈاک ۸؍

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۴ ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

نظارہ پرستان

سولہویں جلد

باب - ۱۰۱

باپ بیٹی

کلیرن کو باپ کی فیاضی پر سخت حیرت ہوئی۔ باجہ کی قیمت بہت تھی۔ اور اس کا خیال تھا کہ ان عرفہ ہمارے تعلقات سے باہر ہے۔ پس وہ بہت دیر تک اس سوال پر غور کرتی رہی کہ والد نے محض میری دلبستگی کے لئے اتنا روپیہ صرف کرنا منظور کیا۔ یا واقعہ میں ان کی مالی حالت میرے گمان سے بہتر ہے۔ گاؤں سے شالوٹ کی طرف جاتے ہوئے اس نے اس معاملہ کا ذکر اپنی سہیلی زو سے کیا تو وہ کہنے لگی۔

"کلیرن تمہارے والد نے اپنے مخصوص طریقہ سے تم پر بڑی عنایت کی ہے۔ الفاظ جو اس موقعہ پر انہوں نے کہے بہت کم تھے۔ مگر میرا خیال ہے کہ اپنے دل میں وہ تمہاری خوشنودی حاصل کرکے بہت خوش ہیں۔"

"والد ہمیشہ مجھ سے مہربانی کا سلوک کرتے رہے ہیں" کلیرن نے صدق دل سے جواب دیا۔ "جہاں تک یاد ہے انہوں نے کبھی مجھ سے کوئی سخت لفظ نہیں کہا۔"

"کیوں مگر تمہاری ماں کا انتقال ہوئے کتنی مدت گذری؟" لیڈی آکٹیوین میرڈتھ نے پوچھا

"ان کا انتقال میرے بچپن ہی میں ہو گیا تھا" کلیرن نے سرد آہ کھینچکر جواب دیا "اس لئے ان کا حال بالکل یاد نہیں۔ مگر میرا خیال ہے۔ والد کو ان سے بہت محبت تھی۔ کیونکہ وہ ہمیشہ اس ذکر سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ مجھے یاد ہے چھوٹی عمر میں جب کبھی میں ان سے ماں کا حال پوچھتی۔ تو

وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے بیٹی اس کا ذکر جانے دو۔ ایسے موقعوں پر وہ منہ پھیر کر پیشانی دبا لیتے۔ اور بہت غمگین نظر آتے تھے۔ اب ایک مدت سے میں نے ان کے سامنے ماں کا ذکر کرنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ میں انہیں رنجیدہ کرنا نہیں چاہتی۔ پیاری بہن تم نے دیکھا ہوگا۔ کوئی خفیہ غم، کوئی ناقابل بیان فکر ہر وقت انہیں لاحق رہتی ہے۔ اور گو بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہ کسی مالی نقصان کا صدمہ ہے۔ لیکن میری یہ رائے نہیں . . . ."

"تو کیا پیشتر تمہارے والد اس سے زیادہ مالدار تھے؟" لیڈی آگسٹین نے پوچھا۔

"مجھے اتنا یاد ہے کہ ہم ونٹنین ہل کے پاس ایک خوشنما دیہاتی مکان میں رہا کرتے تھے" کلیرن نے جواب دیا "عمارت بہت وسیع نہ تھی۔ نہ اس کے ساتھ بہت اراضی ہی تھی۔ بہرحال مکان ہر لحاظ سے آرام دہ اور کسی قدر پر اسرار طریق پر آراستہ تھا۔ آٹھ نو آدمی ہمارے نوکر تھے۔" اور گھوڑا گاڑی بھی اپنی تھی۔ مگر لوگوں سے تب بھی بہت کم میل جول تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ والد ہمیشہ تنہائی پسند ہے۔ اور انہوں نے مجلسی زندگی کی دلچسپیوں میں کبھی حصہ نہیں لیا اس زمانہ میں بھی وہ گھنٹوں کمرہ کا دروازہ بند کر کے بیٹھے رہتے تھے یا جیسا آج کل ان کی عادت ہے بہت دور سیر کرنے چلے جاتے تھے۔ ان حالات سے میں یہ خیال کرتی ہوں۔ کہ ان کے دل کو جو صدمہ ہے وہ مالی نقصان کا نہیں۔ کیونکہ جو عادتیں ان کی اس وقت ہیں وہی اس زمانہ میں تھیں جب ہم ونٹین ہل کے پاس رہا کرتے تھے۔"

"کیوں مگر یہ مالی نقصان کن حالات میں ہوا تھا؟" زو نے پوچھا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے۔ انہیں کسی طرح کا مالی نقصان پہنچا ہی نہیں۔" کلیرن نے جواب دیا "محض ایک گمان ہے کہ ایسا ہوا تھا۔ قریباً پانچ سال گزرے ایک روز انہوں نے دفعتاً مجھ سے کہا۔ اب ہم دوسری جگہ جاتے ہیں۔ اور اسی دن ہم سفری گاڑی میں بیٹھ کر اس خوشنما دیہاتی مکان سے چل دئے۔ نوکروں میں سے فقط مارگرٹ ہمارے ساتھ آئی تھی۔"

"اور وہ مکان کیا اب بند پڑا ہے؟" لیڈی آگسٹین نے دریافت کیا۔

"اس کا حال بھی مجھے معلوم نہیں۔" کلیرن نے جواب دیا۔ "ہاں جس وقت ہم رخصت ہوئے تو وہ بدستور کھلا اور نوکر موجود تھے۔ میں نہیں جانتی رخصت ہونے سے پہلے انہوں نے گھر کے انتظام اور نوکروں کے لئے کیا کیا بہرحال مجھ سے کبھی اس کا ذکر نہیں آیا۔ اور میری طرح مارگرٹ بھی اس بارہ میں بالکل بے خبر ہے۔ یا کم از کم مجھ سے لاعلمی ظاہر کرتی ہے۔ بچپن میں میری پرورش امی

نے کی تھی۔ اس لئے میں اسے ماں کی طرح سمجھتی آرہی ہوں۔ اس کے لئے میرے دل میں سچی محبت ہے۔
اور وہ بھی ایسے موقعوں پر جب والد یہاں نہ ہوں پیار سے میرا نام لے کر بلاتی ہے۔"

"اور اس مکان سے چل کر تم لوگ سیدھے یہاں آگئے؟" لیڈی آگسٹین نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ جب ہم نے اپنا دیہاتی مکان چھوڑا۔ تو والد نے اس بارہ میں کوئی پختہ ارادہ نہ کیا تھا۔ کہ آئندہ کہاں رہیں گے۔ بہرصورت وہ کسی گاؤں میں یا اس کے پاس رہنا نہ چاہتے تھے۔ بعض موقعوں پر میں نے چند سرسری الفاظ جو ان کی زبانی سنے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ملک سے باہر جانا چاہتے تھے۔ مگر ایک دن سیر کرتے ہوئے اس مکان کو دیکھ گئے۔ تو ارادہ بدل دیا۔ اور یہیں آباد ہونے کی تیاری کرلی۔ ان کے مالی نقصان کا حال بھی مجھے اس سے زیادہ معلوم نہیں کہ وہ اس خوشنما دیہاتی مکان کو چھوڑ کر اس ویران مقام میں آباد ہوگئے۔"

"ممکن ہے۔ تمہارے والد اب بھی سابق کی طرح مالدار ہوں۔" لیڈی آگسٹین نے رائے دی۔ "اور محض اس لئے یہاں آکر آباد ہوگئے ہوں۔ کہ اپنی تنہا پسندی کی وجہ سے اس جگہ کی گوشہ نشینی کی سکونت پر ترجیح دیتے ہیں۔"

"ممکن ہے۔ اسی طرح ہو۔" کلیرین نے جواب دیا۔ "مگر والد کبھی مجھ سے ان معاملوں کا ذکر نہیں کرتے۔ نہ میں ہی ان سے کچھ پوچھنے کی جرأت کرسکتی ہوں۔ تم نے دیکھا ہوگا۔ اس ایک بڈھے باورچی کے سوا کبھی کوئی ان سے ملنے نہیں آتا۔ اور میرا خیال ہے کہ میں بھی تمہارے لطف صحبت سے یقیناً محروم رہتی۔ اگر ایک دن اچانک انہیں کو خیال نہ آگیا ہوتا۔ کہ تمہاری طبیعت اس غیر دلچسپ زندگی سے تنگ آگئی ہوگی۔"

"ہاں بے شک۔" زو نے بظاہر اپنے دل سے کہا۔ "تمہیں مجلسی زندگی کی دلچسپیوں سے علیحدہ رکھنا واقعی بے جا سختی ہے۔"

"مگر حقیقت میں مجھی کو ایسی زندگی کی خواہش نہیں۔" کلیرین نے جلدی سے کہا۔ "میں تو بس تمہاری صحبت میں رہ کر ہی خوش رہتی ہوں۔"

اس طرح کی باتیں کرتی ہوئی دونوں شاتو کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ وہاں اپنے اپنے کمروں میں جاکر لباس بدلا۔ اور اس کے بعد نشست گاہ میں آگئیں۔ اس کے قریباً ایک گھنٹہ بعد ایک ٹھیلہ مکان کے سامنے ٹھیرا۔ کلیرین دوڑتی ہوئی کھڑکی کے پاس گئی تو دیکھا۔ اس میں وہی بایونز لکھا ہوا تھا۔ جو

"ایم۔ والے نے اس روز خرید ا تھا۔ دکاندار بغرض احتیاط خود گاڑی کے ساتھ آیا۔ اور اس نے باجہ کو اپنے سامنے کمرہ میں رکھوا دیا۔ پھر بل پیش کیا۔

ایم۔ والے سب معمول مطالعہ کے کمرہ میں تھے۔ کلیرن خود بل لیکر ان کے پاس گئی۔ انہوں نے اسے ایک نظر دیکھا۔ پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر لوہے کی تجوری کھولی۔ اور اس میں سے ایک بکس نکال کر اس کا قفل کھولا۔ اس وقت کلیرن نے دیکھا کہ بکس کا ایک خانہ طلائی سکوں۔ اور دوسرا نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایم۔ والے نے نوٹوں کا ایک گٹھا اٹھا کر ایک ایک ہزار فرانک کے دو نوٹ نکالے اس سے کلیرن نے جو اس کھڑی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی معلوم کیا کہ اس حساب سے بکس میں بے شمار دولت جمع ہے ایم۔ والے اس کے ہاتھ میں نوٹ دینے کے لئے مڑے۔ تو اسے حیرت زدہ دیکھ کر ٹھٹک گئے ایک لمحہ کو ان کے چہرہ پر غم کا بادل چھا گیا۔ مگر یہ انقلاب عارضی تھا۔ فوراً لبوں پر تبسم پیدا کرکے انہوں نے عنایت آمیز لہجہ میں کہا "کلیرن شاید تمہیں معلوم نہ تھا کہ میرے پاس اتنا روپیہ ہے۔ تم سمجھتی ہوگی میں نے تم پر بے اعتمادی کی۔ مگر اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اس زر و مال کی مالک تمہیں ہو۔ اور جب کبھی مجھے کوئی ناگہانی واقعہ پیش آیا۔ یہ سب کچھ تمہارا ہو جائے گا۔ آج تم نے دیکھ لیا کہ وہ روپیہ جس سے تمہاری زندگی آرام و آسائش سے بسر ہو سکتی ہے۔ کہاں محفوظ ہے۔"

کلیرن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔ "اباجی آپ کس طرح کی باتیں کہہ رہے ہیں۔ خدا کے لئے اس منحوس ذکر کو جانے دیجئے۔ آپ کے بعد مجھ غریب کا کہاں ٹھکانا ہے"

"کلیرن" ایم۔ والے نے نرم لہجہ میں کہا "انسان کی زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں۔ میں نے بہت عمر دیکھ لی۔ اور بیماری یا اتفاقی حادثات سے قطع نظر قدرتی طور پر بھی آخر موت ایک دن ضرور آنی ہے... مگر نہ رو۔ پیاری لڑکی نہ رو۔ میں نے تو تمہیں خوش کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ ایک مدت سے تمہارے لئے خوشی کا موقعہ پیش نہیں آیا۔ پس خدا کے لئے اس خوشی کے اثر کو آنسوؤں سے دھونے کی کوشش نہ کرو..."

کلیرن کی اشک آلود آنکھوں میں اس طرح کا ہلکا تبسم نمودار ہوا۔ جیسے برستے ہوئے بادلوں سے دفعتاً دھوپ نکل آتی ہے۔ کہنے لگی "اباجی میں آپ کی مہربانیوں سے بہت خوش ہوں۔ اس باجہ کے متعلق بھی آپ نے جو عنایت کی ہے۔ اس کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں..."

اتنا کہہ کر کلیرن نے باپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لبوں سے لگایا۔ وہ تھوڑی دیر افسردہ

نظروں سے اسکی طرف دیکھتا رہا۔ پھر یکایک اس کے چہرہ پر غصہ اور تندی کے آثار نمودار ہوئے مگر یہ فوراً ہی مٹ گئے۔ اور ایم۔ ویلینے نے سہمی اور خوف زدہ کلیرن کے نرم بالوں کو پیار دے کر جذبات سے پرآواز میں کہا "غریب لڑکی اگر تجھ کو معلوم ہوتا کہ مجھے تم پر وہ حق حاصل ہے ..."

وہ فقرہ کو نامکمل چھوڑ کر چپ ہوگیا۔ اور پھر دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ مگر ایسا کرتے ہوئے کلیرن نے دیکھا کہ اس وقت ایم۔ ویلینے کے چہرہ پر سخت اذیت کے ناقابل محو نشانات موجود تھے۔ اس وقت اس کی نگاہ اتنی خوفناک تھی کہ ممکن تھا کلیرن کے منہ سے جگر دوز چیخ نکل جاتی۔ مگر اس نے انتہائی ضبط سے کام لے کر اسے روکا۔ جی چاہتا تھا کہ باپ کے گلے لگ کر اس سے پیار کرے اور پوچھے کہ اباجی وہ کونسا غم ہے جو اندر ہی اندر آپ کو ہلکان کر رہا ہے۔ مگر جرات نہ ہوئی۔ بہرحال اس واقعہ سے بار اول اس کو معلوم ہوا کہ آجتک والد نے مجھے ہر طرح کے معاملوں سے بالکل بےخبر رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ اکلوتی بیٹی کی حیثیت میں اس کا حق تھا۔ کہ اسے ایم۔ ویلینے کا اعتماد کامل حاصل ہوتا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد ایم۔ ویلینے نے دوبارہ کلیرن کی طرف منہ کر کے اس ملامت آمیز سرد مہری کے ساتھ جس کا وہ عادی تھا کہا "کلیرن میں چاہتا ہوں تم آج کے واقعہ کو بھول جاؤ۔ اور اس نامکمل فقرہ کو بھی جو میری زبان پر آکر رک گیا۔ تم اس کا مطلب نہیں سمجھی ہو اور نہ کبھی سمجھ سکوگی۔ رہا یہ بےحقیقت زر و مال" اس نے صندوقچہ میں رکھی ہوئی دولت کی طرف انداز حقارت سے دیکھ کر کہا۔ "اس کا بھی کسی سے ذکر نہ کرنا کیونکہ ہم ایک تنہا اور ویران مقام پر رہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کوئی بد باطن بدمعاش اس کے لالچ میں خلاف قانون فعل پر مجبور ہو۔ بس جاؤ۔ اور جو کچھ آج تم نے دیکھا یا سنا ہے۔ اسے بالکل بھول جاؤ۔ جاؤ عزیز لڑکی خدا تم کو خوشی دے۔ خدا کرے تم نئے پیار سے سچی خوشی حاصل کر سکو۔ آئندہ میں اس طرح کی ادبی بےحقیقت باتوں میں بھی تمہاری خوشی کا پہلے سے زیادہ خیال رکھوں گا۔"

اس نے بیٹی کی پیشانی کو ہلکا بوسہ دیا۔ پھر اسے آہستہ سے باہر کی طرف دھکیل دیا۔ اپنے کمرہ میں جاکر وہ تھوڑی دیر حالات پیش آمدہ پر غور کرتے ہوئے طبیعت کو سکون دینے کی کوشش کرتی رہی۔ جو آخر جوش کم ہوا تو کمرہ نشست میں گئی۔ کیونکہ وہ لیڈی واکسٹین سے اپنی پریشانی کی وجہ بیان کرنا نہ چاہتی تھی۔ باپ نے اسے اس روز کے واقعات فراموش کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اور گو ایسا کرنا غیر ممکن تھا۔ تاہم کلیرن نے اس بات کا عہد کر لیا تھا کہ میں اس راز کو ہمیشہ

اپنے سینہ میں چھپائے رکھوں گی۔ اب تک اس کا خیال تھا کہ والد کو عظیم مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے مگر آج معلوم ہوا کہ نقصان کیسا کیا ذکر ان کے پاس تو بے حساب دولت جمع ہے۔ پس اسے پہلے سے زیادہ حیرت ہونے لگی۔ کہ آخر وہ کس لئے فونٹین بلو کے پاس اپنے خوشنما بنگلہ کو چھوڑ کر سنگستان پیرینیز کے اس غیر آباد ویرانہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ کئی اور خیالات بھی اسی سلسلہ میں اس کے دل میں پیدا ہونے لگے۔ مگر ان پر سر دست بحث کرنے کی حاجت نہیں۔

جہاں تک ممکن تھا۔ خاطر جمع کر کے وہ کمرہ نشست میں گئی۔ جہاں دوکاندار نے پیانو کو اچھی طرح رکھوا کر اس کے سُروں کو جا کر دیکھ لیا تھا۔ اس کی رقم ادا کر دی گئی۔ اور وہ رخصت ہو گیا اس کے جانے پر زد اور کلیرن نے باری باری اسے بجا کر دیکھا۔ اور دونوں اس کی دلکش آواز سے بہت خوش ہوئیں۔ باجا خوشنما اور سُریلا تھا۔ اور اس کی آواز کلیرن اور زد کی نغمہ ریز آواز سے مل کر دلکش اثر پیدا کرتی تھی۔ دن کا باقی حصہ باجہ کی دلچسپیوں میں گذرا۔ مگر کلیرن کی حالت یہ تھی کہ گو باجے کو دیکھ اور بجا کر خوش ہوتی۔ تاہم جس وقت باپ کی وہ حالت یاد آتی جب اس نے اس کے چہرہ پر درد اذیت کے ناقابل بیان آثار دیکھے تھے۔ تو طبیعت سخت بے قرار ہو جاتی۔ اس روز کی مختصر ملاقات نے اس کو ان باتوں سے خبردار کر دیا تھا جن سے وہ پیشتر آگاہ نہ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آنکھوں کے آگے سے نقاب سی ہٹ گئی اور بار اول معاملات کا وہ پہلو نظر آیا جسے پیشتر دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ آج اسے اول مرتبہ معلوم ہوا۔ کہ والد کے دل میں کوئی گہرا اور ناقابل حل راز مخفی ہے۔ جس کی وجہ اس غم کو بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ جو کلیرن کی ماں کے انتقال سے ان کو ہوا ہو گا۔ حیران تھی کہ اس راز کی تہ میں کیا بات ہے؟ بظاہر کوئی حل نظر نہ آتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر تھا۔ کہ ابا جان اس راز کو دم آخر تک پوشیدہ رکھنے اور بعد مرگ بھی اپنے ساتھ لے جانے پر تلے ہوئے ہیں۔

رات کو دس بجے کے بعد دونوں سہیلیاں جدا ہوئیں اور اپنے اپنے کمروں میں چلی گئیں ناظرین کو معلوم ہے کہ زد کے ساتھ دو خدمتگار ہمراہ تھیں۔ جو باری باری کام کرتی تھیں۔ صبح کی خدمت آرسینے انجام دیتی تھی۔ اس لئے رات کو ریشل کی باری تھی۔ زد نے کمرہ میں آکر اس کی صورت دیکھی۔ تو معلوم ہوا بہت سہمی ہوئی مگر اپنے خوف کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیڈی آگسٹوین نے پہلے تو دریافت حال غیر ضروری سمجھا۔ کیونکہ خیال ہوا۔ اس سے گفتگو پھر پر خوف معاملات کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ مگر ریشل اس طرح کانپ رہی تھی۔ کہ بالآخر زد کو اس کی

تسکین و تشفی کے لئے بولنا ہی پڑا۔

کہنے لگی۔ "ریشل معلوم ہوتا ہے۔ آنر نے اپنی عجیب و غریب کہانیوں سے تم کو بھی خوف زدہ کر دیا ہے۔ مگر میری سنو تو ایسے باطل توہمات کو دل میں جگہ نہ دو۔۔۔"

"بانو میں اپنے اضطراب کے لئے معافی چاہتی ہوں۔" ریشل نے قطع کلام کر کے کہا۔ "مگر کیا کروں جذبات پر قابو نہیں۔ میں یہاں آپ کے انتظار میں تنہا بیٹھی تھی۔ کہ طرح طرح کے خوفناک خیالات دل میں پیدا ہونے لگے۔ میں نے وہم جھ کران کو دبانے کے خیال سے منہ پھیر لیا۔ مگر کھڑکی کی طرف دیکھا تو ایک خوفناک زرد چہرہ میری طرف گھور رہا تھا۔ میں نے اٹھ کر پردہ کھینچ دیا۔ مگر دوبارہ آکر بیٹھی تو وہی چہرہ مسہری کے پردوں سے میری طرف دیکھ رہا تھا۔ اب مجھ سے اتنی ہمت نہ ہوئی۔ کہ پاس جا کر دیکھتی۔ یہ میرا وہم ہے۔ یا کچھ اور۔ بمشکل اس خوف سے سنبھلنے پائی تھی کہ دروازہ کھلا اور ہوا کا سرد جھونکا داخل ہوا۔ میں سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔ معلوم ہوا کوئی پچھلی طرف سے میری جانب آرہا ہے۔ بڑی جرأت سے کام لے کر میں نے ادھر دیکھا تو کچھ نہ تھا۔ [illegible] اس پرانے دروازہ کے بگڑے ہوئے قفل کی [illegible] ہوا لگنے سے کھل جاتا ہے۔۔۔"

"غریب لڑکی۔ جو کچھ تم نے دیکھا۔ وہ محض تمہارا وہم تھا۔" زد نے تسلی بخش لہجہ میں کہا۔ "آنر نے جو پر خوف قصے تمہیں سنائے تھے۔ ان کی وجہ سے یہ فرضی شکلیں نظر آتی رہیں۔ مگر حوصلہ کرو۔ آج رات مجھے تمہاری خدمات درکار نہیں۔ آرام کرنے سے پہلے کچھ پڑھوں گی۔ مگر تم چونکہ پریشان نظر آتی ہو۔ اس لئے چلو تمہارے کمرہ تک چھوڑ آتی ہوں۔ لیکن خبردار اس کا ذکر آنر سے مت کرنا۔ کیونکہ میں روز تم دونو کو تمہارے کمروں تک پہنچانے کا فرض اپنے اوپر نہیں لے سکتی۔ [illegible] تمہیں زیادہ ہمت و استقلال سے کام لینا چاہئے۔"

حقیقت میں زد کا ارادہ کتاب دیکھنے کا نہیں تھا۔ مگر چونکہ اس نے ریشل کو [illegible] دیکھا۔ اس لئے محض اس خیال سے کہ اکیلی اپنے کمرہ تک جاتے ہوئے ڈرے گی۔ ازراہ عنایت اس کے ہاں اسے چھوڑ آنے کو آمادہ ہو گئی۔ ریشل نے اس خاص عنایت کے لئے شکریہ ادا کیا۔ وہ حقیقت میں بہت ڈر گئی تھی۔ اور بڑی کوشش کے باوجود اثر خوف دبانے سے قاصر تھی۔

"دیکھو بہت آہستہ اور دبے پاؤں چلنا۔" زد نے کہا۔ "میں نہیں چاہتی گھر کے اور لوگوں کو معلوم ہو۔ کہ میری خادمائیں ایسی بزدل اور ڈرپوک ہیں کہ اکیلی اپنے کمرہ تک نہیں جا سکتیں۔"

لیڈی آکیٹوین نے یہ الفاظ کچھ دہشتی لہجہ میں کہے تھے۔ ورنہ درشت کلامی اس کی

طبیعت کے خلاف تھی۔ اس کے بعد جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لے کر وہ ریشل کو اوپر کی منزل تک چھوڑنے گئی۔ جہاں وہ اور آرز ایک ہی کمرہ میں سویا کرتے تھیں ساتھ چھوڑ کر اپنے کمرہ میں واپس آئی تو یاد آیا۔ میری گھڑی جس کی زنجیر اتفاقاً ٹوٹ گئی تھی۔ کمرہ نشست ہی میں رہ گئی ہے۔ وہ اسے لانے کے ارادہ سے باہر نکلی۔ مگر جس وقت نشست گاہ کی طرف جا رہی تھی۔ تو انتہائی ضبط کے باوجود کل رات کے واقعہ نے خوف کا احساس پیدا کر دیا۔ جہاں تک ممکن تھا۔ اس احساس کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے جو اس کے فطری استقلال کے منافی تھا۔ وہ کمرہ مذکور کی طرف بڑی ثابت قدمی سے گئی۔ بلکہ دل میں اس خیال سے شرمسار بھی ہوئی کہ جس خوف کے لیے میں نے ریشل کو فہمائش کی تھی۔ وہی اب میرے دل میں پیدا ہو رہا ہے۔

خیر اس نے کمرہ میں جا کر گھڑی اٹھائی۔ اور واپس خوابگاہ کی طرف روانہ ہوئی۔ مگر ایک ہی قدم اٹھانے پائی تھی۔ یہاں تک کہ ایک پاؤں نشستگاہ کی دہلیز کے اندر اور دوسرا باہر تھا کہ رک گئی۔ ہاتھ اس زور سے کانپا کہ شمع کو بمشکل سنبھال سکی۔ کلمہ خوف لبوں تک آ کر رہ گیا۔ کیونکہ سامنے کچھ فاصلہ پر وہی دھندلی صورت دوسری طرف منہ کئے چلی جا رہی تھی! اسے دیکھتے ہی زرد کی پیشانی عرق سرد سے تر ہو گئی۔ پاؤں فرش زمین پر جم گئے۔ اور چہرہ اتنا زرد ہو گیا۔ کہ اس وقت آئینہ میں اپنی صورت دیکھتی۔ تو ڈر جاتی۔ تھوڑی دیر وہ اس پراسرار صورت کی طرف نظر غور سے دیکھتی رہی۔ اور خدا معلوم یہ اس کا وہم تھا یا حقیقت۔ بہرحال اس نے معلوم کیا کہ وہ کسی لطیف الجثہ دراز قامت نوجوان کی صورت تھی۔ جس نے سیاہ کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور اس کے پاؤں اس طرح بے آواز اٹھتے تھے کہ لمبے مسقف رستہ میں کسی طرح کی آواز یا گونج پیدا نہ ہوتی تھی۔

دیکھتے دیکھتے یہ روح یا آسیب یا جو کچھ بھی تھا۔ فاصلہ کی تاریکی میں غائب ہو گیا زو سخت پریشانی کی حالت میں لڑکھڑاتی ہوئی اپنے کمرہ میں گئی۔ اور ایک آرام کرسی پر اس طرح گر پڑی۔ گویا بے ہوش ہوا چاہتی تھی۔ مگر اس فوری اور غیر معمولی کوشش سے کام لے کر جو ایسے موقعوں پر ذہن انسانی کی مددگار ہوتی ہے۔ اس نے ہمت و استقلال کو مضبوط کیا۔ اور دل کو تسلی کے لئے کہنے لگی "میں بھی کتنی بے وقوف ہوں بے شبہ یہ محض وہم تھا"

اس کے باوجود وہ احساس جو دل میں جاگزیں ہو چکا تھا۔ رفع نہ ہو سکا۔ رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ جو کچھ نظر آیا۔ اس کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے۔ گو اس کا فیصلہ کرنا دشوار تھا کہ وہ

کسی مردہ شخص کی روح تھی یا کوئی نامعلوم جاندار آدمی۔ چونکہ وہ صورت بیان کردہ حکایت کے مطابق بے آواز حرکت کرتی تھی۔ اس لئے یہ خیال آسانی سے دب نہ سکتا تھا کہ وہ کسی ذی حیات انسان کا جاندار وجود نہیں کسی مردہ شخص کی روح تھی۔ ایک بار اس کے جی میں آئی کہ کلیرین کے پاس جا کر سب حال اس سے کہہ دوں۔ مگر اپنی کمزوری کا خیال مانع ہوا۔ پس ہمت کر کے پلنگ پر لیٹ گئی۔ گو نیند بہت دیر تک نہیں آئی۔ اور جب آئی بھی تو حالت خواب میں اسی طرح کے موحش نظارے دکھائی دیتے رہے۔

آخر جب صبح نے رات کا گریبان چاک کیا اور زرد کی آنکھ کھلی۔ تو اس نے جلدی سے اٹھ کر کھڑکی کے پردے ہٹا دئے۔ ماہ ستمبر کا روشن آفتاب اپنی سنہری کرنوں سے ہر طرف ضیا و تابش پیدا کر رہا تھا۔ اس کی روشنی میں وہ سب وہمی اندیشے جو زرد کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ رفع ہو گئے اور وہ اپنی رات کی کمزوری یاد کر کے بہت نادم ہوئی۔ اس خیال سے دل کو اطمینان بھی ہوا۔ کہ میں نے اضطراب میں میڈم ووازل ڈوالنے کے پاس جا کر یہ سب حال اس سے نہیں کہہ دیا۔

دل سے کہنے لگی کہ ضرور جو کچھ میں نے دیکھا محض وہم تھا۔ ریشل کی گفتگو اور اس داستان کی یاد نے جو صبح آمرنے سنائی تھی۔ نظروں کے سامنے ایک خیالی صورت پیدا کر دی۔ ممکن ہے۔ اس میں میری جسمانی کمزوری اور علالت کو بھی دخل ہو۔ بہرحال جو کچھ نظر آیا۔ اس کی اصل حقیقت کچھ نہ تھی۔"

صبح کی خدمتگزاری کا فرض بھی ریشل کے ذمہ تھا۔ وہ آئی۔ تو زرد معمول سے زیادہ خوش تھی۔ اس لئے کہ اس نے رات کے واقعہ کو نتیجہ وہم سمجھنا شروع کر دیا تھا۔ دونوں میں اس خوفناک مضمون پر کسی طرح کی گفتگو نہیں ہوئی۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد لیڈی آکٹیوین تبدیل لباس سے فارغ ہو کر اسٹڈی کے کمرہ میں چلی گئی۔ چند منٹ کے عرصہ میں کلیرین اور ایم دوالنے بھی وہیں آگئے مگر زرد نے معلوم کیا کہ آج کلیرین خلاف معمول بہت مغموم و افسردہ تھی۔ اور اس کے چہرہ پر حسرت و یاس کی ایسی علامات نظر آتی تھیں جو چھپائے نہیں چھپ سکتیں۔ لیڈی آکٹیوین بہت دیر تک اپنی سہیلی کے چہرہ کو چھپی نظروں سے دیکھتی رہی۔ اور آخری نتیجہ جو اس نے اخذ کیا وہ یہی تھا کہ ضرور کوئی خفیہ رنج و فکر اس کے دل پر حاوی ہے۔ کئی بار سوچا کہ شاید اس نے بھی اس پراسرار روح کو دیکھ لیا۔ بہرحال وہ اس بارہ میں کوئی مستقل فیصلہ قائم نہ کر سکی۔

باب ۔ ۱۰۲

ایم۔ والٹے کا راز

موسم خوشگوار تھا۔ دونو سہیلیاں ناشتہ سے فارغ ہو کر سیر کرنے چلیں۔ رستہ میں زو نے معلوم کیا کہ اب کلیرن اس سے بھی زیادہ فکرمند ہے جیسی ناشتہ کے وقت تھی۔ کم از کم اس وقت وہ اپنے اضطراب کو چھپانے کی کم کوشش کرتی تھی جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ دسترخوان پر وہ اپنی حالت کو باپ کی نظروں سے پوشیدہ رکھنا چاہتی تھی۔

"پیاری کلیرن" آخرکار لیڈی آکٹیوین نے کہا "کیا سبب ہے کہ آج تم بے طرح افسردہ و غمگین نظر آتی ہو؟"

ان الفاظ کو سن کر کلیرن اس طرح چونک گئی۔ جیسے وہ آدمی جو کسی بات کو چھپانا چاہتا ہو مگر دوسرا اس کا حال معلوم کرلے۔ اس میں شک نہیں۔ اس کا راز اب تک محفوظ تھا۔ پھر بھی اس نے زو کی طرف بے چین نظروں سے دیکھا۔ اس کے بعد آنکھیں جھکالیں۔ آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے اس کے زرفام رخساروں پر بہ نکلے۔ مگر اس نے زبان سے ایک لفظ تک نہیں کہا۔

"پیاری آکٹی!" لیڈی آکٹیوین نے دوبارہ نرم لہجہ میں کہا "کل تم نے میرے رنج والم میں ہمدردی کی تھی۔ آج یہی فرض میں ادا کرنا چاہتی ہوں۔ دیکھو وہی مقام ہے۔ جہاں کل میں نے اپنی زندگی کی داستان بیان کی تھی۔ مناسب ہے آج وہیں تم بھی مجھے اپنا راز دار بنا کر تشفی و تسکین کا ذریعہ بننے کی اجازت دو۔ تم جانتی ہو۔ میں یہ حالات محض رفع استعجاب کے لئے جاننا نہیں چاہتی۔"

"پیاری بہن تم سے بدگمانی ناممکن ہے" کلیرن نے آہستہ سے کہا۔ اور اس کے لبوں سے ایک گہری سرد آہ نکل گئی۔ حالانکہ اس نے اسے ضبط کرنے کی بہت کوشش کی تھی

لیڈی آکٹیوین نے اسکی دلجوئی کے لیے بہت کچھ کہا۔ مگر چونکہ کلیرن کے رنج و غم کا صحیح حال نہیں جانتی تھی۔ اس لیے موزوں الفاظ کی تلاش میں بہت دقت ہوئی۔

تھوڑی دیر چپ رہ کر آخرکار کلیرن نے کہا "بہن میں اپنی حالت زار تم سے چھپانا نہیں چاہتی۔ میں سب کچھ تم پر ظاہر کردوں گی۔ صحیح حالات صرف کل رات مجھے معلوم ہوئے ہیں۔۔۔"

"کیا اس کے بعد جب ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئی تھیں؟" زو نے متعجب ہو کر پوچھا "اس وقت تک تو تمہیں کسی طرح کا ملال نہ تھا۔ بلکہ والد کی عنایت سے نیا پیانو مل جانے پر بہت

خوش تھیں ۔"

"افسوس میرے غریب والد!" کلیرن نے پریشانی کے لہجہ میں کہا۔

"بہن آخر ماجرا کیا ہے؟" ڈونے اور زیادہ حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "کیا مارگرٹ نے کوئی رنج دہ بات کہہ دی ہے؟" وہ حیران تھی کہ رات کو ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد کلیرن کو کس ذریعہ سے کوئی ایسی بات معلوم ہوئی ہوگی۔ جو اتنے رنج و ملال کا موجب ہوئی۔

"ہاں مارگرٹ نے" کلیرن نے بھاری سے کہا۔ "گر پیاری ڈو میں سب حال بیان کرتی ہوں۔ آج تک میری آنکھوں کے سامنے ایک پردہ سا تھا۔ جو دفعتاً ہٹ گیا۔ عہد ماضی کے وہ حالات جو اب تک معلوم نہ تھے۔ آج اچانک معلوم ہو گئے۔"

وہ چپ ہو گئی۔ بظاہر اپنے اضطراب کو دبانے کی کوشش کرتی تھی۔ اس کے بعد کہنے لگی۔

"بہن کسی زمانہ میں والد کی طبیعت اس سے بالکل مختلف تھی۔ جیسی اب ہے۔ وہ بڑے خوش طبع۔ خوش مزاج اور مجلسی زندگی کے بہت دلدادہ تھے۔ گو اس طرح کی بے قاعدگیاں جو عہد شباب سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے کبھی نہیں کیں۔ بخلاف ازیں وہ اپنے اخلاق حسنہ اور خیالات حمیدہ کے لئے مشہور تھے۔ ان کی ایک شخص سے جو عمر میں ان کے برابر مگر رتبہ میں کسی قدر بلند تھا۔ گہری دوستی تھی۔ اس کا نام وائکونٹ ڈیلارم تھا۔ اور اس کا خاندان بہت قدیم اور بہت مالدار تھا۔ دونوں ایک ہی کالج میں پڑھے۔ مل کر بلاد یورپ کی سیر کی۔ اور گو ان میں کسی طرح کا رشتہ نہ تھا۔ تاہم دوستی اتنی گہری اور مضبوط تھی۔ کہ تھوڑی دیر کو بھی ایک دوسرے سے جدا ہونا منظور نہ کرتے تھے۔ میں نے سنا ہے۔ وائکونٹ ڈیلارم بڑا شکیل و وجیہ۔ خوش رو جوان تھا۔ اس کی شادی ایک نوجوان اور حسین عورت سے ہوئی تھی۔ جو وضع حمل پر مر گئی۔ اس کے انتقال سے وائکونٹ کو اتنا صدمہ ہوا۔ کہ تسکین کی کوئی صورت نہ رہی۔ ہر وقت اپنے کمرہ میں بیٹھا رہتا۔ اور والد کے سوا کسی سے نہ ملتا تھا۔ قدرتی طور پر اس کا اثر اس کی صحت پر بھی ظاہر ہوا۔ ناچار ڈاکٹروں نے مشورہ دیا۔ کہ تبدیل منظر کے لئے سیر و سیاحت کرنی چاہئے اس کے بغیر صحت بالکل جاتی رہے گی۔ اس سفر میں والد اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہوئے۔ اور گو انہی ایام میں ان کی شادی ہونے والی تھی۔ تاہم وائکونٹ کی خاطر انہوں نے اس کو بھی ملتوی کر دیا۔ اس سے پیاری بہن اندازہ کر لو۔ کہ والد کو اپنے دوست سے کتنی محبت تھی۔ یہاں تک

کہ اس کی خوشی کے لئے انہوں نے اپنی راحت قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ وائیکونٹ پہلے
تو جانے پر آمادہ نہ ہوا۔ مگر جب والد نے اصرار کیا۔ تو ایک دن چپ چاپ کسی نامعلوم مقام
کو روانہ ہو گیا۔ جاتی دفعہ والد کے نام ایک خط لکھ کر چھوڑ گیا۔ کہ جب دل بے چین کو قرار آئیگا
تو اپنے حالات سے مطلع کروں گا۔ اس شیرخوار بچہ کو جس کی ولادت اس کی بی بی کی جان لیوا
ہوئی تھی۔ اس نے ایک دور کی رشتہ دار عورت ایک مارشنس کے حوالہ کر دیا جو فونٹین بلو
کے پاس ہی رہتی تھی۔ وہ ایک سپر کبیر مارکوئیس کی بیوہ اور بڑی مالدار عورت تھی۔ وہیں
فونٹین بلو کے پاس ہمارا اور وائیکونٹ ڈیلارم کا دیہاتی مکان تھا۔ وائیکونٹ کے جانے کے
تھوڑا عرصہ بعد والد کی میری ماں سے شادی ہوئی۔۔۔"

ماں کا ذکر آنے سے کلیرن کا غم تازہ ہو گیا۔ اور وہ بہت دیر اپنی طبیعت کو سکون دینے
سے قاصر رہی۔ بالآخر انتہائی ضبط سے کام لے کر کہنے لگی۔

"ماں سے والد کی شادی قریباً چھبیس سال پیشتر ہوئی تھی۔ برس دن بعد ایک لڑکی پیدا
ہوئی جو اگر زندہ رہتی تو میری بڑی بہن ہوتی۔ مگر وہ چند ہی مہینوں میں بچپن کے کسی مرض سے انتقال
کر گئی۔ وائیکونٹ ڈیلارم کو غائب ہوئے اب ڈیڑھ سال گذر گیا تھا۔ اور اس عرصہ میں نہ والد نہ
مارشنس کو جس کے سپرد اس کے بچہ کی پرورش تھی۔ اس کا کوئی خط موصول ہوا۔ اس سے خیال
آیا کہ شاید کسی دور افتادہ ملک میں اس کا انتقال ہو گیا۔ مگر انہی ایام میں یکایک اس کے خط آنے
لگے۔ جن سے معلوم ہوا کہ اس نے کئی ملکوں کی سیاحت کی ہے۔ ایک خط میں اس نے لکھا کہ میں
اپنے دوستوں کو اس وقت تک اپنی موجودگی سے آزردہ کرنا نہیں چاہتا جب تک تسلیم و رضا
کا عادی ہو کر اپنے غم کو بخوبی چھپانے کے قابل نہ ہو جاؤں۔ بہت دنوں اسی طرح کے خط آتے رہے
حتیٰ کہ ایک روز معلوم ہوا۔ وائیکونٹ پھر فونٹین بلو کے پاس اپنے دیہاتی مکان میں آنے کا ارادہ
رکھتا ہے یہ آخری خط اٹلی سے موصول ہوا تھا۔ جس کے قریباً تین ماہ بعد وائیکونٹ فونٹین بلو میں
آ گیا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہو گا۔ کہ والد اور مارشنس نے جس کے ذمہ اس کا بچہ پرورش پا رہا
تھا۔ اس کا کتنا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ وائیکونٹ کو بھی یہ دیکھ کر خوشی ہوئی۔ کہ اس عرصہ میں اسکے
بچہ نے اچھی پرورش پائی۔ اس دن کے بعد وہ دوبارہ اپنے مکان میں رہنے لگا۔ اور اپنے بچہ
کو بھی جس کا نام الفرڈ رکھا گیا تھا۔ اپنی حفاظت میں لے لیا۔ وقت گذرتا گیا۔ اور جیسا عموماً
دیکھا جاتا ہے۔ رفتہ رفتہ وائیکونٹ بھی اس صدمہ سے جو اسے پہنچا تھا بحال ہونے لگا۔ پہلے

غم دور ہوا - پھر افسردگی بہن اور کچھ دن بعد مرنے والی کی یاد بھی دل سے محو ہو گئی - اس اثنا میں اللہ سے اس کا میل جول بدستور رہا - اور جیسا ان حالات میں قدرتی تھا - اس کا اکثر ہمارے مکان پر پھیرا رہتا تھا - بڑی بہن کی ولادت کے تین چار سال بعد اس وقت جب والد کو اولاد کی طرف سے مایوسی ہو گئی تھی - میں پیدا ہوئی - جو حالات میں نے سنے ہیں - ان سے معلوم ہوتا ہے - کہ میری پیدائش پر بہت خوشیاں منائی گئیں - اور گو والد کو اس صورت میں اور زیادہ خوشی ہوتی - کہ میری بجائے لڑکا پیدا ہوتا - جو ان کا نام لیوا اور وارث کہلاتا - تاہم میری ولادت پر بھی انہیں کچھ کم مسرت نہیں ہوئی - اور اب پیاری زد میں اس داستان کے رنج دہ حصہ کی طرف آتی ہوں - جس کا حال مجھے کل رات معلوم ہوا ہے - اور جس نے میری طبیعت میں انتہائی رنج و اضطراب پیدا کر دیا ہے -"

کایرین پھر چپ ہو گئی - اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے - لیڈی آکٹیبین نے حسب موقعہ تسلی بخش الفاظ کہے - میڈموازل والنے نے اس کا ہاتھ اندازِ شکرگزاری سے دبایا - اور آنسو پونچھ کر سلسلہ داستان کو اس طرح جاری رکھا -

میری عمر قریبًا ایک سال کی تھی - کہ والد کے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہوا - اُف! پیاری زد - حیران ہوں - اس قصہ کو کس طرح جاری رکھوں ؟ کس طرح وہ داستان ندامت بیان کروں جس سے اس مادر مرحوم کی بے عزتی ہوتی ہے - جس کے لئے آج تک میرے دل میں ناقابل بیان محبت و عقیدت تھی - گو اس کا انتقال اس وقت ہو گیا - جب اس کی تصویر بھی میرے ننھے سے دل پر منقش نہ ہو سکتی تھی - ان حالات کا بیان نہایت دردناک اور بڑا الم خیز ہے - حیران ہوں اس ذکر کو کیسے ختم کروں - مگر اس خیال سے جاری رکھتی ہوں - کہ تم میری عزیز سہیلی ہو - تمہیں سے مجھ کو ہمدردی اور دمسازی کی امید ہے - خیر جس طرح ممکن ہے - میں خاطر جمع کر کے سب حال کہتی ہوں - جیسا بیان کر رہی تھی - والد کے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہو گیا - جس نے جلد ہی تصدیق کی صورت اختیار کر لی - معلوم ہوا میری ماں کو اپنے شوہر کی نسبت وائیکونٹ ڈیلارم سے زیادہ محبت ہے ... غالبًا تم نے میرا مطلب سمجھا ہو گا ... ؟"

"افسوس - ہاں - لیڈی آکٹیبین نے غمگین لہجہ میں کہا " مگر ممکن ہے اس میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہو - کیا عجب تمہارے والد نے اس کی معمولی سی حرکت کو گناہ پر محمول کر لیا ہو ... "

"کاش ایسا ہوتا " کایرین نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا " مگر افسوس شہادت اتنی زبردست

تھی کہ شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہی ۔ والد کی بے عزتی در اصل ان کی منکوحہ بی بی میری ماں نے کی ۔ مگر انصاف سے کہنا ۔ ایسی خوفناک غداری ... ایسا شرمناک دغا جیسا وائیکونٹ ڈیلارم نے والد سے کیا ۔ اس فریبی دنیا میں کبھی دیکھا گیا ہے ؟ آخر جب راز فاش ہوا تو اس وقت کے رنجیدہ حالات کا ذکر لاحاصل ہے ۔ والد نے جوش غضب میں اپنے دوست نما دشمن سے خوفناک انتقام لینے کا عہد کیا جس سے ڈر کر وہ فوراً ہی بھاگ گیا ۔ اور میری ماں ...."

"ماں ان کا کیا ہوا ؟" زمہ نے مری ہوئی آواز سے پوچھا ۔ کیونکہ اس رنجیدہ داستان سے خود اس کو بھاری صدمہ پہنچا تھا ۔ کلیرنی یکایک چپ ہو گئی ۔ اور آنسوؤں کے قطرے پھر اس کے رخساروں پر بہنے لگے ۔ سسکیوں کے جوش سے اس کا سینہ طوفانی سمندر کی طرح حرکت کرتا تھا

"میری ماں" آخر کار اس نے ایسی آواز سے کہا جو مشکل سنی جاتی تھی "اسے اس واقعہ سے اتنا صدمہ ہوا ۔ کہ وہ اس کے اثر سے بحال نہ ہو سکی ۔ اپنی ذلت کے احساس اور اس المناک حقیقت کے علم نے کہ میرے ہی افعال نے اس شوہر کی زندگی ہمیشہ کے لئے تلخ کر دی جو مجھ پر جان تک نچھاور کرتا تھا ۔ وہ دل شکستہ ہو کر تھوڑے عرصہ بعد مر گئی "

تھوڑی دیر پھر خاموشی رہی ۔ کلیرنی کی آنکھیں بدستور آبگوں تھیں ۔ آخر اس نے ضبط کر کے کہا ۔

"وائیکونٹ ڈیلارم نے غداری کا ہی نہیں بزدلی کا بھی ثبوت دیا ۔ والد نے اُسے ڈویل لڑنے کو کہا تھا ۔ وہ ان سے ڈر کر بھاگ گیا ۔ اس بچہ کی بھی پروا نہیں کی جس کی پرورش اب اس کے ذمہ تھی ۔ ناچار وہ دوبارہ مارسٹنس ہی کے سپرد ہوا ۔ ایسے حالات میں والد اس مقام پر رہنا گوارا نہ کر سکے ۔ جہاں ان کا نخل تمنا برباد ہو گیا ۔ اور ان کی راحت کا ایسی بے دردی سے خاتمہ ہوا تھا ۔ مجھے ساتھ لے کر وہ غیر ملکوں کی طرف چل دیئے ۔ مارگرٹ میری انا کے ساتھ تھی ۔ والد کا ارادہ پہلے اٹلی جانے کا تھا ۔ گو میں نہیں جانتی وہاں ان کا ارادہ مستقل قیام کا تھا یا وہ ماں ہوتے ہوئے جہاں زندگی کرنا چاہتے تھے ۔ اس شکستہ دلی میں ان کے لئے ہر ملک کی سکونت ایک جیسی تھی ۔ خیر ہم نے تھوڑی سی مسافت سے کوہستان ایلپس کو عبور کیا ۔ ہر مقام پر والد خطرناک برفانی پہاڑوں کی سیر کرنے جاتے ۔ اور بہت دیر تک واپس نہ آتے تھے ۔ اس سے بار ہا مجھے تشویش ہوتی ۔ مگر کر کچھ نہ سکتی تھی ۔ اس سفر کا حال مارگرٹ کو اچھی طرح یاد ہے ۔ کل رات اس نے اس کی

کیفیت بھی بڑی تفصیل سے بیان کی۔ کہتی تھی۔ ایک بار ہم کوہ سینٹ برنارڈ کی چوٹی پر برف باری میں رستہ بھول گئے۔ اور ضرور دب کر مر جاتے۔ اگر اس خانقاہ کے کتے ہمیں نہ بچاتے۔ مارگرٹ کو یہ بھی یاد ہے کہ ہم کئی دن اس خانقاہ میں ٹھیرے۔ والد کی نسبت ہر وقت خطرہ لگا رہتا تھا۔ کہ برفانی چوٹیوں کی سیر کرتے ہوئے انہیں کوئی حادثہ پیش نہ آئے۔ بالآخر ہم اٹلی میں وارد ہوئے لیکن وہاں ٹھیرنے کی بجائے جیسا شروع میں والد کا ارادہ تھا۔ لیگھارن چلے گئے۔ اور وہاں سے جہاز پر بیٹھ کر مارسیلز پہنچے۔ اس جگہ سے پھر فونٹین بلو کے پاس اپنے مکان پر آ گئے۔ اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ میں چونکہ بہت چھوٹی تھی۔ اس لئے مجھے اس سفر کا حال اچھی طرح یاد نہیں۔ فی الحقیقت پیاری زو کل رات تک مجھے اس کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ میں نے پیشتر کبھی کوہستان ایلپس دیکھا یا حدود فرانس سے قدم باہر نکالا ہے۔ وائیکونٹ ڈیلارم کی بدکرداری سے جو بدنامی ہوئی تھی۔ اس سے مجبور ہو کر مارشنس اس کے بچہ کو ساتھ لے کر رخصت ہو گئی۔ اور فرانس کے مغربی حصہ میں سکونت پذیر ہوئی۔ اس کے بعد کئی سال گذر گئے۔۔۔"

"کئی سال گذر گئے" زو نے کلیرین کے لفظوں کو حسرت سے دہرا کر کہا "اور اس عرصہ میں تم میری عزیز بہن ان حالات سے بالکل بے خبر رہیں"

"بالکل" کلیرین نے جواب دیا "کل رات تک میری آنکھوں پر پردہ سا پڑا ہوا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ میں جب چھوٹی عمر میں بھولے پن سے ماں کا ذکر کرتی تو والد کس لئے بے چین ہو جاتے تھے۔ آہ! میرے الفاظ ان کے سینہ میں کیسی آتش افروزی کرتے ہوں گے۔ حالانکہ میں جو کہتی اس کے اثر سے بالکل بے خبر تھی۔ اب ان واقعات کو یاد کرتی ہوں تو کلیجہ مسوس جاتا ہے۔ اور آنکھوں سے خون کے آنسو بہتے ہیں۔ پیاری زو۔ ماں کے لئے جذبہ احترام رکھنے کے ناقابل ہونا کتنا رنج دہ ہے! ۔۔۔

اب میں یہ بھی سمجھ گئی" کلیرین نے اپنی آواز اور زیادہ دبا کر کہا۔ "والد کے دل میں کس طرح کے خوفناک خیالات پیدا ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ" یہ کہتے ہوئے اس نے کانپ کر اپنی سہیلی کے چہرہ کو بھیانک نظروں سے دیکھا "کیونکہ انہیں میرے اپنی اولاد ہونے پر بھی شک تھا!"

اتنا کہہ کر کلیرین زو سے چمٹ گئی۔ اور بہت دیر تک روتی رہی۔ اس کا سینہ سسکیاں لینے سے متلاطم نظر آتا تھا۔ اور تھوڑی دیر تو ایسا معلوم ہوا کہ اس کی تسکین بالکل غیر ممکن ہے۔ زو اسے بہنوں کی طرح پیار دیتی۔ مگر زبان سے ایک لفظ تک کہنے کی جرأت نہ کرتی تھی۔ کیونکہ ان رنجدہ حالات میں تشفی بے سود اور سعی تسکین مضحک تھی۔ لیکن غم انسانی کتنا بھی شدید ہو۔ آخر مٹ

جاتا ہے۔ بدنصیب کلبرین کو بھی تھوڑے عرصہ بعد جمع خاطر حاصل ہوئی تو کہنے لگی۔

"پیاری روز میں اس لعنت آمیز داستان کو جلد ختم کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ مگر اب اس میں ایک عجیب تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ تمہیں یہ سوچ کر حیرت ہوگی۔ کہ میں ان حالات کو بیان کرنے کے کیونکر قابل ہوئی۔ بہرحال جو کچھ میں کہتی ہوں وہ صحیح ہے۔ تم اسے جوش تخیل یا خواب پریشاں نہ سمجھو۔ فونٹین بلو کے پاس اس ہولناک انکشاف کو کئی سال گذر گئے۔ اور اب وائیکونٹ کا بیٹا الفرڈ ڈیلارم رشتہ داروں کی مشفقانہ توجہ سے جوان ہو گیا۔ عرصہ تک اس کے باپ کی کوئی خبر موصول نہ ہوئی تھی کہ مارشنس نے بھی یہ سمجھنا شروع کیا۔ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ الفرڈ ڈیلارم ابھی نابالغ تھا اور باپ کی جائداد اور ریوالی اکیس سال کی عمر سے پہلے حاصل نہ ہو سکتی تھی۔ مگر ادھر اس نے سن بلوغ میں قدم رکھا۔ ادھر وائیکونٹ کے متعلق ایک عجیب وحیرت خیز خبر مارشنس کے کانوں تک پہنچی۔ یہ خبر گو بادی النظر میں ناقابل یقین تھی۔ تاہم مارشنس نے اس کی مکمل تحقیقات کا ارادہ کیا۔ ان دنوں اس کی عمر ساٹھ سال کے قریب تھی۔ مگر الفرڈ کی خاطر وہ اس کہن سالی میں بھی ہر قسم کی زحمت برداشت کرنے کو آمادہ ہو گئی۔ چنانچہ خبر پاتے ہی وہ سوئٹزرلینڈ کو روانہ ہوئی۔ اور الفرڈ ڈیلارم کو بھی اپنے ساتھ لے گئی۔ تھوڑے دنوں میں یہ لوگ کوہ سینٹ برنارڈ کی خانقاہ میں جا پہنچے۔ جہاں رہ کر مارشنس نے وہ تحقیقات شروع کیں جس کے لئے اس نے یہ سفر گوارا کیا تھا۔ اب معلوم ہوا۔ کہ خبر جو اس کو موصول ہوئی۔ بالکل ٹھیک تھی۔ اب وائیکونٹ کے انجام کی نسبت کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہ رہا۔ اور معاملہ صاف اور واضح ہو گیا۔۔۔"

"یعنی کیا؟" روز نے لہجہ فکر میں پوچھا۔ کیونکہ وہ اس قصہ کو غیر معمولی دلچسپی کے ساتھ سن رہی تھی۔

"اے بہن جب وائیکونٹ ڈیلارم والد کے انتقام سے ڈر کر فونٹین بلو سے فرار ہوا۔ تو اس کے ساتھ ایک نوکر تھا جسے اس کے پاس رہتے کافی عرصہ ہو چکا تھا۔ وائیکونٹ کا ارادہ اٹلی جانے کا تھا جہاں وہ پہلے بھی کچھ عرصہ رہ چکا تھا۔ موضع مارٹگنی میں پہنچ کر جو کوہستان سینٹ برنارڈ کے دامن میں واقع ہے۔ نوکر دفعتاً بیمار ہو گیا۔ اور نامعلوم کس لئے وائیکونٹ اسے اجنبی لوگوں میں بے سہارا چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ جاتے ہوئے اس نے اتنا کہا کہ جب صحتیاب ہو جاؤ تو پیرس چلے آنا۔ میں نہیں جانتی وائیکونٹ نے یہ بے مروتی کا سلوک کیوں کیا۔ کیا واقعی اس کے دل میں نوکر کی وفاداری کا باعث نہ تھا۔ یا اس کی وجہ کچھ اور تھی۔ بہرحال سبب کچھ ہو۔ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ نوکر کو اس کے حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔ اتفاق کی بات۔ یہ کہ عرصہ دراز تک بیمار رہنے کے بعد نوکر صحت یاب ہو گیا

اور آقا کے حسب حکم نیپلز روانہ ہوا۔ وہاں جاکر اس نے وائکونٹ کو بہت ڈھونڈا۔ مگر نہ پایا۔ ناچار مایوس و ملول فرانس کو واپس ہوا۔ اور فونٹین بلو ہو کر اس مقام پر گیا۔ جہاں مارشنس نے کچھ عرصہ سے سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس سارے عرصہ میں وائکونٹ کی نسبت چونکہ کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ مجبوراً اس نے ایک اور گھرانے کی ملازمت اٹھائی۔ اور اس طرح کئی سال گزر گئے۔ آخر آج سے کوئی سات سال پہلے اس کا اس خاندان کے ساتھ جہاں وہ اب ملازم تھا۔ سوئٹزرلینڈ کے رستہ اٹلی جانا ہوا۔ ان لوگوں کا ارادہ کوہ سینٹ برنارڈ ہو کر جانے کا تھا۔ وہ بحفاظت اس جگہ کی خانقاہ میں پہنچ گئے۔ جہاں نیک دل راہبوں نے ان کی اچھی مہمان نوازی کی۔ اس خانقاہ سے متعلق ایک چھوٹا سا عجائب خانہ بھی ہے جس کی چیزوں میں سب سے زیادہ افسوسناک ان لوگوں کی یادگاریں ہیں۔ جو مختلف اوقات میں ان برفانی پہاڑوں پر سفر کرتے ہوئے ہلاک ہوئے۔ خانقاہ کے اثنائے قیام میں ان لوگوں نے جن کے ساتھ نوکر سفر کر رہا تھا۔ اس عجائب خانہ کا بھی معائنہ کیا۔ نوکر ان کے ساتھ تھا۔ اس نے ان چیزوں میں ایک عجیب قسم کی انگوٹھی پہچانی۔ جو ایک زمانہ میں وائکونٹ ڈیلارم کے پاس ہوا کرتی تھی۔ راہبوں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ انگوٹھی اور کئی اور قیمتی چیزیں ایک شخص کی لاش پر ملی تھیں۔ جو کئی سال پیشتر ان اطراف میں مردہ پایا گیا تھا۔ جب لاش برف سے برآمد ہوئی تو گو اچھی حالت میں تھی۔ تاہم اس کی صورت سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ تین سال تک برف میں دبی رہی ہے۔ جامہ تلاشی پر کسی طرح کے کاغذات جن سے متوفی کی شخصیت معلوم ہو سکتی۔ برآمد نہ ہوئے۔ البتہ اس کی جیبوں سے بہت سی نقدی اور کئی زیورات نکلے۔ مقامی قانون کے مطابق اس جائداد کو جس کا کوئی وارث نہ تھا۔ خانقاہ کے سرمایہ میں شامل کیا گیا۔ کئی سال تک وہ لاش بھی اس خیال سے خانقاہ کے ایک حصہ میں رکھی رہی کہ شاید کوئی اسے شناخت کرے۔ کیونکہ کوہستان ایلپس کی کڑاکے کی سردی کی وجہ سے لاش عرصہ دراز تک بو نہیں دیتی۔ لیکن آخر جب کوئی اسے شناخت کرنے والا نہ نکلا تو ناچار اس کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ اور اس ایک انگوٹھی کے سوا جو محض اس خیال سے رکھ لی گئی تھی۔ کہ شاید اس کی بدولت کبھی مرنے والے کا نام معلوم ہو جائے۔ باقی اشیا جو زیور کی قسم سے تھیں۔ سب کی سب فروخت کر دی گئیں۔ یہ اطلاع تھی۔ جو نوکر نے فرانس میں واپس آکر مارشنس کو دی۔ اور اس اطلاع کو پا کر وہ الفرڈ ڈیلارم کو ساتھ لئے اس خیال سے کوہ سینٹ برنارڈ کو روانہ ہوئی۔ کہ ذاتی تحقیق سے اس خبر کی تصدیق کرے۔"

"پیاری بہن تمہاری داستان کتنی عجیب ہے۔" روز نے انداز حیرت سے کہا "میرے خیال

میں کسی افسانہ نگار کا دماغ بھی یہ تخیل پیدا نہ کر سکتا۔ شاعر نے سچ کہا ہے۔ بسا اوقات حقیقت افسانے سے عجیب تر ثابت ہوتی ہے۔"

"واقعی۔ مگر اس داستان کا ہر پہلو سانحہ آمیز ہے" کلیرن نے آہ سرد کھینچکر کہا۔ "پیاری زو تم اچھی طرح سمجھ سکتی ہو۔ کہ جب کل رات میں نے یہ حالات سنے تو دل میں کیسے عجیب و متضاد خیالات پیدا ہو گئے۔ پھر قصہ کی دلچسپی ایسی تھی۔۔۔" یہ کہتے ہوئے کلیرن نمایاں طور پر کانپنے لگی۔ "لیکن خیر مجھے اس داستان کو ختم کرنا چاہیئے۔ بدنصیب مارسٹنس سفر سے واپس آ کر سخت بیمار ہو گئی۔ اور اتفاق دیکھو کہ اسی گاؤں میں ٹھیرنے پر مجبور رہی۔ جہاں چند سال پیشتر وائکونٹ اپنے وفادار نوکر کو چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ وہیں کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہوا۔ الفرڈ ڈبلارم جس کی پرورش مارسٹنس نے بیٹوں کی طرح کی تھی۔ دم آخر تک اس کی تیمارداری کرتا رہا۔ اور اس کے بعد اس کی لاش ساتھ لے کر اس خیال سے عازم فرانس ہوا کہ وہاں اسے خاندانی قبرستان میں دفن کیا جائے۔ اس سے فارغ ہو کر وہ فونٹین بلو میں والد کو اپنے باپ کی المناک موت کی خبر دینے اور ان سے معافی مانگنے گیا۔ مگر والد اپنی بات پر مصر تھے۔ انہوں نے اگر کچھ جواب دیا۔ تو یہ کہ میری نفرت مرنے والے کے ساتھ ختم نہیں ہوئی۔ اس کا سلسلہ اس کے خاندان سے تا ابد قائم رہیگا۔ الفرڈ مایوس و مغموم واپس ہوا۔ اور اس کے چند دن بعد والد مجھے اور مارگرٹ کو ساتھ لے کر جنوب کا سفر کرتے ہوئے اس مکان میں رہنے لگے۔"

"اور کیا یہ قصہ مارگرٹ نے ہی کل رات تم سے بیان کیا؟" زو نے پوچھا۔ "غالباً اسے تمہارے والد کا سب راز معلوم تھا۔ کیونکہ ان کی اور الفرڈ ڈبلارم کی گفتگو کا غالباً بھی اس کے کانوں تک پہنچا ہوگا۔"

"ہاں بہن مارگرٹ نے ہی یہ حالات کل رات مجھ سے بیان کئے تھے۔" کلیرن نے جواب دیا۔ اور چہرا یا منہ رومال سے ڈھک لیا۔

"نئے وائکونٹ کو غالباً اپنے باپ کی جائداد اور خطاب حاصل کرنے میں دقت نہ ہوئی ہوگی؟" زو نے پوچھا۔

"نہیں۔ کچھ دقت نہیں ہوئی" کلیرن نے جواب دیا۔

"اور تمہارے والد اس خیال سے فونٹین بلو والا مکان چھوڑ کر آ گئے کہ ایسا نہ ہو نیا وائکونٹ جس سے تمہارے والد کو اتنی ہی کدورت تھی جیسی اس کے باپ سے تھی۔ پاس کے مکان میں آباد نہ ہو جائے۔" زو نے کہا۔ "ظاہر ہے وہ ایسے شخص کا ہمسایہ میں رہنا گوارا نہ کر سکتے تھے۔ جس کا

نام ہر وقت ان کے دل میں برباد شدہ دوستی۔ تباہ شدہ راحت اور زائل شدہ عزت کی یاد تازہ کرنے کا موجب ہوتا۔"

"میرے خیال میں ان کے آنے کی وجہ یہی تھی۔" کلیرن نے جواب دیا۔ "بہر حال میں اس بارہ میں تحقیق نہیں کہہ سکتی۔ کیونکہ مارگرٹ نے کل رات جو قصہ بیان کیا تھا۔ اس میں والد کے چلے آنے کی وجہ یہ ظاہر نہیں کی۔"

"مگر کیا مارگرٹ نے یہ حالات تمہارے والد کی اجازت سے بیان کئے تھے؟" لیڈی اگیٹن نے پوچھا۔

"بالکل نہیں" - کلیرن نے سسکیاں لے کر روتے ہوئے کہا۔ "والد کو خبر تک نہیں کہ میں ان باتوں سے واقف ہو چکی ہوں۔ کل جس وقت میں ان سے پیانو کی قیمت لینے گئی۔ تب کہنے لگے۔ میرے حالات کچھ اس طرح پوشیدہ ہیں۔ کہ تم انہیں کبھی نہ سمجھ سکو گی۔ افسوس! پیاری بہن میری حالت اتنی زار ہے کہ کوئی اس کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ حیران ہوں ان باتوں کی واقفیت کو والد سے کیونکر چھپاؤں گی صبح کو ناشتہ پر بھی میں نے بڑی مشکل سے وقت ٹالا۔ جتنا عرصہ وہاں رہی۔ آنکھ بھر کر ان کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ چونکہ اپنے تفکرات میں محو تھے۔ اس لئے میری بدلی ہوئی حالت نہ دیکھ سکے ورنہ فوراً جان لیتے۔ کہ میرے دل پر کسی پُراسرار غم کا بادل چھایا ہوا ہے۔"

"پیاری کلیرن!" زو نے تشفی دیتے ہوئے کہا۔ "اب لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ صبر و استقلال سے کام لو۔ اگر تمہارے والد کو معلوم ہو گیا۔ کہ مارگرٹ نے سب باتیں تم پر ظاہر کر دی ہیں تو ان کا قلق و اضطراب اور بڑھ جائے گا۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ مارگرٹ نے یہ حالات بے وجہ تم سے بیان نہیں کئے۔ اس میں بھی ضرور کچھ بھید ہے۔"

کلیرن چپ رہی۔ اور اس نے اپنا چہرہ رومال سے ڈھک لیا۔ دونو بہت دیر تک چپ چاپ بیٹھی رہیں۔ لیڈی اگیٹن ہیر پر تھی اس خیال سے کلمہ تسکین کی جرأت نہ کر سکی۔ کہ کلیرن کا غم اتنا مقدس تھا۔ کہ لفظ تشفی کہنا بھی نامناسب ہوتا۔

باب - ۱۰۳

پُراسرار آواز

اس کے تھوڑی دیر بعد دونو سہیلیاں مکان کی طرف چلیں تو کلیرن کا اضطراب بڑی حد تک رفع ہو

دیکھا تھا کیونکہ اس خیال سے جمع خاطر کی کوشش کر رہی تھی کہ مبادا والد رستہ میں الجھائیں۔ اور وجہ اضطراب
دریافت کریں۔ نیز اس خیال سے چپ تھی کہ اگر کوئی بے محل لفظ منہ سے نکل گیا۔ تو کلیرن کا غم پھر تازہ
ہو جائے گا۔ لیکن رستہ میں بہت تھوڑی گفتگو ہوئی۔ وہ مرف بے تہ معاملات پر تھی۔ کلیرن کے
خیالات چونکہ اور باتوں کی طرف لگے ہوئے تھے۔ اس لئے نیز کے سوالوں کا محض یک لفظی جملوں میں
جواب دے رہی تھی۔

مکان پر پہنچکر دونو تبدیل لباس کے لئے اپنے اپنے کمروں میں چلی گئیں۔ اور اب نیز کو تنہائی میں
ان حالات پر جو اس نے تھوڑی دیر پیشتر کلیرن سے سنے تھے۔ اچھی طرح غور کرنے کا موقع ملا۔ کچھ شک
نہیں کہ داستان عجیب اور عبرتناک تھی۔ اور اس سے معلوم ہو گیا۔ کیوں ایم پرسلنے ہر وقت
خاموش اور افسردہ رہتے یا بہت دور تنہائی میں سیر کرنے چلے جاتے تھے۔ ظاہر تھا کہ وہ عیسی گی یا
اپنے ہی خیالات پر غور کر کے وقت گذارنا پسند کرتے ہیں۔ مگر ایک بات جو لیڈی آکٹیوین میرڈتھ
کو رہ رہ کر پریشان کرتی تھی۔ یہ تھی کہ مارگرٹ نے یہ پردہ انکشاف کیوں ضروری سمجھا؟ یہ قدیم
الخدمت عورت بظاہر بہت نیک اور فیاض تھی۔ اور کلیرن سے ہمیشہ مادرانہ شفقت کا سلوک
کرتی تھی۔ ان حالات میں اس کا عہد ماضی کے ان رنج دہ واقعات کو اس کے روبرو ظاہر کرنا ایک
ایسی بے رحمانہ کارروائی تھی۔ جس کے لئے کوئی معقول عذر موجود نہ تھا۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ کلیرن
کو خواب راحت سے بیدار کر کے اس ماں کی نسبت جس کے لئے اس کے دل میں سچی محبت اور عزت تھی
نفرت کا احساس پیدا کرتی۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ماں کے گناہ کی داستان اس بیٹی کے روبرو
بیان کرتی جو اپنی معصومانہ بے خبری میں آجتک اسے نور کے ہالہ میں گھرا ہوا سمجھا کرتی تھی۔ ایک
ایسی خوشخصال عورت کے لئے جیسی بظاہر مارگرٹ تھی۔ کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی۔ کہ اس نے کیوں ان
رنجدہ انکشافات سے کلیرن کے سینہ میں غم کا خنجر گھونپا۔ جنہیں اس کے باپ نے آجتک قصداً
چھپائے رکھا تھا۔ اور کس لئے اس کے دل میں یہ ہولناک شبہ پیدا کیا۔ کہ باپ کو اسکی ولدیت
کی نسبت کا بھی شک ہے۔

یہ اور اس قسم کے صدہا خیالات لیڈی آکٹیوین میرڈتھ کے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ اور
گو اس نے اس بارہ میں مختلف قیاسات قائم کرنے کی کوشش کی۔ مگر کوئی تسلی بخش نتیجہ حاصل نہ
کر سکی۔ چونکہ آجتک اس نے جتنے حالات سنے تھے۔ ان کی بنا پر وہ مارگرٹ کو نیک طینت اور با
محبت عورت سمجھتی تھی۔ اور ایک ایسی حرکت کو جو عاقبت بینی اور دوراندیشی کے خلاف ہو۔ اس سے

منسوب کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے آخری فیصلہ یہ ہوا ۔ اس نے اپنے دل میں کیا یہ تھا کہ اس فعل کی تہ میں ضرور کوئی خاص مقصد پوشیدہ ہوگا۔ گو یہ سوال پھر بھی قائم رہتا تھا کہ وہ مقصد نیک ہے یا بد؟ اس کا تعلق کلیرین کی بہتری سے ہے یا خرابی سے؟ بہت سوچتی تھی۔ مگر ان سوالوں کا کوئی جواب حاصل نہ کر سکتی تھی۔

ناچار اٹھ کر کمرہ نشست میں گئی۔ تو دیکھا۔ کلیرین بادل افسردہ کھڑکی کے پاس بیٹھی ہے۔ لیڈی آکٹیوین نے دل بہلانے کے لئے پیانو بجانے کی تجویز پیش کی۔ تو وہ رونے لگی۔ اور بولی "انہوں نے کل اتنی مہربانی سے بہ بار خرید کر میری تمنا پوری کی تھی۔ افسوس انہی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ میں ان کی بیٹی نہیں ہوں۔ پھر بھی کتنے فیاض ہیں کہ میری ہر ایک خواہش پورا کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ کل میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوا تھا۔ کہ والد مجھ سے ویسی محبت نہیں کرتے جیسی والدین اپنے بچوں سے کیا کرتے ہیں۔ مگر اب واقعات کو سن کر میری حیرت زائل ہو گئی۔ میں جان گئی وہ کس لئے ایسا سلوک کرتے ہیں۔ بہن سچ پوچھو۔ تو جو مہربانیاں انہوں نے مجھ پر کی ہیں۔ میں ان کی ہرگز مستحق نہیں۔ ہماری زوان خوفناک حالات کو سن کر جو مارگرٹ نے بیان کئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ والد مجھ سے محبت کی جگہ نفرت کرتے۔ تو بھی درست ہوتا۔"

"پیاری کلیرین اس طرح دکھی نہ ہو۔" لیڈی آکٹیوین نے کہا۔ "گناہ یا خطا اگر تمہاری ماں نے کی۔ تو اس کے لئے تم مستوجب سزا نہیں ہو۔ پس میری خاطر اپنے جذبات کو روکو۔ اور خاطر جمع کرو تم چاہتی ہو کہ والد کو اس کا شبہ نہ ہو۔ کہ تم نے کوئی نئی بات سن لی ہے۔ اس کے باوجود ایسی صورت بنائے بیٹھی ہو کہ یقیناً ان کو معلوم ہو جائے گا۔ تم نے ایک رات کے عرصہ میں ضرور کوئی غیر معمولی بات معلوم کر لی ہے۔"

نیک دل زوبہت عرصہ تک کلیرین کو سمجھاتی رہی۔ اس نے اسے کئی طرح کی نصیحتیں کیں۔ اور اس کا غم غلط کرنے کے مختلف ذریعے بھی سوچے۔ مگر بدنصیب لڑکی کی حالت یہ تھی کہ گو ظاہر میں اطمینان قلب کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ تاہم دل کسی طرح اس نئے صدمہ سے بحال نہ ہوتا تھا۔

دسترخوان پر زوکو ہر وقت یہی اندیشہ رہا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کلیرین کی حالت سے ایم والینے کو کسی طرح کا شک ہو جائے۔ مگر خوش قسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ یا تو ایم والینے نے کلیرین کی بدلی ہوئی صورت کو دیکھا ہی نہیں یا اسے قصداً اہمیت نہیں دی۔ کھانے کے بعد وہ اپنے کمرہ میں چلا

گیا۔ اور دونو سہیلیوں نے شام کا وقت ایک دوسرے کی صحبت میں گذارا۔ لیڈی آکٹیوین نے کلیرین کی افسردگی رفع کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوسکی۔ جب کبھی کلیرین کے لبوں پر مسکراہٹ پیدا بھی ہوتی۔ تو وہ ایسی مدھم اور افسوسناک ہوتی تھی۔ کہ اسے تبسم کی بجائے ٹوٹے ہوئے دل کی اذیت کا عکس سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

آخر رات زیادہ ہوگئی اور جدا ہونے کا وقت قریب آیا۔ تو زونے جو فطرتاً خلیق اور دردمند تھی۔ اپنی دکھی سہیلی کی تسکین کے لئے ایک اور تجویز پیش کی۔

کہنے لگی۔ "پیاری کلیرین تمہاری حالت کچھ ایسی ہے کہ میں رات کی تنہائی میں تمہیں اکیلا چھوڑنا پسند نہیں کرتی۔ ایسے موقعوں پر کوئی رفیق پاس ہو۔ تو طبیعت کو بہت تسکین ہوتی ہے۔ پس اگر اجازت دو تو میں یہ رات تمہارے کمرہ میں رہ کر بسر کردوں گی۔"

زونے یہ تجویز سچی ہمدردی سے پیش کی تھی۔ مگر کلیرین اسے سن کر بڑے زور سے چونکی۔ اور اسکی نگاہ سے عجب طرح کا اضطراب ظاہر ہونے لگا۔ مگر اس نے فوراً اٹھ کر دونو ہاتھ زو کے گلے میں ڈال دیئے۔ اور بھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی۔ "پیاری سہیلی مجھے اس انکار کے لئے ناشکرگذار نہ سمجھو۔ تمہاری فیاضانہ عنایت کے لئے میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ مگر اجازت دو کہ میں تنہائی میں اپنے خیالات پر غور کروں اور سوچوں کہ آئندہ مجھے کونسا رستہ اختیار کرنا چاہیے۔"

"کلیرین پیاری" زونے باصرار کہا۔ "میں منت کرتی ہوں میری درخواست نامنظور نہ کرو۔ رات اندھیری ہے۔ اور صبح سے موسم بھی خراب ہو رہا ہے۔ ہوا کی سائیں سائیں خوفناک آوازیں پیدا کرتی ہے۔ طبیعت غمزدہ ہو تو ایسے حالات میں کئی طرح کے عجیب خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں۔۔۔"

"نہیں بہن۔ میری طبیعت میں کسی طرح کا وہم نہیں۔" کلیرین نے جلدی سے کہا۔ "تمہاری عنایت کا میں پھر شکریہ ادا کرتی ہوں۔ واقعی میں بیان نہیں کرسکتی۔ کہ تمہاری کس قدر احسانمند ہوں۔ مگر۔۔ رات کو مجھے اکیلا ہی رہنے دو۔ شاید کل۔۔ کل" اس نے عجیب مضطربانہ انداز سے کہا۔ "جمع خاطر ہو جائے اور میں اپنی تقدیر پر زیادہ شاکر و صابر ہوسکوں۔"

ایک لمحہ کے لئے زو کو ایسا معلوم ہوا کہ کلیرین کی نگاہ اور لہجہ میں کوئی بات غیر معمولی عجیب اور ناقابل فہم ہے۔ مگر جب میڈموازل والفے اس سے بغلگیر ہوکر تیز چلتی کمرہ سے رخصت ہوگئی۔ تو لیڈی آکٹیوین نے سوچا۔ غالباً یہ سب اس مصیبت کا اثر ہے جو غریب پر دفعتاً نازل ہوگئی ہے۔ اسی نے اس کو اتنا مضطرب اور پریشان کردیا ہے۔ فکر و غم طبع انسانی میں

غیر معمولی تبدیلیاں پیدا کر دیتا ہے۔ اور بچاری کلیرین میں میری طرح صبر و استقلال نہیں کہ اپنے مصائب کو تسلیم و رضا سے برداشت کرنے کی کوشش کرے۔

ز دسے رخصت ہو کر کلیرین حسب معمول باپ کو بوسہ دینے اور اس کی دعا لینے کے لئے اس کے کمرہ میں گئی۔ مگر آج جب دروازہ کے پاس پہنچی۔ تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا ذہنی اذیت کی حالت میں اس نے دونوں ہاتھوں سے متلاطم چھاتی کو اس طرح دبایا گویا اس ذریعہ سے اختلاج قلب روکنا چاہتی تھی۔ مگر پریشانی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ سہارے کے لئے دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہوگئی۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ ان انتہائی موقعوں پر جب سخت تر امتحان درپیش ہو تو نہایت کمزور دل انسان میں بھی غیر معمولی استقلال پیدا ہو جاتا ہے جس سے طبیعت میں وہ ہمت و جرأت عود کر آتی ہے۔ جو عام حالات میں کبھی نظر نہیں آتی۔ کلیرین کی طبیعت میں بھی دفعتاً غیر معمولی سکون پیدا ہو گیا۔ اور وہ ہمت کر کے اندر داخل ہو گئی۔

باپ نے اسے دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ "کلیرین بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے باتیں کرنا چاہتا ہوں"

خوش قسمتی سے ایم والنے کا منہ دوسری طرف تھا۔ ورنہ وہ کلیرین کے چہرہ کو نظر غور سے دیکھتا۔ تو غریب کا سب راز ایک ہی نظر میں کھل جاتا۔ خصوصاً اس لئے کہ ان الفاظ کو سن کر اس کا سکون یکا یک غائب ہو گیا اور وہ اس طرح اپنی نشست پر جھک گئی۔ گویا اس پر کوئی مہلک خوف طاری تھا۔

"کلیرین" ایم۔ والنے نے سنجیدہ لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "مدت سے میں ایک مضمون پر تم سے گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ مگر رکا رہا۔ اب کل کے واقعہ نے جتلا دیا ہے کہ مجھے اپنے خیالات تم پر ظاہر کر دینے چاہئیں۔ میں جانتا ہوں تم یہاں رہ کر ایسی تنہائی کی زندگی بسر کرتی ہو جو ضرور موجب تکلیف ہوگی۔ اس عمر میں لڑکیاں علمی مشاغل سے بہت خوش ہوتی ہیں۔ اور مجھے یقین ہے تمہاری اپنی خواہش بھی ہمجولیوں سے ملنے اور ان کی صحبت میں زندگی بسر کرنے کی ہوگی۔ پس عزیز لڑکی میں نے عہد کر لیا ہے کہ آئندہ اپنا کم اور تمہارا زیادہ خیال رکھوں گا۔ لیڈی آکٹیوین سیریہ تمہ ہمیشہ تمہارے پاس نہ رہیں گی مجھے اندیشہ ہے وہ اس جگہ کی بے لطف زندگی سے اکتا کر بہت جلد چلی جائیں گی۔۔۔"

"نہیں پیارے ابا" کلیرین نے آہستہ سے کہا۔ "لیڈی آکٹیوین تو اس تنہائی کو بہت پسند کرتی ہیں۔ رہ گئی میں تو۔۔۔"

"بے شک میں جانتا ہوں۔ تم بڑی نیک اور فرمانبردار لڑکی ہو۔" ایم والینے نے جلدی سے کہا "اور یہی وجہ ہے . . ."

وہ رک گیا۔ اس کا چہرہ اب تک دوسری طرف پھرا ہوا اور آنکھوں کے سامنے لیمپ کی روشنی سے بچنے کے لئے ایک ہاتھ کا سایہ تھا۔ کلیرین کے سینہ سے ایک گہری مگر ہلکی آہ جو بمشکل سُنی جا سکتی تھی۔ نکل۔ کیونکہ وہ سمجھ گئی۔ کہ والد جس فقرہ کو نامکمل چھوڑ گئے۔ وہ اپنی اصلی صورت میں یوں ہوتا "یہی وجہ ہے کہ میں تم سے محبت اور پیار کا اتنا بھی سلوک کرتا ہوں۔"

"واقعی تم نیک اور فرمانبردار لڑکی ہو۔" ایم والینے نے تھوڑے تامل کے بعد کہا۔ مگر اب بھی کلیرین کی طرف نظر ڈالنے کی جرأت نہیں کی۔ "بہرحال جو کچھ میں کہتا ہوں۔ اسے بغور سنو۔ اور اسی فرمانبرداری اور اطاعت سے جس کا تم نے آج تک ثبوت دیا ہے۔ اس پر عمل کرنے کا وعدہ کرو۔ کل میں نے کہا تھا۔ کہ زندگی سنغار اور موت برحق ہے۔ ہر انسان کو جلد یا بدیر اس سرائے فانی سے کوچ کرنا ہے۔ میں نے کافی عمر دیکھ لی۔ اور نہیں معلوم موت کب آجائے۔ اس کے علاوہ انسان کو اپنی زندگی میں کئی طرح کے غیر معمولی واقعات اور عارضے پیش آتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ بھی عجب نہیں۔" اس نے شدت اضطراب سے بے جوڑ لفظوں میں کہنا شروع کیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس ظاہری سکون کے پردہ میں اس کی اپنی طبیعت بہت بے قرار ہے۔ "عجب نہیں میں عنقریب تمہیں ایسی سوسائٹی میں بھیج دوں جو تمہارے لائق ہو . . ."

"مگر پیارے والد . . ."

"ٹھیرو۔ روکو نہیں۔" باپ نے بے صبری سے ہاتھ کا اشارہ کر کے کہا۔ اور اس کے بعد پھر اسی طرح آنکھوں پر سایہ کر لیا۔ "جو میں کہتا ہوں اسے چپ چاپ سنو۔ معاملہ نہایت ضروری ہے گو میں اسے زیر بحث لانے کی وجہ بیان نہیں کر سکتا۔ نہ تمہیں کو وجہ معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے اتفاقی واقعات کبھی تم کو سارے حال سے واقف کر دیں۔ اور اگر ایسا ہو . . . مگر نہیں۔ اس فکر کو جانے دو۔ اور جو میں کہتا ہوں۔ اسے غور سے سنو۔ کلیرین تمہاری زندگی ہمیشہ اس پرانے مکان میں بند رہ کر نہیں گذر سکتی۔ جلد یا بدیر تمہیں دنیا میں قدم رکھنا پڑے گا۔ تم بھی خلقت کے ہجوم سے ملنے پر مجبور ہوگی۔ پھر اس کی بھی امید کرنی چاہئے کہ تمہیں کوئی اچھا بر مل جائیگا کیونکہ جیسا میں نے پیشتر بیان کیا تھا۔ میرے انتقال پر تم بہت مالدار ہوگی . . . مگر کلیرین روتی کیوں ہو؟ نہ رو غریب لڑکی۔ نہ رو۔"

یہ کہہ کر ایم۔ دالنے دفعتاً کرسی سے اُٹھا۔ اس نے کلیرن کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور اس کے بالوں کو تھوڑی دیر تک پیار دیتا رہا۔ اس کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ کر اس نے پھر اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھوں کا سایہ کر لیا۔ اور کہنے لگا۔

"سنو میں اب اس معاملہ کی طرف آرہا ہوں۔ جس کے لئے میں نے تمہیں روکا ہے۔ کلیرن۔ دنیا میں ایک آدمی ایسا ہے جس سے تمہیں ہمیشہ محتاط رہنا چاہیئے۔ خبردار اسے کبھی اپنے پاس نہ آنے دینا۔ اس سے کبھی دوستانہ گفتگو نہ کرنا۔ بفرض محال تمہارے دل میں اس ایک شخص کے لئے جس کا میں ذکر کرتا ہوں۔ محبت پیدا ہو تو... تو بہتر ہے اپنے دل کو چیر کر پھینک دینا... اپنی جان ضائع کر لینا مگر..."

باپ کا اشارہ سمجھ کر کلیرن کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ جس سے ایم۔ دالنے چونک گیا۔

"والد! والد!" بدنصیب عورت کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"کلیرن معاف کرو۔ بے شک مجھ سے غلطی ہوئی۔ حالت جوش میں میرے منہ سے ایسی باتیں نکل گئیں جن سے تمہارا مضطرب اور بے چین ہونا قدرتی تھا۔ کیونکہ تم اس معاملہ کے ہر پہلو سے واقف نہیں ہو۔"

ایک بار پھر ایم۔ دالنے نے کلیرن کے بالوں کو پیار دیا۔ پھر تھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ "کلیرن ہمت کرو۔ تھوڑی دیر میری باتوں کو صبر و سکون سے سن لو۔ اس تلخ نظارہ کا ایک بار پیش آنا لازم تھا"

اتنا کہہ کر وہ بدستور اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اور اسی طرح چہرہ کو ہاتھوں کا سایہ کر کے کہنے لگا۔

"کلیرن ممکن ہے اس وسیع دنیا میں جلد یا بدیر تمہیں ایک شخص وائیکونٹ ڈیلارم سے ملنے کا اتفاق ہو..."

کلیرن کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ اس کا سینہ زور زور سے دھڑکنے لگا۔ مگر منہ سے کسی طرح کی آواز نہیں نکلی۔

"یہ آدمی ہے جس سے میں تمہیں خبردار کرتا ہوں" ایم دالنے نے بیٹی کے دل کی حالت سے بے خبر سا۔ لہ تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "اسے ہر وقت اپنا جانی دشمن سمجھنا۔ اور اس کے سایہ تک سے گریز کرنا۔ اگر میری زندگی میں تمہارا اس سے ملنا ہو تو یاد رکھنا اس حکم کی خلاف ورزی میری غضب کے لبریز پیمانہ کو چھلکانے کا موجب ہو گی۔ اور اگر میں مر چکا تو پھر قبر میں میری روح کو بھی چین حاصل نہ ہو گا۔ ایک روحانی آواز ہر وقت تم سے کہتی رہے گی۔ کہ تمہارے اور اس شخص میں ایک ایسی

خلیج حائل ہے۔ جو کبھی پٹ نہیں سکتی۔ ایک دیوار فاصل ہے۔ جو تا ابد ہٹ نہیں سکتی...“

اتنا کہہ کر ایم والٹنے قریبًا ایک لمحہ بدستور چہرہ پر سایہ کیے دوسری طرف منہ پھیرے چپ رہا اس سے کلیرن کو جس کا اضطراب حد انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ جمع خاطر کا موقع مل گیا۔ اور اس فوق الفطرت استقلال سے جو خود اس کے لئے باعث حیرت تھا کام لے کر چپ چاپ سُنا کی۔

”بس شب بخیر کلیرن۔ شب بخیر پیاری لڑکی“ ایم۔ والٹنے یکایک کہا۔ اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر اس نے بیٹی کی پیشانی کو الوداعی بوسہ دیا۔

”شب بخیر پیارے والد“ کلیرن نے دبی ہوئی آواز سے کہا۔ اور اس کے ایک لمحہ بعد وہ اس سے جدا ہو گئی۔

اپنے کمرہ میں جا کر کلیرن دوزانو بیٹھ گئی۔ اور بستر کے کپڑوں میں منہ چھپا کر بہت دیر روتی اور سسکیاں لیتی رہی۔ اس نے دعا کی کہ اے خدا تو میرے دل میں وہ ہمت و استقلال پیدا کر جو اس وقت درکار ہے۔ کئی بار اس کے منہ سے درد اذیت کے الفاظ نکلے۔ اور کئی بار اس نے سرد آہیں کھینچیں۔ ایک ایسی کمسن نازنین کے لیے جو عہد شباب کی منزل میں داخل ہو رہی تھی۔ یہ امر کس قدر رنجدہ تھا۔ کہ وہ دنیا جو انبساط آرزو سے گلشن شاداب کی طرح نظر آنی چاہیئے۔ حسرت و یاس کی بدولت صحرا و ریگستان کا منظر دکھاتی تھی۔ افسوس! عزیب کلیرن!

اس اثنا میں لیڈی آکٹیوین میر بیتھ ان باتوں سے بے خبر جو باپ بیٹی میں ہوئی تھیں آرام کرنے کے لئے اپنے کمرہ میں چلی گئی تھی۔ چونکہ نیند کی رغبت نہ تھی۔ اس لئے اس نے لباس اُتارنے سے پہلے ہی خادمہ کو رخصت کر دیا۔ پھر دن بھر کے واقعات پر غور کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ اسے اپنی سہیلی کلیرن کی حالت کا بہت قلق تھا۔ اور اس کی مصیبت یاد کر کے اس کے دل میں اپنی مصیبتوں کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔ باہر تیز جھکڑ چل رہا تھا۔ اور ہوا سائیں سائیں کرتی سنائی دیتی تھی۔ یہ دردناک آواز لیڈی آکٹیوین کی گری ہوئی طبیعت کو سنبھالنے میں مدد نہ دے سکی بیٹھے بیٹھے اسے وہ عجیب واقعات یاد آئے۔ جو اس نے دو راتوں کو مسلسل اس مکان میں دیکھے تھے۔ اور اس پُراسرار صورت کو یاد کر کے جو اس کے سامنے کچھ فاصلہ پر بے آواز چلتی نظر آئی تھی بے اختیار اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔

اسے اپنے کمرہ میں آئے قریبًا نصف گھنٹہ گذر گیا۔ مگر وہ اب تک، کپڑے پہنے سنگار کی میز کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ دل میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہوتے تھے۔ کچھ اپنے متعلق اور کچھ

کلیرین کے بارہ میں اسے وہ خوفناک حکایت بھی یاد آ گئی ۔ جو الی نے اس کی بنا دامادوں سے بیان کی تھی ۔ اور جس کے ایک حصہ کی تصدیق وہ بچشم خود کر چکی تھی ۔ رفتہ رفتہ ایسا معلوم ہوا کہ عجیب طرح کی آوازیں جو ہوا کی پیدا کی ہوئی آوازوں سے مختلف تھیں سنائی دیتی ہیں اس کا خوف اور بڑھا اور اس نے دم روک کر ان آوازوں کو بغور سننے کی کوشش کی ۔ معلوم ہوتا تھا ۔ کوئی گریہ وزاری کر رہا ہے ۔ کبھی یہ آواز درد اذیت سے بلند ہو جاتی ۔ اور کبھی نالہ خاموش کی طرح ہلکی اور دردناک سنائی دیتی تھی ۔ سوچا یہ آواز کہاں سے آتی ہے ؟ پہلے کلیرین کا خیال آیا ۔ مگر نہیں یہ اس کی آواز نہ تھی ۔ دو نوکروں میں فاصلہ تھا ۔ اور وہ پرانا گرجا جس کا ذکر پیشتر کیا گیا ہے ۔ اور جو اس مکان کے اندر تھوڑی سی جگہ میں بنا ہوا تھا ۔ ان کے درمیان واقع تھا ۔ اس لئے کلیرین کی آواز وہ کے کمرہ تک نہ آسکتی تھی ۔ آخر یہ آواز کیا ہوگی ؟ وہ گھبرا گئی ۔ اس کی تشویش نے یہ حالت اختیار کی کہ بیٹھنا غیر ممکن ہو گیا ۔

اس نے اٹھ کر جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لی ۔ اور حالت اضطراب میں زور سے دروازہ کھولا چاہتی تھی ۔ کہ سوچا ایسی حالت میں گھر کے لوگوں کو بیدار کرنا ٹھیک نہیں ۔ وہ فطرتاً دلیر اور ہمت ور عورت تھی ۔ بس اس نے بڑی آہستگی سے دروازہ کھولا ۔ اور باہر نظر ڈالی ۔ سب سے پہلے اس کی سہمی ہوئی نگاہ اس سمت میں گئی ۔ جہاں اس نے دوبار اس پراسرار صورت کو بے آواز چلتے دیکھا تھا ۔ مگر وہاں کچھ نہ تھا ۔ آہستہ چلتی اور قدم قدم پر رکتی وہ اور آگے بڑھی ۔ اب آہ و بکا کی آوازیں جو پیشتر مبہم طور پر سنی جاتی تھیں ۔ زیادہ صاف ہو گئیں ۔ معلوم ہوتا تھا ۔ کوئی بین کر رہا ہے ۔ تھوڑی دیر آواز بلند رہی ۔ پھر مدھم ہو گئی ۔ اس کے بعد دوبارہ ویسی ہی تیز اور صاف سنائی دینے لگی ۔ یہ عمل کئی بار ہوا ۔ اور زیادہ غور کرنے سے لیڈی آکٹیوین میرڈیتھ کے دل میں یہ شبہ پیدا ہونے لگا کہ آواز کسی انسان کی نہیں ہے ۔ گو اس کے ساتھ یہ اندازہ کرنا بھی سخت مشکل تھا ۔ کہ آخر وہ کہاں سے آتی ۔ اور کیوں اس طرح سنائی دیتی ہے ؟

اتنے میں وہ اس چھوٹے گرجا کے خود بخود بند ہونے والے دروازوں کے سامنے پہنچ گئی تھی ۔ جو اس کے اور کلیرین کے کمروں میں حائل تھا ۔ بتدریج یہ خیال تقویت پانے لگا ۔ کہ رونے کی آواز گرجا سے آ رہی ہے ۔ اس کا ہاتھ بے اختیار بوسیدہ دروازہ پہ پڑا ۔ اور وہ اس کے چھونے سے فوراً کھل گیا ۔ ساتھ ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا ۔ جس سے زرد کی شمع جھلملا گئی ۔ اور اگر وہ فوراً اپنے ہاتھ کا سایہ کر لیتی ۔ تو ضرور گل ہو جاتی ۔ خیر اس نے دروازہ کو اور کھولا ۔ مگر

۱۲۵۴

وہ پُراسرار آواز جو بیشتر سنائی دیتی تھی - اب بالکل بند ہو گئی - اس خیال سے کہ عنقریب پھر سنائی دے گی
وہ ہمت کر کے گرجا میں داخل ہو گئی - سب سے پہلے ایک چھوٹی سی ڈیوڑھی میں پہنچی جس کے اندر بھاری
پردہ لٹک رہا تھا - جو مسطلا مخمل کا بنا ہوا اور کسی زمانہ میں بہت قیمتی ہو گا - مگر اب اثرات زمانہ
سے اتنا میلا - دریدہ اور خستہ ہو چکا تھا کہ چیتھڑے سے زیادہ مشابہ تھا - فی الحقیقت وہ اتنا
بوسیدہ ہو چکا تھا - کہ کچھ بھی اسے کھینچتا تو پھٹ کر گر پڑتا - یہ پردہ ہوا کے جھونکوں سے آہستہ
آہستہ ہل رہا تھا - اور اب دفعتاً وہی عجیب آواز پھر ایک بار لیڈی آکٹیوین کے کانوں میں پہنچی
اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ ہوا کی مدد سے اس طرف آ رہی تھی - مگر امر دریافت طلب یہ تھا - کہ وہ
آتی کہاں سے ہے -

ایک ایسے احساس خوف سے جو تنہا نہ ہیبت سے مختلف نہ تھا - زو نے اندر جانے کے
لیے پردہ کو ایک طرف ہٹایا - مگر جیسے ہی اندر نظر ڈالی تو دو لمبی اور سیاہ کالی صورتیں کھڑی دیکھ
کر ڈر گئی - قریب تھا کہ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل جاتی - مگر زیادہ غور سے دیکھا تو معلوم
ہوا کہ یہ صورتیں انسانی نہیں - عہد سلف کا بنا ہوا زرہ بکتر کا سامان ہے جسے ترتیب وار رکھنے
سے آدمی کی صورت بن گئی ہے - ایک جس کے ہاتھ میں بھالا تھا - اس سے تو واقعی انسانی صورت
کا دھوکا ہوتا تھا - مہمیز سے لیکر خود تک سب سامان مکمل اور چونکہ جھلم بند تھے - اس سے
یہی گمان ہوتا تھا کہ ان چیزوں کے اندر کوئی انسان چھپا ہوا ہے - ان کی ٹوپیوں میں پر بھی لگے ہوئے
تھے - جو اور زیادہ اصلیت کا رنگ پیدا کرتے تھے - رات کے سناٹے میں ان بے حرکت مجسموں کو
دیکھ کر بے اختیار دل میں خوف و ہراس پیدا ہوتا تھا - یہی وجہ تھی کہ زو ایسی ہمت ور عورت بھی ایک
لمحہ کے لیے یہ سوچ کر گھبرا گئی - کہ شاید ان کے اندر آدمی موجود ہیں - جو مجھے دیکھ کر آگے بڑھیں گے
یا منہ سے کچھ کہیں گے -

مگر اس کے تھوڑی دیر بعد جب اسکی طبیعت بحال ہوئی تو لیڈی آکٹیوین ان کے پاس گئی
انہیں اچھی طرح دیکھا - ان کے بند جھلم کھولنے کی بھی کوشش کی - مگر چونکہ ان کے پیچ اور قبضے زنگ
آلود ہو چکے تھے - اس لیے زو کا نازک ہاتھ انہیں کھولنے سے قاصر رہا - یہاں سے وہ اور آگے
روانہ ہوئی - اور شمع کی روشنی میں دیکھا - کہ ہر طرف غفلت اور لاپروائی کے آثار نمودار تھے
دیواروں میں لونی لگی ہوئی - اور چھت کے شہتیر نمی سے مرطوب نظر آتے تھے - کھڑکیوں میں بعض
کے شیشے ٹوٹے ہوئے - اور ان کی راہ سے ہوا کے تیز جھونکے آ رہے تھے - کچھ دور گیلری میں

ارغنوں باجہ تھا۔ مگر اس کے سُروں پر مٹوں گرد جم چکا تھا جس سے اصلی رنگت پہچانی نہ جاتی تھی
گیلری پر جانے کے لئے ایک ٹوٹا ہوا زینہ موجود تھا۔ مگر اس کے اکثر حصے خراب ہو چکے تھے صرف
برنجی سہارا جس میں خوشنما صنعت کاری کی ہوئی تھی۔ میل اور زنگ سے بدنما ہونے کے باوجود
اب تک مضبوط تھا۔ دیواروں میں کئی بڑی بڑی تصویریں آویزاں تھیں۔ مگر ان کے فریم ٹوٹ
چکے تھے۔ اور تصویریں یا تو بالکل پھٹی ہوئی یا اتنی کثیف اور میلی تھیں کہ ان کو پہچاننا مشکل تھا۔

اس جگہ کے وسط میں کھڑے ہو کر زونے جلتی ہوئی شمع کو سر سے اونچا کر کے چاروں
طرف نظر ڈالی۔ تو دیکھا کہ گیلری کے فرش کا ایک حصہ بھی ٹوٹ چکا ہے۔ اور اس شگاف
کے اندر سے باجہ کے جوڑوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ جب وہ اس عبرتناک منظر کو دیکھ رہی تھی
ہوا کا ایک تیز جھونکا ٹوٹی ہوئی کھڑکیوں کی راہ سے داخل ہوا۔ اور اس کے ساتھ وہی عجیب
آواز جس کی تحقیق کے لئے وہ یہاں تک آئی تھی پھر سنائی دی۔ زونے فوراً سمجھ لیا کہ اس
آواز کے پیدا ہونے کی صحیح وجہ کیا ہے۔ اس نے معلوم کیا کہ ہوا جب ٹوٹی ہوئی گیلری کی راہ سے
باجہ کی سُروں میں داخل ہوتی ہے تو اس کی رفتار کے ساتھ کبھی ہلکی۔ کبھی تیز۔ رونے کی سی آواز
پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی آواز ہوا کی مدد سے باہر جاتی۔ اور اسے سنائی دیتی تھی۔

ان اندیشوں کو یاد کر کے جو تھوڑی دیر پیشتر اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ زو
مسکرائی۔ اور اپنے آپ سے کہنے لگی۔ میرا خیال ہے وہ صورت بھی جسے میں نے دوبارہ دیکھا ہے
کچھ اسی طرح کی فرضی ہوگی۔ اور اگر اس کی نسبت بھی ایسی ہی تحقیق کی جائے۔ تو اس کا راز حل
کرنا دشوار نہ ہوگا۔ حقیقت میں ہمارے دلوں کے اندر جتنے وہمی خطرے پیدا ہوتے ہیں وہ
محض معمولی باتیں ہیں۔ جنہیں ہمارا تخیل ہیبتناک صورت میں پیش کرتا ہے۔ کئی بار اندھیری رات میں
کوئی تنہا مسافر ویران سڑک پر چلتا ہوا دور فاصلہ پر کوئی اس طرح کی صورت دیکھتا ہے۔ گویا ایک
ڈراونا بھوت دونو طرف بازو پھیلائے کھڑا ہے۔ مگر پاس جانے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہ تو
محض رستے کا نشان تھا جسے غلطی سے بھوت سمجھا گیا۔

اس طرح دل سے باتیں کرتے ہوئے لیڈی آکسٹوین میرڈیتھ واپس ہونے کے لئے پھری اور
ایک بار پھر اسی مقام پر گئی جہاں قدیم زرہ بکتر کا سامان رکھا ہوا تھا۔ اب وہ اس کے پاس
سے بالکل بے خوف ہو کر گذر رہی تھی کہ دفعتاً اس طرح کی آواز سُن کر چونک گئی۔ گویا کسی نے
آہستگی سے کوئی دروازہ کھولا ہے۔ مڑ کر دیکھا۔ تو ایک آدمی لبادہ پہنے ٹوپی جھکائے سامنے

کھڑا تھا۔ ایک بار پھر اس کے منہ سے چیخ نکلا چاہتی تھی۔ اور ممکن تھا کہ شمع فرش زمین پر گر کر بجھ جاتی۔ مگر زو نے اپنی فطری ہمت سے گرتی ہوئی طبیعت کو سنبھالا۔ اور زیادہ غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا یہ تو ایم والینے ہیں! خود انہیں بھی لیڈی آکسٹوبن کو وہاں کھڑے دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ اس خیال سے کہ دونو کا آدھی رات کو پُراسرار طریق پر ایک عجیب مقام پر ملنا باعث پریشانی نہ ہو، لیڈی آکسٹوبن نے اپنے متعلق سب بات صاف صاف کہہ دینا ضروری سمجھا۔

"موسیو والینے" اس نے کہا "آپ کو میرے بے وقت گرجا میں آنے پر حیرت ہوگی۔ مگر ٹھیریئے میں سب حال عرض کرتی ہوں۔ اس سے یقین ہے آپ کا اطمینان ہو جائے گا۔"

ایم والینے کے سکون آمیز اخلاق میں فرق نہیں آیا۔ کہنے لگا "مجھے یقین ہے وہ کوئی خاص ہی وجہ ہوگی جس نے آپ کو اس طرح آدھی رات میں اس ویران مقام پر آنے کے لئے مجبور کیا"

اس پر زو نے وہ سب حالات جن کا پیشتر ذکر ہو چکا ہے۔ تفصیل کے ساتھ بیان کئے یعنی کس طرح وہ اپنے کمرہ میں بیٹھی ہوئی ایک عجیب اور پُراسرار آواز کو سن کر چونکی۔ کیونکر اسے سن کر اضطراب ہوا۔ اور کن حالات میں وہ رفع شک کے لئے اس کی تحقیق کرتے کرتے یہاں آئی اس سلسلہ میں اس نے یہ بھی کہا کہ میں آدھی رات کے وقت اور لوگوں کے آرام میں خلل ڈالنا پسند نہ کرتی تھی۔ اس لئے تنہا اس طرف چلی آئی۔ اور اگر اس آواز کا اصلی سبب معلوم کرنے میں کامیاب نہ ہوتی تو بھی یقیناً اس راز کو ہمیشہ اپنے دل میں محفوظ رکھتی۔

"کیونکہ" اس نے اپنی تقریر کے خاتمہ پر کہا "انسان کی سب سے زیادہ مضحک حالت وہ ہوتی ہے۔ جب وہ توہمانہ خطروں کے اعتراف پر مجبور ہو۔"

آخر میں اس نے ان پُراسرار آوازوں کا اصلی سبب بھی بیان کر دیا۔ یعنی ہوا گیلری کے ٹوٹے ہوئے فرش سے گذر کر باجہ کی سُروں سے ہوتی ہوئی طرح طرح کی آوازیں پیدا کرتی تھی۔ جو رات کے سناٹے میں کسی کے بین کرنے سے ملتی جلتی تھیں۔

ایم والینے نے زو کی داستان گہری توجہ سے سنی۔ پھر کہا "میں اس بارہ میں آپ سے بدل اتفاق رائے کرتا ہوں کہ ایسی حالتوں میں انسان کو فوراً تحقیق کرنا چاہئے۔ کہ معاملہ کا صحیح باعث کیا ہے۔ مگر لیڈی آکسٹوبن میرڈیتھ" اس نے زو کے چہرہ کو نہایت تجسس سے دیکھتے ہوئے کہا "اپنے بے جا سوال کے لئے معافی چاہتے ہوئے میں یہ دریافت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا اس مکان میں رہتے ہوئے آپ نے فقط ان آوازوں کو ہی موجب خوف پایا ہے؟ کیا ان کے علاوہ کوئی

اور غیر معمولی واقعہ آپ کی نظروں میں نہیں آیا؟"

زو اس سوال سے شرما گئی۔ اور ایک لمحہ کے لیے شدت اضطراب سے کچھ جواب نہ دے سکی۔ مگر جلدی ہی اوسان بحال کر کے اس نے کہا۔ "ایم والنے میں آپ کے سوال کا جواب سچ سچ عرض کرتی ہوں۔ اور اگر میں نے ان واقعات کو جواب بیان کرتی ہوں پہلے چھپائے رکھا۔ تو اسکی وجہ محض یہ تھی کہ میں ڈرتی تھی۔ ان کے ذکر سے آپ کی نظروں میں حقیر ہونا پڑے گا۔"

"کیسے کیسے اس میں شرمانے کی کچھ بات نہیں" ایم والنے نے اسکی طرف نظر حیرت و شوق سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اس پر زو نے دو بار مکان کے ایک ہی حصہ میں ایک پراسرار صورت کو بے آواز مگر تیز چلتے دیکھنے کا واقعہ مفصل بیان کر دیا۔

"تو کیا اس کا آپ کو یقین ہے۔" ایم والنے نے ساری کیفیت سن کر دریافت کیا" کہ جو کچھ آپنے دیکھا وہ محض آپ کا واہمہ نہ تھا۔ یعنی وہ صورت جو آپ کو نظر آئی محض اس حکائت کی وجہ سے پیش نظر ہوئی تھی جسے آپنے خادماؤں کی زبان سے سنا تھا؟"

"ممکن ہے۔ دوسری بار جو کچھ میں نے دیکھا وہ محض وہم کا نتیجہ ہو" زو نے جواب دیا" گو دل میں مجھے اس کا یقین ہے۔ کہ وہ بھی کوئی خیالی صورت نہ تھی۔ مگر اس سے قطع نظر جو کچھ میں نے بار اول دیکھا۔ وہ تو بہرحال میرے تخیل کا نتیجہ نہ تھا۔ کیونکہ اس داستان کو میں نے اس وقت تک سنا ہی نہ تھا۔ وہ تو اس کے دوسرے دن خادماؤں کی زبانی معلوم ہوئی تھی۔"

حالانکہ میں نے کلیرین اور اس کے علاوہ نوکر رنک کو حکم دے دیا تھا۔ کہ آپسے یا آپ کی خادماؤں سے ہرگز وہ قصہ بیان نہ کریں۔ کیونکہ گو مجھے یقین ہے کہ آپ ایسی سمجھدار اور ذہین عورت اس طرح کی فوق الفطرت داستانوں کو سن کر مضطرب نہیں ہو سکتی۔ تاہم اندیشہ تھا کہ آپ کی خادمائیں ضرور ڈر جائیں گی۔ جاہل طبیعتوں پر اس طرح کی حکائتیں جو فوق الفطرت حالات سے تعلق رکھتی ہوں۔ بہت جلد اثر انداز ہوتی ہیں۔۔۔"

"مگر یہ قصہ میری سہیلی کلیرین نے نہیں بلکہ آپکے مالی نے میری خادماؤں سے بیان کیا تھا" زو نے کہا۔ "بہرحال میں درخواست کرتی ہوں کہ اس فروگذاشت کے لئے اسے کسی طرح کی سزا نہ دی جائے"

"اچھا تو آپ نے اس صورت کو اس وقت بھی دیکھا تھا۔ جب یہ حکائت ابھی آپ کے

کانوں تک نہیں پہنچی تھی۔" ایم۔ والیئے نے بظاہر اپنے دل سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اور اس وقت ان کی نگاہوں سے ایک عجیب وحشت ظاہر ہوتی تھی۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو دھوکا نہیں ہوا۔"

"تو کیا آپ نے بھی اُسے دیکھا ہے؟" زو نے فکرمند ہو کر پوچھا۔

ایم۔ والیئے نے لیڈی آگسٹوین کے سوال پر توجہ نہ دیتے ہوئے کہا۔ "کیوں مگر صورت کیسی تھی؟"

"میں نے دو دفعہ بار اُسے دھندلکے میں دیکھا تھا۔" لیڈی آگسٹوین نے جواب دیا۔ "اور اگر وہ کسی زندہ اور جاندار آدمی کی صورت تھی۔ تو میں عدالت انصاف میں حلفاً اس کا صحیح حلیہ بیان نہیں کر سکتی۔ صرف ایک دو باتیں یاد ہیں۔ اول یہ کہ وہ کوئی دراز قامت صورت ہے۔ بدن اکہرا اور کپڑے سیاہ۔ عمر سے وہ جوان ہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایک عجیب بات جو میں نے دونوں مرتبہ معلوم کی یہ تھی کہ اس کے چلنے سے کسی طرح کی آواز پیدا نہیں ہوتی۔ پہلی بار تو میں نے اس واقعہ کو بہت اہمیت نہ دی تھی۔ مگر جب اس داستان کے سلسلہ میں سنا گیا کہ لیناٹر کی روح بھی ننگے پاؤں بے آواز چلا کرتی ہے۔ تو اس صورت کو اس طرح بے آواز چلتے دیکھ کر واقعی میرے دل میں ایک عجیب خوف پیدا ہو گیا۔"

"بے شبہ آپ سچ کہتی ہیں۔" ایم۔ والیئے نے جس کے اپنے چہرے سے اضطراب ظاہر ہوتا تھا تسلیم کیا۔

"کیا آپ کو بھی اس کا یقین ہے...؟" زو نے لہجہ نکر میں کہنا شروع کیا۔

"لیڈی آگسٹوین آپ نے سب حال صاف صاف کہہ دیا ہے۔" ایم والیئے نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اس لئے میں بھی کوئی بات پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا۔ حکائت تو میرے سننے میں عرصہ سے آ چکی تھی۔ مگر آج رات تک میں نے اسے اہمیت نہیں دی۔ فی الحقیقت اس پانچ سال کے عرصہ میں کہ مجھے یہاں رہتے ہوئے گذرے ہیں۔ میں نے کبھی اس حکائت کا خیال تک نہ کیا تھا۔ مگر آج رات... میں بھی اُسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میں مطالعہ کے کمرہ سے خوابگاہ کو جا رہا تھا۔ کہ وہی صورت جس کی کیفیت آپ نے بیان کی ہے۔ اور جو حکائت کی روح سے ہر طرح مشابہ تھی راستہ کے سرے پر نظر آئی۔ مگر میں نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا۔ صرف اتنا معلوم کیا کہ وہ بے آواز تیز چلتی سامنے کی طرف جا رہی تھی۔ اُسے دیکھ کر میں بھی لڑکھڑا گیا۔ سوچا شاید نظری دھوکا ہو!

ہے۔ اس لیئے آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔ مگر دوبارہ نظر ڈالی۔ تو صورت غائب تھی۔ میں اپنے دل کو یہ سمجھاتا ہوا کہ جو کچھ نظر آیا محض وہم تھا۔ اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ مگر اس پر اسرار صورت کا خیال رہ رہ کر دل کو بے چین کرتا رہا۔ ناچار اٹھا۔ اور یہ دیکھنے کے لیئے مالی کے کمرہ میں گیا کہ وہی تو اس طرح آوارہ نہیں پھرتا۔ مگر وہ اپنی چارپائی پر بے خبر سو رہا تھا۔ اس لیئے چپ چاپ واپس آگیا اس کے بعد خیال آیا کہ عجب نہیں کوئی بد معاش مکان کے اندر چھپا ہوا ہو۔ پس سونے سے پہلے آس پاس کے کمروں کو دیکھنا ضروری سمجھا۔ ہوا تیز چل رہی تھی۔ اور رات موسم کے لحاظ سے غیر معمولی سرد تھی۔ اس لیئے میں نے لبادہ اوڑھ لیا۔ اور پستول کو پیٹی میں لگا کر مکان کے مختلف حصوں کی دیکھ بھال کے لیئے نکلا۔ گیلری کے ہر ایک سرے پر جداگانہ زینہ بنا ہوا ہے۔ اور جہاں کوئی زینہ فرش سے ملتا ہے۔ اس مقام پر دروازہ موجود ہے۔ میں ایک زینہ کی راہ سے اس سرے پر اُترا۔ جدھر اس پر اسرار صورت کو جاتے دیکھا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ مگر میرے پاس چونکہ مختلف دروازوں کی ایک عام کنجی رہتی ہے۔ اس لیئے میں نے اس کی مدد سے کھول لیا۔ باہر نکلا۔ اور مکان کو ہر طرف سے دیکھا۔ مگر نقب یا سیندھ کے آثار کہیں نظر نہ آئے۔ ہر طرح مطمئن ہو کر میں اس زینہ کی راہ سے واپس ہوا۔ جو اس گرجا تک آتا ہے۔ اور جس کا دروازہ اس کمرہ کے پچھلی طرف واقع ہے۔ یہاں آ کر آپ کو دیکھا۔ تو سخت حیرت ہوئی۔۔۔"

زو نے ایم۔ والینے کے اس بیان کو گہری توجہ اور دلچسپی سے سنا۔ اور اب اُسے یقین ہو گیا کہ جو کچھ میں نے دوبارہ دیکھا۔ وہ محض وہم نہ تھا۔ تھوڑی دیر سکوت رہا۔ ایم۔ والینے اور زو دونو چپ اور کسی گہری فکر میں تھے۔ آخر کار والینے ہی نے مہر خموشی توڑ کر کہا۔ لیڈی اکنیون حقیقت سے چشم پوشی ناممکن ہے۔ کہ ہم دونو نے اس مکان میں کوئی غیر معمولی چیز دیکھی۔ مگر میں نہیں چاہتا کہ اس واقعہ کے ذکر سے اور لوگوں کو خوف زدہ کیا جائے۔ چونکہ آپ کا خیال بھی مجھ سے ملتا ہے۔ اس لیئے میری رائے میں بہتر ہوگا کہ ہم دونو اس بارہ میں بالکل چپ رہیں۔"

زو نے اس سے اتفاق کیا جس کے بعد وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ مگر جس وقت لیڈی اکنیون پھر اپنے کمرہ میں گئی۔ تو وہی عجیب خوف جو پیشتر اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ تازہ ہو گیا۔ اور وہ ہر قسم کی کوشش کے باوجود اُسے رفع کرنے سے قاصر رہی۔ کئی بار اس نے دل کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اور آخر اپنے آپ کو اس کمزوری پر ملامت کرتے ہوئے پلنگ پر لیٹ گئی۔ مگر حالت خواب میں بھی کئی طرح کی ڈراونی صورتیں دکھائی دیتی رہیں۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا کہ مقتول لینارڈ کی

لاش دیے پاؤں مکان کے اندر چل رہی ہے۔ اور اس کے پیچھے خوفناک اور بھیانک صورتوں کی ایک قطار چلی جاتی ہے۔ کبھی زرد پوش سپاہی جن کے جھلم سند او خود کے پر ہوا میں لہراتے تھے چلتے ہوئے سامنے سے نکل گئے۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ گرجا میں رکھا ہوا شکستہ باجا تیز خوفناک اور پُردرد آوازیں پیدا کر رہا ہے۔ جن کی گونج مکان کے ہر حصہ میں پھیل گئی ہے۔ غرض وہ رات اسی طرح کے خواب ہائے پریشان میں بسر ہوئی۔ مگر جب آنکھ کھلی۔ تو سورج کی تابناک کرنیں تیزی سے کھڑکی کے اندر داخل ہو رہی تھیں۔ جھکڑ بند ہو گیا۔ اور مطلع صاف اور آسمان نکھرا ہوا تھا طبقہ پر ہنیر کا موسم معتدل اور منظر خوشگوار تھا۔ صبح کی روشنی کے ساتھ ہی وہ اندیشے جو رات کے اندھیرے میں زد کو مضطرب کرتے رہے تھے۔ کافور ہو گئے۔

باب نمبر ۱۰

داستانِ عشق

ناشتہ کی میز پر لیڈی آکٹیوین میرڈتھ ایم والنے اور کلیرن سے ملی۔ تو اس نے دیکھا کہ باپ کا چہرہ معمول سے بہت زرد۔ اُترا ہوا اور غم آلود تھا۔ اور بیٹی کے رخسار بھی زرد فام نظر آتے تھے۔ چونکہ خود اس نے وہ رات بڑی پریشانی میں بسر کی تھی۔ اس لئے اپنی طبیعت بھی مضمحل تھی۔ پس دسترخوان پر بہت کم گفتگو ہوئی۔ اور ایک نے دوسرے کی ناسازی طبع کا حال دریافت کرنے کی کوشش نہیں کی ایم۔ والنے یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ رات کلیرن سے جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے اس کو فکر مند کر رکھا ہے۔ مگر زد چونکہ سب حال سے واقف تھی۔ اس نے جان گئی کہ اس پریشانی اور زردی کا صحیح سبب ان خوفناک اسرار کا علم ہے۔ جو کلیرن کو اپنے والد کی زندگی کی نسبت اتفاقاً معلوم ہو گئے تھے۔

کھانے سے فارغ ہو کر ایم۔ والنے چلے گئے۔ تو دونو سہیلیاں تنہا رہ گئیں۔ زد نے سیر کی تجویز پیش کی۔ اور چونکہ اس اضطراب و پریشانی میں تازہ ہوا کا اثر فرحت بخش ثابت ہونا یقینی تھا اس لئے میڈموازل مولنے رضامند ہو گئی۔ اور دونو سیر کرنے کو مکان سے باہر نکلیں۔

رستہ میں لیڈی آکٹیوین نے کہا "پیاری بہن۔ بے شک تمہارے دل کو بہت غم ہے مگر میں التجا کرتی ہوں کہ اسے کم کرنے کی کوشش کرو۔ ورنہ یہی حالت رہی تو تمہارے والد بہت

جلد صحیح حالات جان لیں گے . . . "

" نہ پیاری"۔ میڈ سوازل والنے نے عجیب پرجوش لہجہ میں قطع کلام کرکے کہا۔ "تمہیں معلوم نہیں . . . تم نہیں جانتی ہو۔ میں کن مصیبتوں میں مبتلا ہوں . . . "

"پیاری سہیلی مجھے تمہاری دردناک حالت کا اچھی طرح علم ہے"۔ لیڈی آلکیرین نے مشفقہ لہجہ میں کہا۔ "اور اس درد والم میں تم سے ہمدردی بھی ہے۔ مگر اپنی ادر اپنے باپ کی نا امر . . . "

" نو۔ نو" کلیرین نے اور زیادہ پرجوش لہجہ میں کہا۔ "تم میرا مطلب نہیں سمجھی ہو۔ اگر تمہیں سب حالات کا علم ہوتا . . . "

" آہ! تو کیا کوئی بات ایسی بھی ہے جو تم نے مجھ پر ظاہر نہیں کی؟" لیڈی آلکیرین نے بانداز حیرت سے پوچھا۔ "ہاں ضرور ہے۔ اسی لئے تم اتنی پریشان نظر آتی ہو۔ پیاری کلیرین"۔ اس نے سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔ "اگر اس رنج والم میں ایک سچی سہیلی کا مشورہ کسی طرح فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ تو میں التجا کرتی ہوں کہ مجھے اپنا راز دار بنانے میں تامل نہ کرو۔ "

"مجھے ایسا کرنا ہی پڑے گا . . . مجھے ایسا کرنا ہی چاہئے"۔ کلیرین نے انداز مجذوبیت سے ہاتھ ملتے اور سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ "بہن تم میری مصیبتوں سے واقف نہیں ہو۔ اس میں شک نہیں۔ جو حالات تمہیں معلوم ہیں۔ وہی اپنے بار الم سے کسی دن نازک دل توڑ دینے کو کافی ہیں۔ مگر مجھ بدنصیب پر وہ کوہ غم ٹوٹا ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ قسام ازل نے رنج و محن کا بیشتر حصہ میری ہی تقدیر میں لکھ دیا ہے . . . "

" کلیرین یہ کیسے الفاظ ہیں جو میں سن رہی ہوں!" الکنڈ نے پریشان ہوکر کہا۔ "تمہاری باتیں مجھے خوف زدہ کررہی ہیں۔ خدا کے لئے میری تشویش رفع کرو۔ جہاں تک ممکن ہوگا۔ میں تمہاری امداد سے دریغ نہ کروں گی۔ کیونکہ گو ہمیں آپس میں ملے صرف چند ہفتے گذرے ہیں۔ تاہم تعلقات ہمدردی کی وسعت سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کو سالہا سال سے جانتی ہیں۔ "

میڈ سوازل والنے کے مزاج میں دفعتاً غیر معمولی سکون پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے لیڈی آلکیرین سیریڈنہ کی طرف بانداز شکرگذاری سے دیکھا۔ پھر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چھاتی سے لگا لیا۔ دو دقیقہ تک دونوں چپ چاپ چلتی رہیں۔ کلیرین گہری فکر میں اور لیڈی آلکیرین یہ جاننے کے لئے بے چین کہ میری پیاری سہیلی کے اس درد اذیت کا صحیح باعث کیا ہے۔ بیچاری

میں دونو اس سمت میں چلی گئیں۔ جدھر بیشتر اکٹھی نہ گئی تھیں۔ سامنے ایک گھاٹی تھی۔ جو ڈھلوان ہو کر کوہستان پرینز سے جا ملتی ہے۔ چلتے چلتے دونو ایک گہری کھڈ کے کنارے پر پہنچ گئیں۔

اس جگہ کلیرین نے زو کا بازو پکڑ کر اُسے پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔ اور چیخ کر کہنے لگی "یہی وہ مقام تھا! ..."

لیڈی آکیڈین کھڈ کی گہرائی سے نہیں بلکہ کلیرین کے لہجہ اور اضطراب سے چونک گئی۔ کھڈ کے کنارہ پر ایک چھوٹی سی باڑ تھی۔ اس لئے پاس جانے میں کسی طرح کا خطرہ نہیں تھا جلدی اوسان بحال کر کے اس نے کہا۔ "پیاری کلیرین تم کیا کہتی ہو! میں تمہارے لفظوں کا مطلب نہیں سمجھی۔"

کلیرین چپ رہی۔ اور زو کو ساتھ لیئے اس مقام کی طرف چلنے لگی۔ جو اس جگہ سے جہاں وہ یکایک ٹھہری ہوئی تھیں۔ قریباً دو سو گز کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہاں درختوں کا ایک چھوٹا سا جھنڈ تھا۔ دونو ان کے سایہ میں بیٹھ گئیں۔ اور کلیرین نے کھڈ کی طرف حسرت خیز نظر سے دیکھتے ہوئے ایک گہری آہ کھینچ کر پھر کہا "یہی وہ مقام تھا۔"

زو چپ رہی۔ مگر اس نے میڈ موازل ڈوالینے کے چہرہ کو نظر تجسس سے دیکھا۔ اور اس کے ہاتھ کو اس طرح اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔ گویا۔ اس ذریعہ سے اپنی ہمدردی کا یقین دلانا چاہتی تھی۔ وہ سمجھ گئی کہ میڈ موازل ڈوالینے کی داستان ضرور رنجدہ ہوگی۔ اس لئے اس کی دمسازی اپنا فرض سمجھتی تھی۔

آخرکار کلیرین نے ایک لمبی سرد آہ کھینچ کر کہا "پیاری سہیلی میں تم سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتی۔ میں اپنے دل کا راز تم پر ظاہر کرنے کو تیار ہوں۔ ہر چند اس مکان میں رہتے ہوئے میں تنہائی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ تاہم کئی سال تک میری زندگی خوشی سے بسر ہوئی کیونکہ اس وقت میری طبیعت ایسی تھی۔ کہ میں حالات کے مطابق قناعت کی زندگی بسر کر سکتی تھی۔ میرے لئے اتنا ہی کافی تھا۔ کہ والد نے یہ جگہ سکونت کے لئے منتخب کی ہے۔ میری کتابیں موسیقی اور سوزن کاری وقت گذارنے کو کافی تھیں۔ والد بہت کم مجھے اپنے ساتھ سیر کرنے لے جاتے تھے۔ اور میری یہ عادت تھی۔ کہ جب کبھی سیر کے لئے نکلتی۔ تو اپنے ساتھ کوئی کتاب لے جاتی تھی۔ جسے یا تو کسی درخت کے سایہ میں بیٹھ کر یا سیر کرتے ہوئے پڑھتی تھی

چند ماہ گذرے۔ ایک دن والد نے مجھ سے کہا۔ تمہیں یہ تنہائی بہت شاق گذرتی ہوگی۔ اور وعدہ کیا۔ کہ میں عنقریب تمہاری صحبت کے لئے ایک لائق سہیلی کا انتظام کردوں گا۔ میں ان کی اس عنایت سے بہت خوش ہوئی۔ مگر کہا۔ کہ میں اس تنہائی میں بھی ہر طرح خوش ہوں اس کے باوجود انہوں نے میری تفریح کا سامان پیدا کرنے پر اصرار کیا۔ میں نے بھی فرصت میں والد کی تجویز پر غور کیا۔ تو بہت خوش ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ اس کے دوسرے دن۔۔۔ اوہ میں اس دن کو کیسے بھول سکتی ہوں۔ اس کی یاد میرے لوح دل پر ہمیشہ کے لئے کندہ ہو چکی ہے۔۔۔"

اتنا کہہ کر میڈموازل والینے تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گئی۔ بظاہر کسی گہری فکر میں تھی۔ پھر کہنے لگی۔

"جیسا بیان کر رہی تھی۔ اس کے دوسرے دن میں حسب معمول اکیلی سیر کرنے نکلی۔ ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اسے دیکھتی ہوئی میں پھرتی پھراتی اس طرف آ نکلی۔ وہ کتاب میں نے ایک ہی دن پہلے گاؤں کے دوکاندار سے خریدی تھی۔ اور اس میں لامارٹین کی دلکش نظم جوسلین درج تھی۔ اس نظم کا انداز بیان بہت دردناک ہے۔ اور اس میں پہاڑی منظر کی کیفیت اس پرشکوہ پیرایہ میں بیان کی گئی ہے کہ طبیعت کو وجد آتا ہے۔ میں اس کتاب کے مطالعہ میں محو بے خبر چلی رہی تھی اس لئے یہ معلوم نہ کرسکی کہ کدھر جا رہی ہوں۔ یکایک اس حالت میں کہ آنکھیں کتاب پر جمی ہوئی تھیں۔ اور دماغ نظم کی خوبیوں کا لطف حاصل کرنے میں محو تھا۔ میں ایک زوردار آواز سن کر چونکی۔ معلوم ہوا۔ کوئی خطرہ سے آگاہ کر رہا ہے۔ مگر یا تو وہ آواز ہی میرے کانوں میں دیر سے پہنچی۔ یا میں ہی نسے سن کر چونک گئی۔ بہرحال وجہ کچھ ہو۔ قدم رکنے کی بجا تیز ہوا اور ایک لمحہ بعد میں کھڈ میں گر پڑی!۔۔۔"

"اوہ کلیرن!" لیڈی آکیٹوین نے خوف زدہ ہو کر کہا۔

"یہ بہن سچ کہتی ہوں۔" میڈموازل والینے نے سلسلہ داستان جاری رکھ کر کہا "میں بے خبری میں ایک ایسے مقام کی طرف چلی گئی۔ جہاں باڑ ٹوٹی ہوئی تھی۔ گو اب اس کی مرمت کرا دی گئی ہے۔ اس شگاف کی راہ سے میں بے تحاشا نیچے گر پڑی۔ خوبی تقدیر سے تین چار گز نیچے ایک درخت کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں۔ میں ان میں الجھ کر رہ گئی۔ چوٹ تو نہیں آئی۔ مگر اس درخت میں لٹکے ہوئے جب میں نے اس خوفناک کھڈ کی گہرائی میں جہاں تیز رو پہاڑی ندی جھاگ

اڑاتی ہوئی چلی رہی تھی - نظر ڈالی - تو بدن کانپ گیا - خوش قسمتی سے امداد قریب تھی جس نے مجھے بچانے کے لئے آواز دی تھی - وہ دوڑتا ہوا اس مقام پر آیا - اور گڑھائی کے پہلو میں اُگے ہوئے درختوں کی جڑوں کا سہارا لے کر مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگا - پیاری بہن سچ کہتی ہوں جس وقت میں نے اُسے ان کمزور جڑوں کے سہارے کھڈ کی خوفناک گہرائی میں اترتے دیکھا - تو اپنی تکلیف بھول گئی - اور اس کے خطرہ کے احساس نے دماغ میں چکر پیدا کر دیا - فوراً ہی غش تو نہیں آیا - بہرحال اس وقت جو اضطراب ہوا اس کی وجہ سے یہ بھی یاد نہیں رہا - کہ اس نے مجھے کس طرح بچایا - اور خود کیونکر باہر نکلا - صرف اتنا یاد ہے کہ باہر آتے ہی بیہوش ہو گئی - اور پھر جو آنکھ کھلی - تو دیکھا کہ میرا محسن مجھ پر جھکا کھڑا ہے - پیاری روز جس وقت میں یہ کہتی ہوں کہ ایسا شکیل و وجیہ مرد کبھی میرے دیکھنے میں نہ آیا تھا - مجھے اس کے اندر وہ ذہانت نظر آئی جو عام لوگوں میں کم تر پائی جاتی ہے - اور اس کے اطوار اتنے دلفریب اور گفتگو ایسی راحت بخش معلوم ہوئی - کہ بیان نہیں کر سکتی ...“

”سمجھ گئی بہن میں تمہارا مطلب سمجھ گئی“ روز نے آہستہ سے کہا - کیونکہ کلیرن کی داستان محبت سنتے ہوئے اسے اپنی زندگی کے واقعات بھی یاد آ گئے - جو پہلے ہر طرح باعث راحت تھی - مگر بعد میں صدہا مصیبتوں کا منبع ثابت ہوئی -

”یہ کہ مجھے اس سے محبت ہے ... ناقابل بیان محبت ہے“ کلیرن نے پرجوش لہجہ میں کہا - مگر آہ! میں کہاں سے کہاں جا پہنچی - داستان کا سلسلہ بالکل ہی ٹوٹ گیا - خیر میرے محسن کو معلوم تھا کہ میں کون ہوں - وہ اس واقعہ سے جو ہمارے ملاپ کا باعث ہوا - چند دن پہلے ان نواحات میں آیا تھا - اور معلوم ہوا کہ اسے میرا حال کسی شخص سے معلوم ہو چکا تھا - اپنی جان تک کو خطرہ میں ڈال کر اس نے جس طرح مجھے بر وقت امداد دی - اس کے لئے ادائے شکریہ کے الفاظ تلاش کرنا مشکل تھا - میں نے شکستہ جملوں میں احسان مندی ظاہر کر کے التجا کی - کہ میرے ساتھ مکان پر چلئے - کہ والد بھی آپ کا شکریہ ادا کر سکیں - مگر اس نے انکار کیا - اور نرم لفظوں میں کہنے لگا - کہ اس حقیر معاملہ کا ان سے ذکر کرنا لاحاصل ہے - خطرہ گذر گیا - اب اگر انہیں اس کی اطلاع بھی دی جائے - تو اس کے سوا فائدہ کچھ نہیں - کہ وہ اسے سن کر پریشان ہوں گے - میں نے بھی اپنے دل میں غور کیا - کہ جس شخص نے ایسی خطرناک حالت میں میری جان بچائی - اس کا مشورہ قبول کرنا داخل ناسپاسی ہو گا - علاوہ بریں میرے خیالات

کچھ اس طرح اُلجھے ہوئے تھے۔ کہ کسی مضمون پر صحیح رائے قائم نہ کر سکتی تھی۔ خیر ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ میں نے مکان کی طرف جاتے ہوئے جہاں تک ممکن تھا۔ طبیعت کو سکون دینے کی کوشش کی۔ والد حسبِ معمول سیر کرنے گئے ہوئے تھے۔ اور آخر واپس ہوئے تو کھانے کا وقت قریب تھا۔ وہ خود بھی تھکے ہوئے اور مضمحل تھے۔ پس اپنے گمنام محسن کے منشا کے خلاف عمل کرنے پر آمادہ بھی ہوتی۔ تو ایسی حالت میں اس ذکر سے انہیں پریشان کرنا نامناسب تھا۔ اس لئے خاموش رہی۔ دو تین دن والد کی طبیعت ناساز رہی۔ اس حالت میں پھر بھی اس واقعہ کا ذکر نہ کر سکی۔ چپ چاپ ان کی تیمار داری کرتی رہی۔ اور آخر جب صحت یاب ہوئے تو معاملہ اتنا پرانا ہو گیا تھا۔ کہ اس کا ذکر ہی بے جا معلوم ہوا۔

"پیاری کلیرن"۔ رز نے افسردہ تبسم کے ساتھ کہا "میں سمجھ گئی۔ اس شکیل اجنبی نے پہلی ملاقات میں ہی تمہارے دل پر اتنا اثر ڈال دیا تھا کہ تم اس کی منشا کے خلاف عمل کرنے کو آمادہ نہ ہو سکیں"

"یہ ٹھیک ہے"۔ کلیرن نے تسلیم کیا۔ "اسے بہن اس کی تصویر ہر وقت میرے دل میں رہتی تھی۔ اور بارہا تنہائی میں یہ سوچ کر شرمسار بھی ہوتی۔ کہ مجھے اس سے کیوں اتنی دلبستگی ہے کہ ہر وقت اسی کے خوبصورت چہرہ کو یاد کیا کرتی ہوں۔ جسے میں نے خطرہ سے بچنے کے بعد ہوش میں آ کر اپنے اوپر جھکا ہوا دیکھا تھا۔ مگر کچھ ہو اس کا میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ والد کی صحتیابی کے بعد جب میں دوبارہ سیر کرنے نکلی۔ تو اس کی بالکل امید نہ تھی۔ کہ اس شکیل محسن سے پھر ملاقات ہوگی۔ اس کے باوجود وہ ملا۔ اور اس مرتبہ ہماری ملاقات اس جگہ سے قریباً دو میل کے فاصلہ پر ایک بالکل ہی مختلف سمت میں ہوئی۔ وہ ایسے مشفقانہ انداز سے پیش آیا۔ گویا سمجھتا تھا کہ پہلی ملاقات نے ہمارے اندر دوستانہ تعلقات پیدا کر دئے ہیں۔ سب سے پہلا سوال جو اس نے پوچھا۔ یہ تھا۔ کیا آپ نے اس واقعہ کا ذکر اپنے والد سے کیا؟ میں نے اس کا جواب نفی میں دیا۔ جس کے بعد قریباً نصف گھنٹہ ہم اکٹھے سیر کرتے رہے۔ وقت اس تیزی رفتار سے گذرا کہ نصف گھنٹہ نصف منٹ سے زیادہ معلوم نہ ہوا۔ آخر ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے۔ تو اس نے پھر مشورہ دیا۔ کہ اس ملاقات کا ذکر بھی اپنے والد سے نہ کیجئے گا۔ کیا تو اُن حالات کی تفصیل لازم ہوگی۔ جن میں ہماری واقفیت کا آغاز ہوا تھا۔ اور عجب نہیں وہ اس خیال سے ناراض ہوں کہ مجھ سے اس پہلے واقعہ کا ذکر کیوں نہ کیا گیا۔ اس کا لہجہ نرم اور مودبانہ تھا۔ پھر بھی اس کے الفاظ سے میرے دل کو سخت صدمہ ہوا۔ پہلے آزردگی پھر ناراضی

پیدا ہوئی ۔ مگر فوراً خیال آیا کہ جس شخص نے اپنی جان کی پروا نہ کر کے مجھے بچایا ۔ اس پر بدگمانی آدمیت
انسانیت سے بعید ہے ۔ بظاہر وہ بھی میرے خیالات سمجھ گیا تھا ۔ اس نے خوش ہو کر میرا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا ۔ اور کہنے لگا ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ آپ کا اپنا اخلاق بہت ارفع ہے ۔
اور ہونا بھی چاہیے ۔ مگر خدا کے لئے میرے خلاف غصہ یا ناراضگی کو دل میں جگہ نہ دیجئے ۔ منشا
صرف یہ ہے کہ آپ سردست اس بارہ میں چپ رہیں ۔ اس کی بعض معقول وجوہ ہیں ۔ جو جب
پھر عرض کروں گا ۔ میں نے اصرار کیا کہ آپ کو جو کچھ بیان کرنا ہو ۔ اسی وقت کر دیجئے ۔ وہ اسے
کل پر ملتوی کرنا چاہتا تھا ۔ اس پر جہاں تک یاد ہے ۔ میں نے کہا ۔ صاحب آپ نے ایک
میری جان بچائی تھی ۔ اس کے لئے میں آپ کی احسان مند ہوں ۔ اور آپ کی اس عنایت
کو تا زیست نہیں بھول سکتی ۔ مگر یہ کبھی نہ ہو گا ۔ کہ اس کے وسیلہ میں آداب تعلیم کو خیرباد
کہہ دوں ۔ یا اس فرض کو جو اولاد پر والدین کے متعلق عائد ہوتا ہے ۔ بھول جاؤں ۔ اگر آپ
کو ان نواحات میں رہنا ۔ اور ہم میں پھر کبھی ایک دوسرے سے ملنا ہے ۔ تو میں اس ملاقات
کا والد سے ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں ۔ جو آپ سے ہوئی ۔ ٹھیک ۔ یاد نہیں کہ الفاظ یہی تھے یا
اور بہرحال وہ ان سے ملنے چلے گئے ۔"

"کیرین ۔ تم نے بہت اچھا کیا ۔" زور سے خوش ہو کر دادی "اس موقعہ پر تمہارا عمل ہر
لحاظ سے پسندیدہ تھا ۔ اور میں کہہ سکتی ہوں کہ اس سے اس احسان مندی پر بھی جو تمہیں
اس اجنبی کے متعلق ہونی چاہیے ۔ فرق نہیں آتا ۔"

"مگر ان الفاظ سے میرے محسن کو بہت رنج ہوا ۔" کیرین نے کہا "وہ تھوڑی دیر اضطراب
سے ادھر اُدھر جاتا رہا ۔ اور میں نے محسوس کیا کہ اس آدمی کا اخلاق ضرور ادنےٰ ہے ۔ ورنہ
کوئی وجہ نہ تھی ۔ کہ وہ اتنے سے معاملہ پر اس قدر بے چین ہوتا ۔ اور اب جو سوچا ۔ تو
یہ بھی یاد آیا ۔ کہ اس نے اپنا نام پیشہ یا مقام سکونت تک مجھ پر ظاہر نہیں کیا ۔ اور نہ یہ بھی
بتایا تھا ۔ کہ وہ کس لئے اس جگہ آیا ہوا ہے ۔ تھوڑی دیر اس حالت میں ادھر اُدھر ٹہلنے
کے بعد آخر کار اس نے کہا ۔ آپ ضرور ہی یہ جاننا چاہتی ہیں کہ میں کون ہوں ؟ میں نے جواب
دیا ۔ ہاں اگر میں پھر ایک دفعہ سے ملنا ہو تو میرا آپ کے حالات سے واقف ہونا ضروری ہے ۔ اس پر اس نے ایک
بہت لمبی داستان بیان کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ وہ کسی ملکی کام میں حصہ لے رہا تھا ۔ کہ
سیاسی معاملات سے مجبور ہو کر اسے یہاں سے فرار ہونا پڑا ۔ اس نے کہا کہ میں صرف اس خیال

سے یہاں آیا تھا کہ پوشیدہ رہ کر کچھ عرصہ گذار سکوں گا۔ اور اس عرصہ میں میرے دوست اور رشتہ دار اپنی کوشش اور رسوخ سے معاملہ کو رفع دفع کر دینگے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ آپکے والد مجھے ذاتی طور پہ جانتے ہیں۔ چند سال پیشتر میں ان سے نوٹنگھم میں ملا تھا۔ اب اگر ان کو میرا حال معلوم ہوا۔ تو ان کے لئے دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا یہ کہ مجھے حکام کے سپرد کر دیں۔ یا اپنی سلامتی کو خطرہ میں ڈالیں۔ کیونکہ سیاسی آدمی کا جرم گو حقیقت میں جرم نہیں ہوتا تاہم اسے مدد دینا بہر حال جرم سمجھا جاتا ہے۔ آخر میں اس نے بیان کیا۔ کہ میرا نام کلاڈ میسن ہے۔ میں ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا۔ اور صاحب جائداد رئیس ہوں۔ یقین کامل ہے۔ کہ میرے متعلقین بہت جلد ہر قسم کی غلط فہمیوں کو رفع کر دینگے۔ مگر اس وقت میں آپکے رحم پر ہوں۔ جس طرح جی چاہے کیجئے۔"

"اچھا پھر تم نے کیا جواب دیا؟" زو نے فکرمند ہو کر پوچھا۔

"میں نے اُسے یقین دلایا کہ اپنے محسن کو ضرر پہنچانا میرے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا اس لئے میں آپ کے راز کو محفوظ رکھوں گی۔ اور آپ کی سلامتی کی خاطر اپنے والد سے بھی اس واقعہ کا ذکر نہ کروں گی۔ مگر آئندہ کو ہمارا ایک دوسرے سے ملنا غیر ممکن ہو گیا۔ کیونکہ میرا والد کی لاعلمی میں آپ سے ملنا اور باتیں کرنا آداب تہذیب کے اس قدر خلاف ہے کہ میں کسی حالت میں اسے منظور نہیں کر سکتی۔ یہ الفاظ تھے۔ جو میں نے اس سے کہے۔ اور اس کے بعد سرد مہری سے سلام کر کے رخصت ہوئی۔ چند دن گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں میں قصداً گھر سے نہ نکلی کہ ایسا نہ ہو اتفاقاً پھر ملنا ہو جائے۔ اس کے باوجود پیاری زو خواہ تم اسے میری کمزوری ہی سمجھو۔ اپنے دل میں میں ہر وقت اس سے ملنے کو بے قرار تھی۔ اے بہن کیا تم ان مختلف جذبات کی ماہیت سمجھ سکتی ہو کہ ایک طرف چاہنا دوسری طرف پرے رہنا۔ ادھر آرزو کرنا۔ ادھر ٹالنا۔ یعنی آرزو تمنا اور بیم و آرزو کے متضاد احساسات کو دل میں رکھتے ہوئے یہ نہ جاننا...

"پیاری ہیلی۔ میں تمہارے خیالات کو اچھی طرح سمجھ گئی۔" زو نے ہلکی آواز سے کہا۔ "تمہیں اس سے محبت تھی۔ اور محبت۔ وہ آزار ہے جس کی ساری علامات متضاد ہیں۔ سچ پوچھو۔ تو محبت روح کی مجذوبیت کا نام ہے جس میں تمنا اور فرض کی کشاکش بارہا خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے آرزو اور ادب میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کام کرنے پڑتے ہیں۔ جو حقیقت میں نہ ہونے چاہئیں۔ مگر پیاری کلیرن یہ کہو تمہاری اس داستان عشق کا انجام کیا ہوا؟ کیونکہ اس میں تو کسی

طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ یہ داستان حقیقت میں عشق کی داستان ہے "

"اس کے بعد کئی دن گذر گئے"۔ میڈ موازل دالینے نے سلسلہ جاری رکھ کر کہا۔ "اس عرصہ میں میں صرف خانہ باغ کی سیر کرتی اور گھر سے باہر نہ جاتی تھی۔ آخر ایک دن چاشت کے بعد والد نے ایک ہزار فرنیک کا نوٹ دیا۔ جو انگریزی سکہ کے مطابق چالیس پونڈ کا ہوتا ہے۔ اور کہا گاؤں میں جا کر ایک دو بل جو واجب الادا ہیں۔ چکا دو۔ میں اس حکم کی تعمیل کے لئے گھر سے نکلی گاؤں کے پاس بٹوہ کھولا۔ اور ایک غریب گداگر عورت کو خیرات دی۔ وہاں سے چلکر اس دکان پر گئی جس کا بل ادا کرنا تھا۔ مگر بٹوہ میں ہاتھ ڈالا۔ تو نوٹ غائب تھا۔ سخت پریشانی میں اسی مقام کی طرف واپس ہوئی۔ جہاں بھکارن کو خیرات دی تھی۔ مگر وہ خدا جانے کہاں چلی گئی۔ ادہر ادہر دیکھا تو وہ نوٹ بھی گرا ہوا نظر نہ آیا۔ اس وقت تک چونکہ خیال تھا۔ والد کی مالی حالت اچھی نہیں ہے۔ اس لئے اتنی بڑی رقم ضائع ہونے کا بہت رنج ہوا۔ سوچتی تھی کس منہ سے ان کے سامنے اس نقصان کا ذکر کروں گی۔ وہ مجھے کتنا غافل سمجھیں گے۔ غرض میری حالت تشویش ناقابل بیان تھی۔ یکایک کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو کلاڈ سیسن سامنے کھڑا تھا میں اسے دیکھ کر زیادہ مضطرب ہوئی۔ مگر اس نے نرم التجائی لہجہ میں کہا۔ آپ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہیں؟ یاد نہیں۔ میں نے کن لفظوں میں نوٹ کی گمشدگی کا واقعہ بیان کیا۔ بہرحال ساری کیفیت سن کر وہ کہنے لگا۔ میڈ موازل ہوا اس رخ پر چل رہی ہے۔ اور آپ نوٹ کو سڑک کے دوسری جانب تلاش کرتی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ اس نوٹ کو دوسری جانب خود تلاش کرنے لگا۔ اور تھوڑی دیر میں واپس آکر بولا۔ لیجئے۔ آپ کا نوٹ مل گیا۔ اور اب مجھے رخصت کی اجازت دیجئے کہ میں اپنی موجودگی سے آپ کا وقت ہرج کرنا نہیں چاہتا۔ اتنا کہہ کر وہ تیز چلتا رخصت ہو گیا۔ سب مجھے اس کے جلنے کا بہت رنج ہوا۔ اور افسوس کرنے لگی۔ کہ میں تا حق اس سے درشت کلامی کی میرا اس وقت کا طرز عمل ناسپاسی میں داخل تھا۔ میں نے ایک گہری آہ کھینچی۔ اور دل میں خواہش پیدا ہوئی۔ کہ وہ اتنا جلد رخصت نہ ہوتا۔ خیر اس نوٹ کو لے کر میں حساب چکانے گاؤں میں داخل ہوئی۔ مگر جس وقت ایک دوکان سے باہر آرہی تھی۔ تو کیا دیکھتی ہوں وہی عورت جسے میں نے خیرات دی تھی۔ باہر کھڑی ہے مجھے دیکھ کر کہنے لگی۔ بی بی آپ کا کچھ نقصان تو نہیں ہوا؟ میں اس سوال پر حیرت زدہ ہوگئی۔ اس نے فقرہ دہرایا۔ اور اب میرے دل میں ایک عجیب شبہ پیدا ہوا جس کے ساتھ ہی بدن میں سنسنی پھیل گئی۔ میں شکستہ جملوں میں ایک ہزار فرنیک

کا نوٹ گم ہونے کا حال بیان کیا جس پر غریب مگر ایماندار عورت نے وہی نوٹ جو میرے ہاتھ سے گر گیا تھا پیش کر دیا۔ اب جو میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس نوٹ کی رنگت کلاڈمیسن کے دیے ہوئے نوٹ کی رنگت سے کسی قدر مختلف تھی۔ اس کھوئے ہوئے نوٹ کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے میرے دل میں جو جو خیالات پیدا ہوئے۔ انہیں بیان نہیں کر سکتی۔ آخر یہ جان کر کہ عورت مجھے شک کی نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ میں نے اوسان بحال کئے۔ کچھ انعام دیا اور رخصت ہوئی۔ مگر اس واقعہ نے میرے دل پر کلاڈمیسن کی فیاضی اور بلند نظری کا اور بھی گہرا اثر ڈالا۔ احسان کیا تو کس نازکی سے۔ کہ اگر نوٹ کی بازیابی کا واقعہ پیش نہ آتا۔ تو میں بھولے سے بھی نہ جان سکتی۔ کہ اس نے اپنے پاس سے نوٹ دیا تھا۔ یہ خیال کہ میرے محسن نے مجھے مالی امداد دی۔ عام حالات میں سوہان روح ہوتا۔ مگر اس وقت ایسا نہیں ہوا۔ کیونکہ جس پیرایہ میں اس نے مدد دی۔ اس سے میرے دل کو کسی طرح کا رنج یا جذبات کو کسی قسم کا صدمہ نہ ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ یہ خیال موجب تسکین تھا۔ کہ میں بہت جلد اس کا نوٹ واپس دے دوں گی ... مگر اس خیال کے آتے ہی ایک دقت اور رونما ہوئی۔ میں اس کے مقام سکونت سے بے خبر تھی۔ اور کلاڈ کی سلامتی کی خاطر اپنے کئے ہوئے وعدہ کے مطابق والد سے اس واقعہ کا ذکر بھی نہ کر سکتی تھی۔ حیران تھی کہ کیا کروں؟ سوچا جس طرح ممکن ہو ایک بار قصداً اس سے ملنا چاہئے۔ کیونکہ اس کے سوا اس کا نوٹ واپس دینے کی اور کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ اس کے بعد تین چار دن میں ہر روز سیر کے بہانے اسے تلاش کرنے جاتی۔ مگر ملاقات کی صورت پیدا نہ ہوئی۔ آخر ایک دن سہ پہر کے قریب وہ مجھے گاؤں کے گرجا سے قریباً نصف میل کے فاصلہ پر درختوں کے ایک کنج میں ملا۔ اب تک میرا خیال تھا کہ میں اس سے پورے سکون اور جمع خاطر سے باتیں کروں گی۔ مگر سامنے آنے کی دیر تھی کہ ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ سکون کی جگہ اضطراب نے لے لی۔ کلاڈمیسن نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر بغور میری طرف دیکھا پھر ہلکی نرم آواز سے کہنے لگا۔ اس چند دن کے عرصہ نے ہمارے تعلقات کو ایسا مضبوط کر دیا ہے کہ معلوم ہوتا ہے ہم برسوں کے جان پہچان ہیں۔ میں چپ تھی۔ بے خبری میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رہنے دیا۔ پھر دفعتاً کچھ سوچ کر کھینچ لیا۔ بدن کانپ رہا تھا۔ اور آنکھیں فرش زمین پر لگی ہوئی تھیں۔ اس کے بعد قصداً نہیں بے اختیاری میں اس کا نوٹ پیش کیا۔ وہ نوٹ دیکھ کر چونکا پھر شرما گیا۔ بظاہر اس کو معلوم ہو گیا کہ فیاضی کی چال ظاہر ہو گئی۔ میں نے ٹوٹے پھوٹے جملوں میں

شکریے کے الفاظ کہے۔ اور اس کے بعد... نہیں معلوم اور کیا ہوا۔ ہاں اتنا یاد ہے کہ ہم دونوں
درختوں کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اور وہ مجھ سے پیار و محبت کی باتیں کہنے لگا۔ اس نے کہا میں پچھلی
ملاقات کے بعد ہر روز تمہیں فاصلہ سے دیکھ لیا کرتا تھا۔ اور تمہاری نظروں سے بچ کر غائبانہ
دیدہ بوسی کو غنیمت سمجھتا تھا۔ اے بہن کیا بیان کروں اس وقت اس نے کیسی میٹھی اور پیاری
باتیں مجھ سے کہیں اور پھر اس کا انداز تکلم ایسا دلفریب اور لہجہ اتنا خوشگوار تھا کہ اس کی کسی
بات پر ناراض ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ اس عرصہ میں میرا دماغ گھوم رہا تھا۔ اور میں کسی معاملہ پر
اطمینان سے غور کرنے کے ناقابل تھی۔ یاد نہیں ہم کس وقت جدا ہوئے۔ ہاں اتنا معلوم ہے"
اس نے شرم سے گردن جھکا کر کہا "کہ جب دم رخصت اس نے کل پھر وہیں ملنے کی آرزو کی تو انکار
نہ کر سکی۔ میری خاموشی یہ معنی رکھتی تھی کہ ضرور آؤں گی۔ آخر جس وقت مکان پر آ کر اپنے کمرہ میں
بیٹھی تو قوت ادراک بحال ہوئی اور اس وقت بار اول میں نے معاملہ کی اہمیت کو اچھی طرح
سمجھا۔ اور... یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ گو والد کو ان معاملات سے بے خبر رکھنے کا رنج تھا
تاہم اس ملاقات کی دلچسپیاں اتنی بے شمار اور گوناگوں تھیں کہ وہ رنج اس راحت کے پردہ میں چھپ
گیا۔ پیاری زو تم میری بہن ہو۔ اس لئے میں کوئی بات تم سے چھپا کر نہیں رکھتی۔ اور سب حال صاف
صاف کہہ رہی ہوں۔ بے شک تم سمجھو گی کہ مجھ سے بڑی خطا ہوئی..."

"خیر آگے کہو" لیڈی اکیٹین نے کہا "کیرن تمہاری داستان عجیب ہے۔ اور میں اس کا
نتیجہ معلوم کرنے کو بے قرار ہوں..."

"اس ملاقات کے بعد" میڈموازل والینے نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "ہم
کئی بار ایک دوسرے سے ملے۔ گو میں ہر بار یہی سوچتی تھی کہ برا کر رہی ہوں۔ مگر افسوس۔ محبت
کا اثر اتنا غالب تھا کہ حرف انکار زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ کلاڈ مین
ہر وقت یہی کہتا تھا کہ وہ وقت عنقریب آئے گا۔ جب میرے چھپے رہنے کی ضرورت باقی نہ ہوگی
پھر میں سب حالات تمہارے والد سے کہہ کر شادی کی درخواست کروں گا۔ پیاری زو تم اچھی طرح
سمجھ سکتی ہو۔ کہ میں ایک خواب راحت میں تھی۔ جس سے بیدار ہونے کو جی نہ چاہتا تھا۔ زندگی کی دلچسپیاں
میرے لئے بالکل ہی نئی صورت اختیار کر چکی تھیں۔ اور میں انہیں چھوڑ کر تنہائی اور یکسانیت
کی اس زندگی میں جو پہلے بسر کیا کرتی تھی، واپس آنا نہ چاہتی تھی۔ مجبوراً ایسا کرتی، تو سب راحتوں
کا خاتمہ ہو جاتا۔ دنیا میں کوئی دلچسپی باقی نہ رہتی۔ اور میں بے آئی موت مر جاتی۔ اس طرح کئی

سفنے گذر گئے ...."

"اور اس عرصہ میں کلاڈ سمپسن رہتا کہاں تھا؟" لیڈی آکٹیوین سپریڈیقہ نے پوچھا۔

"معلوم ہوا وہ قریباً چار میل کے فاصلہ پر ایک جھونپڑی میں رہا کرتا تھا" کلیرن نے جواب دیا "جیسا تم سمجھ سکتی ہو وہ کسی شخص سے جو اسے پہچانتا ہو۔ ملنا نہ چاہتا تھا۔ اسی لئے وہ الگ پرے پرے رہتا تھا۔ میں بھی اس کی خاطر انہی مقامات پر جاتی تھی۔ جو کچھ خاص ہوں۔ اور ایسا کرنا بہت مشکل نہ تھا۔ کیونکہ والد کو اپنی مصروفیتوں میں میری نقل و حرکت کا بہت کم خیال ہوتا تھا۔ بارہا جی میں آتی کہ میں اس اعتماد سے جو والد کو مجھ پر ہے نا جائز فائدہ اٹھا رہی ہوں۔ ایک طرح پر میں ان سے غداری کر رہی ہوں مگر یہ کہہ کر دل کو سمجھا لیتی۔ کہ ان کے استاد کا ماحصل یہی ہے کہ میں جو کام بہتر سمجھوں کروں۔ اور میں اپنے حق میں یقیناً کچھ برائی نہیں کرتی۔ بلکہ اپنے لئے راحت کا سامان مہیا کر رہی ہوں۔ تم خیال کرو گی کہ میرے لئے اس طرح اپنے دل کو سمجھانا ریا میں داخل تھا۔ لیکن اگر دنیا میں عشق کا دستور وہی ہے جو میں نے دیکھا۔ اگر یہی بہتی کی دلچسپیاں اور راحتیں ویسی ہی ہوتی ہیں جو مجھے محسوس ہوئیں تو مجھے یقین ہے کہ انسان کو جذبات و خیالات کے مطابق ایسے دلائل پیش کرنے کا بھی حق حاصل ہے ...."

"پیاری کلیرن! سچ کہتی ہو" لیڈی آکٹیوین نے تسلیم کیا "عشق قدرت کی آواز ہے۔ اس لئے وہ ہر ملک ہر رنگ اور ہر حالت میں ایک ہے۔"

"خیر اس کے بعد ایک دن والد نے تمہارے آنے کا ذکر کیا" کلیرن نے داستان جاری رکھتے ہوئے کہا "بظاہر وہ میری دلبستگی کا سامان کر رہے تھے۔ مگر سچ پوچھو۔ تو میں تمہارے آنے کا ذکر سن کر خوش نہیں ہے چین ہو گئی۔ مگر والد کے سامنے پھر بھی اعتراض کی جرأت نہ ہوئی۔ میں نے اس عنایت کا جو وہ میرے حال پر کر رہے تھے۔ شکریہ ہی ادا کیا۔ ان کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ تم بیمار اور کمزور ہو۔ اس لئے میں نے سوچا۔ کہ تم زیادہ تر اپنے ہی کمرہ میں رہا کرو گی۔ اور مجھے ان خفیہ ملاقاتوں کے لئے وقت اور موقعہ ملتا رہے گا۔ اس کے بعد ایک روز تم آ گئیں اور ہمارے درمیان ایسی رفاقت پیدا ہو گئی جس نے بہت جلد گہری محبت کی صورت اختیار کر لی۔ پیاری رز میری سچ کہتی ہوں ...."

وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی جس کی وجہ لیڈی آکٹیوین میریڈیقہ نے بھی فوراً سمجھ لی۔ معلوم ہوا کیمپ والے کچھ فاصلے سے ان کی طرف آ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر کلیرن نے کہا۔

"غالباً وہ ہمارے ہی پاس آتے ہیں۔ بہر صورت میں اس قصہ کو یہیں چھوڑتی ہوں پھر کسی وقت مکمل کروں گی۔"

باب ۔ ۱۰۵

انکشاف راز

ایم ۔ والنے جیسا ان کی عادت تھی ۔ آہستہ چلتے کیبرین اور لیڈی آکٹیوین کے پاس پہنچے ۔ اور کہنے لگے ۔ "اگر آپ کو اور آگے جانا ہے ۔ تو آئیے ساتھ لے چلوں ۔ یا کہو تو یہیں سے واپس ہو چلتے ہیں۔" یہ الفاظ چونکہ خصوصیت سے نو کو مخاطب کرکے کہے گئے تھے ۔ اس لئے اس نے آخری تجویز پسند کی ۔ کیونکہ وہ بہت دور جانا نہ چاہتی تھی ۔ واپسی میں ایم والنے معمول سے زیادہ خوش گفتاری کی کوشش کرتے تھے ۔ معلوم ہوتا تھا اس ذریعہ سے کسی سابقہ کوتاہی کی تلافی کرنا چاہتے ہیں ۔

مکان پر واپس آکر ایم ۔ والنے فوراً اپنے کمرہ میں نہیں گئے ۔ بلکہ کلیرین ۔ ۔ رزو سے گفتگو کرنے کے لئے نشستگاہ میں ہی بیٹھ گئے ۔ انہوں نے ان کو پیانو بجانے کے لئے کہا ۔ کلیرین سے معمول کی نسبت زیادہ ملائمت کے لہجہ میں گفتگو کی ۔ اور زو سے بھی گہرے اخلاق کا برتاؤ کیا معلوم ہوتا تھا انہوں نے وفعتاً کوئی خاص ارادہ کرلیا ہے ۔ بظاہر انہوں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ اوروں کی خاطر بحیثیت الامکان اپنے جذبات کو دبانے کی کوشش کرنی چاہئیے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے کلیرین سے وعدہ بھی کیا تھا ۔ کہ میں آئندہ تمہارا زیادہ خیال رکھوں گا ۔ سہ پہر کو وہ پادری جس سے ایم ۔ والنے کا دوستانہ تھا ۔ آگیا ۔ اور جب اس سے کھانا کھانے کے وقت تک ٹھیرنے کی درخواست کی گئی ۔ تو وہ اس کے لئے بھی راضی ہو گیا ۔ کھانا کھانے کے بعد وہ فوراً رات کے دس بجے واپس ہوا جس کے بعد سونے کا وقت ہوگیا ۔ گویا دونو سہیلیوں میں جو گفتگو صبح کو اچانک رک گئی تھی اُسے پورا کرنے کی پھر نوبت نہ آئی ۔

مگر کلیرین چونکہ لیڈی آکٹیوین میرینڈ سے اپنی داستان کا بڑا حصہ بیان کرچکی تھی اس لئے اس کی تکمیل کے لئے بے قرار تھی کہ وہ میری داستان محبت کے ہر پہلو سے واقف ہو جائے ۔ پس ایم ۔ والنے کے رخصت ہوتے ہی کلیرین نے لیڈی آکٹیوین سے کہا "بہن اگر نیند

غالب نہ ہو۔ تو آدھ گھنٹہ کو میرے پاس آجاؤ۔ میں اس داستان کو جو صبح والد کے آنے سے نامکمل رہ گئی تھی۔ پورا کردوں گی۔"

زو آمادہ ہوگئی۔ کیونکہ وہ خود اس عجیب کہانی کا تتمہ معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کہنے لگی "تم جلد میں اپنی خادمہ کو رخصت کرکے ابھی تمہارے کمرہ میں آتی ہوں۔"

اس کے بعد دونوں اپنے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہوئیں۔ زو نے اس خادمہ کو جس کو باسی بھی کسی بہانہ رخصت کردیا۔ اور جب وہ چلی گئی تو خود کلیرین کے پاس جانے کے لئے باہر نکلی مگر دروازہ سے قدم نکالا ہی تھا کہ ایک آدمی کی صورت گرجا کے دروازہ سے باہر آتی دکھائی دی۔ اسے دیکھ کر لیڈی آکلینڈ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلی۔ جسے سن کر وہ شخص جو گرجا کے دروازہ سے باہر نکلا تھا۔ گھبرا گیا۔ لیڈی آکلینڈ شدت خوف سے لڑکھڑا کر گرا چاہتی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے وہ آدمی اس سوچ میں رہا۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہئے پھر دوڑ کر زو کو اپنے بازوؤں میں تھام لیا۔

"خدا کے لئے نہ گھبرائے۔" اس نے ذرکے لہجہ میں کہا۔ "میں التجا کرتا ہوں طبیعت کو سکون دیجئے۔"

اس وقت کلیرین دوڑتی ہوئی اپنے کمرہ سے نکل آئی اور حالت خوف میں دونوں ہاتھ جوڑ کر گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہنے لگی۔ "او کیسی دیوانگی۔ کیسی ناعاقبت اندیشی ہے کہ تم میری مخالفت کے باوجود چلے آئے۔"

اجنبی کچھ جواب نہ دے پایا تھا۔ کہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دروازہ اور کھلا اور ایک دوسرا شخص شمع ہاتھوں میں لئے باہر نکلے۔ باپ کو دیکھتے ہی کلیرین کے منہ سے ایک جگردوز چیخ نکلی۔ اور بیہوش ہوکر دھڑام سے فرش زمین پر گر گئی۔ اس عرصہ میں زو اوسان بحال کرچکی تھی۔ وہ اپنی سہیلی کو اٹھانے کے لئے دوڑ کر آگے بڑھی۔ مگر اجنبی جسے حقیقت میں اجنبی کہنا بے جا ہوگا۔ کیونکہ زو فوراً سمجھ گئی تھی۔ کہ یہ شخص کلاڈمیسن کے سوا کوئی اور نہیں۔ اس سے بھی پہلے آگے بڑھا۔ اور معشوقۂ ازلی کو جو زمین پر بیہوش پڑی تھی۔ صحیح عاشقانہ نازکی سے اٹھا لیا۔ زو کے دل میں اگر کچھ شبہ باقی تھا تو وہ اس شخص کے انداز توجہ سے رفع ہوگیا۔ کیونکہ عاشق جانباز کے سوا دوسرا کون اسے اس ملائمت سے اٹھاتا یا اس کے چہرہ کو اس انداز فکر اور اس کے باپ کی طرف اس وقت دلسوزی سے دیکھ سکتا تھا؟

مگر ایم۔ وانسنہ کی حالت عجیب تھی۔ انہوں نے دروازہ کھولا۔ ایک قدم باہر رکھا اور

پھر اس کے بعد دوسرا نام اٹھا سکے رو ہیں ویلیز پر جم کر رہ گئے۔ صورت سے بدحواسی۔ سراسیمگی اور
انتہائی پریشانی ظاہر ہو رہی تھی۔ اجنبی کو دیکھتے ہی بیرسٹلے کی سٹی نکل گئی۔ اور چہرہ اتنا زرد اور بے نور
ہو گیا۔ کہ جلتی ہوئی شمع کی روشنی میں جاندار لاش سے مشابہ نظر آتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر زرد گھبرا
گئی۔ کیا اب تک وہ ایم۔ والینے کے ہراس عظیم کی وجہ سمجھنے سے قاصر رہی۔

اس کے فوراً بعد ایم۔ والینے اپنی بدحواسی پر غالب آ کر آہستہ چلتے ہوئے آگے بڑھے اور اس
مقام پر پہنچ کر جہاں گرجا کے دروازہ کے پاس اجنبی اب تک طیرن کے بے حرکت جسم کو سہارا دیئے کھڑا
تھا۔ کراہی آواز سے کہنے لگے "کیوں جی۔ یہ بے جا مداخلت کیا معنی رکھتی ہے؟"

اجنبی کے سکون میں فرق نہیں آیا۔ اطمینان سے کہنے لگا "اب راز کو چھپانا بے سود ہے
اس لئے میں سب حال سچ سچ عرض کرتا ہوں۔ ایم۔ والینے مجھے آپ کی بیٹی سے عشق ہے اور
وہ بھی مجھ سے محبت کرتی ہے۔ خدا کے لئے اگلا کینہ دل سے نکال دیجیے۔"

"محبت! تم سے!" ایم والینے نے انداز وحشت سے کہا "بدبخت کلیرن! بدنصیب ڈیلارم!"
اور اتنا کہہ کر وہ اپنی بیٹی کو وائسکونٹ سے چھڑانے کے لئے مجذوبانہ انداز سے آگے بڑھا۔

لیڈی آکٹیوین پریزبز کی حیرت کا کیا ٹھکانا تھا؟ اسے معلوم ہو گیا کہ کاؤنٹس حقیقت
میں الفرڈ وائسکونٹ ڈیلارم کے سوا کوئی اور نہیں اور اب بہت سی باتیں جو اس وقت تک پردہ
راز میں تھیں منکشف ہو گئیں۔ رات کو دوبارہ اس نے جو پراسرار صورت دیکھی تھی وہ دراصل ڈیلارم
ہی کی تھی۔ کیونکہ یہ شخص دراز قامت، متناسب الاعضا اور لطیف الجثہ تھا اور اپنے بوٹوں
کے اوپر اس نے وہ نرم گدگدے سونے کے بنے رکھے تھے جن کا فرانس کے کاشتکاروں میں عام
رواج ہے۔ اسی لئے اس کے چلنے سے کسی طرح کی آواز پیدا نہ ہوتی تھی۔ اور اسی کی صورت دیکھ کر مقتول
لینارڈ کی روح کا دھوکا ہوتا تھا۔

سخت جوش کی حالت میں ایم۔ والینے اپنی بیہوش بیٹی کو وائیکونٹ سے چھڑا کر اس کی خوابگاہ
کی طرف لئے جا رہے تھے کہ نوجوان نے آگے بڑھ کر ان کا بازو پکڑ لیا۔ اور تھراتے ہوئے لہجہ میں کہنے
لگا "صاحب میں جانتا ہوں۔ آپ کے دل میں کیا گذر رہی ہے . . . مگر بخدا آپ غلطی پر ہیں۔ میں اسے
ثابت کر سکتا ہوں۔"

اس ہنگامہ نے کلیرن کو باہوش کر دیا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے اس نے متوحش نظروں سے
چاروں طرف دیکھا۔ پھر سارا حال سمجھ کر وہیں اپنے باپ کے قدموں پر گر پڑی۔ اور اس کے پاؤں

پکڑ کر التجائی لہجہ میں کہنے لگی "معاف کر دو - ابا جان - معاف کر دو -"

ایم والینے نے حالت یاس میں پیشانی کو دبایا - اور زد کو ان کے منہ سے آہ سرد کی آواز سنائی دی -

"میں بھی اس کے ساتھ جو میرے دل وجان کی مالک ہے آپ کے قدموں میں دوزانو ہوتا ہوں" وائیکونٹ نے الفاظ کو عمل کی صورت دیتے ہوئے کہا "میں بھی اس کے پہلو میں آپ سے معافی کی التجا کرتا ہوں -"

"اٹھو - اٹھو!" ایم والینے نے گھبرا کر کہا "اٹھو میں حکم دیتا ہوں - میں درخواست کرتا ہوں اٹھو اور میرے ساتھ آؤ -" پھر یہ دیکھ کر کہ زد بے جا مخل نہ ہونے کے خیال سے اپنے کمرہ کو جا رہی ہے - انہوں نے کہا - "لیڈی آگسٹین آپ بھی ہمارے ساتھ رہئے - جب آپ نے اس قدر دیکھ لیا تو باقی حالات بھی دیکھ لیجئے -"

یہ کہہ کر وہ کلیرن اور وائسکونٹ سمیت نشستگاہ میں داخل ہوئے - زد نے تھوڑا تامل کیا - پھر وہ بھی اندر چلی گئی - اسے اپنے پاس دیکھ کر کلیرن بے اختیار اس کی گردن سے لپٹ گئی - اور سسکیاں لے لے کر رونے لگی -

"ایم - والینے!" الفرڈ ڈیلارمے نے سب سے پہلے سلسلہ گفتگو شروع کر کے سنجیدہ مگر تیز لہجہ میں کہا "ایک عزیز ہستی کی راحت یا دلشکنی کا انحصار آپ کے جواب پر ہے - میں منت عرض کرتا ہوں کہ حرف انکار سے اپنی بیٹی کی پریشانی میں اضافہ نہ کیجئے - اور کہہ دیجئے کہ آپ کو ہمارے تعلق پر اعتراض نہیں - آپ کے دل میں جو خوفناک شبہ جاگزیں ہے - وہ ہرگز صحیح نہیں - میں ثابت کر سکتا ہوں -"

"تمہارے بیان کی صحت غیر ممکن ہے -" ایم والینے نے فرط جوش سے کانپتے ہوئے کہا "اگر ممکن ہو تو اس کے خلاف ثبوت پیش کرو - لیکن نہیں!" انہوں نے جلدی سے کہا "تم اس خیال کو غلط بھی ثابت کرو - تو بعض اور وجوہ ایسی ہیں ... جن کے باعث ..."

اور وہ فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر ہانپتے ہوئے رک گئے -

"نہیں ایم والینے" الفرڈ نے منت آمیز لہجہ میں کہا "ایسا ظلم نہ کیجئے - اپنے گناہوں کا بوجھ بیٹی کی گردن پر نہ ڈالئے - رہا ثبوت - تو وہ میرے پاس حاضر ہے - گو میں اس کاغذ کو پیش کرنے کے لئے جس سے آپ کے دل میں عہد ماضی کا رنج والم تازہ ہونا ممکن ہے - نہ دل سے

معافی چاہتا ہوں۔ تاہم آپ کے لئے اس خط کو ملاحظہ کرنا اشد ضروری ہے۔"
یہ کہہ کر الفرڈ نے اپنی پاکٹ بک سے ایک تہ کیا ہوا کاغذ نکال کر ایم۔ والنے کو پیش کیا پھر کلیرین کی طرف جو اپنی سہیلی زو کی توجہ سے بڑی حد تک اوسان بحال کر چکی تھی۔ منہ پھیر لیا۔
"الفرڈ۔ پیارے الفرڈ" کلیرین نے دبے لفظوں میں اس سے کہا "جب میں نے تمہیں لکھ دیا تھا کہ آئندہ کے لئے ہمیں ایک دوسرے سے الگ رہنا چاہئے۔ تو پھر کیوں تم نے ایسی ناعاقبت اندیشی کی؟"
"آہ۔ کیا میں اس طرح تم سے جدا ہونا منظور کر سکتا تھا؟" الفرڈ نے پیار کے لہجہ میں جس کے اندر ملامت کا ہلکا اثر بھی شامل تھا کہا۔ زو کو معلوم ہو گیا کہ وہ کلیرین پر سو ہزار جان سے فدا ہے "پیاری کلیرین میں اس لئے ملنا ضروری سمجھا تھا کہ تمہیں وہ ثبوت دکھا دوں جس سے معلوم ہوگا تمہارے والد کا شبہ بے بنیاد ہے۔ وہ ثبوت اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اسے پڑھ رہے ہیں۔"
اس وقت ایم۔ والنے اپنی بیٹی۔ وائکونٹ اور زو کی طرف پیٹھ کئے میز پر رکھے ہوئے لیمپ کے پاس جھک کر اس خط کو جو الفرڈ نے پیش کیا تھا۔ پڑھ رہے تھے۔ خط ان کے ہاتھ میں کھلا ہوا تھا۔ مگر چونکہ حاضرین کی طرف پیٹھ پھیر کر کھڑے تھے۔ اس لئے چہرہ کے آثار معلوم کرنا مشکل تھا۔ زو اچھی طرح سمجھتی تھی کہ خط کا مضمون اس بات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ کلیرین ایم۔ والنے کی بیٹی ہے۔ اس ناجائز تعلق کی اولاد نہیں جو اس کی ماں اور سابق وائیکونٹ میں تھا یہ بھی وہ جانتی تھی کہ الفرڈ نے معاملہ کی نزاکت کو پیش نظر رکھ کر ہی کلیرین کو اس خط کے مضمون سے پوری طرح آگاہ نہ کیا تھا۔
سارا خط پڑھ کر ایم۔ والنے پھر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے "اس کے لئے میں خدا کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں" اور کلیرین کے پاس جا کر انہوں نے پدرانہ محبت سے اس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔
اس نے بھی یہ جان کر کہ الفرڈ کی پیش کردہ شہادت نے ان کے دل سے میری ولادت کے متعلق ہر قسم کے شکوک رفع کر دیے ہیں۔ دونوں بازو باپ کی گردن میں ڈال لئے۔ اور ان کے گلے لگ کر سسکیاں لینے اور رونے لگی۔ مگر یہ رونا خوشی کا تھا۔ اس خیال نے اس کے دل نازک کا بوجھ بہت ہلکا کر دیا تھا کہ اس خط نے ثابت کر دیا ہے۔ میں اپنے باپ کی جائز اولاد ہوں

حالت اضطراب میں چپ بے جوڑ لفظ اس کے منہ سے نکلے جنہیں سن کر ایم۔ دالینے پریشانی سے دو قدم پیچھے ہٹ گئے اور کہنے لگے۔

"کیا! پیاری کلیرن کیا تم اس کا مطلب سمجھتی ہو؟ تمہیں معلوم ہے کہ میرے دل میں کیا شبہ تھا؟ ..."

"ہاں پیارے ابا مجھے معلوم ہے" بیٹی نے نرم لہجہ میں جواب دیا۔ "مجھے وہ حالات معلوم ہیں جن کا آپ کو گمان نہیں ... مجھے سب حالات معلوم ہیں۔"

"کیا سب؟" ایم دالینے نے چونک کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی بیٹی کے چہرہ کی طرف پرخوف نظروں سے دیکھا۔ "نہیں۔ یہ غیر ممکن ہے۔ خدا نہ کرے ایسا ہو۔" اور یہ کہتے ہوئے وہ نمایاں طور پر کانپنے لگے۔

"پیارے والد معاف کرو" کلیرن نے پھر ان کے قدموں میں دوزانو ہو کر کہا۔ "میں بڑے ادب سے آپ کی معافی چاہتی ہوں۔"

"مگر بتاؤ تمہیں کون سے حالات معلوم ہیں؟" ایم۔ دالینے نے سوال کیا۔ اس وقت ان کے لہجہ نگاہ اور اطوار سے تندی ظاہر ہوتی تھی "بتاؤ وہ کونسے حالات ہیں جنہیں تم جانتی ہو؟ مگر نہیں میں شاید دیوانہ ہو گیا ہوں۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ تم صحیح حالات سے واقف ہو" اور یہ کہتے ہوئے انہوں نے پیشانی کو اس طرح جوش سے دبایا۔ گویا اس ذریعہ سے اپنے خیالات کی الجھن رفع کرنا چاہتے تھے۔

کلیرن باپ کی یہ حالت دیکھ کر ڈر گئی۔ اور کہنے لگی "ابا جی مجھے آپ کی پریشانیوں کا اصلی حال معلوم ہے۔ اور میں نے اس کے زوال کو یاد کر کے جس کی یاد میرے دل میں سچی محبت اور احترام سے وابستہ تھی۔ بارہا غم و غصہ کے آنسو بہائے ہیں۔"

"مگر یہ حالات تمہیں کیونکر معلوم ہوئے؟" ایم دالینے نے جلدی سے پوچھا۔

"کچھ حالات کا علم وائیکونٹ کی زبانی ہوا تھا۔ اور باقی مارگرٹ نے بیان کئے ہیں مگر پیارے ابا مجھے الزام نہ دو۔" کلیرن نے التجائی لہجہ میں کہا۔ "بے شک مجھ سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ لیکن اگر آپ مجھے اتنی آزادی نہ دیتے۔ اگر آپ مجھ پر ایسی عنائتیں نہ کرتے ..."

"کلیرن اٹھو" ایم دالینے نے مضطرب ہو کر کہا۔ "قصور دراصل میرا تھا۔ اور میں تمہیں کسی طرح خطاوار نہیں سمجھتا ..."

کلیرین کھڑی ہو گئی۔ اور اب الفرڈ ڈیلارم نے آگے بڑھ کر کہا "ایم۔ والینے آپ کی زبان سے نکلا ہوا رضامندی کا ایک لفظ ہم دونو کو خوش وخرم بنا سکتا ہے۔ کیا آپ وہ لفظ نہ کہیں گے؟ میں سنتا ہوں آپ بہت نیک منصف مزاج اور فیاض ہیں ..."

"بس میں اس سے زیادہ سننا نہیں چاہتا" ایم والینے نے سابق کی طرح پھر تندی سے قطع کلام کر کے کہا "سردست یہ معاملہ یہیں ختم ہونا چاہیئے۔ الفرڈ ڈیلارم تم جاؤ۔ میں اپنا فیصلہ کل ظاہر کروں گا۔ جاؤ۔ میں کہتا ہوں" ایم والینے نے بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ کہا۔ "اس وقت مجھ سے یا میری بیٹی سے ایک لفظ بھی اور کہنے کی حاجت نہیں۔ کل میرے پاس آنا ... میں اجازت دیتا ہوں۔ کل اس مکان میں میرے پاس آنا۔ اس وقت میں بتاؤں گا۔ کہ میرا آخری فیصلہ کیا ہے۔"

"دیکھیئے میں پھر التجا کرتا ہوں" وائکونٹ نے منت آمیز لہجہ میں کہا۔ "آج تک میرے خلاف آپکے دل میں جو دساس نفرت تھا۔ اُسے آئندہ اپنے سینہ سے نکال دیجیئے"۔

"نوجوان تم میرا مطلب نہیں سمجھے" کلیرین کے باپ نے تنک کر کہا۔ "تمہیں میرے دل کا حال معلوم نہیں۔ اگر ہوتا ... لیکن نہیں۔ سردست جاؤ۔ میں باقی حال کل تم سے کہوں گا۔ جاؤ میں درخواست کرتا ہوں ... جاؤ میں حکم دیتا ہوں"

"ایک صاحب عزت آدمی کی حیثیت میں" وائکونٹ نے کہنا شروع کیا "نیز اس حیثیت میں کہ میں آپ کی دختر عزیز سے شادی کا طلبگار ہوں۔ میرا فرض آپ کا حکم بجالانا ہے۔ اس لیئے مجھے آپ کی مصلحت پر اعتراض کا حق حاصل نہیں۔ میں آپ کے منشائے عالی کے مطابق رخصت ہوتا ہوں۔ خدا کرے آپ کا فیصلہ ہمارے حق میں ہو۔"

اتنا کہہ کر الفرڈ ڈیلارم نے ایم والینے اور زو کو مودبانہ سلام کیا۔ کلیرین کی طرف پیار کی نظر ڈالی۔ پھر رخصت ہو گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایم۔ والینے تھوڑی دیر حالت اضطراب میں بظاہر اپنی بیٹی اور زو کی موجودگی سے بے خبر بے چینی سے ادھر ادھر ٹہلتے رہے اس اثنا میں دونو سہیلیاں پاس پاس کھڑی تھیں۔ کلیرین نے اپنے بازو زو کے گرد ڈال رکھے تھے اور اس طرح اس کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی۔ گویا اس متوحش ناٹک کے آخری منظر نے دل میں جو غیر یقینی حالت پیدا کی تھی۔ اس میں امداد و حوصلہ افزائی کی خواستگار ہے۔

آخر کار ایم۔ والینے اس کے پاس گئے۔ اور کہنے لگے "کلیرین بیٹھ جاؤ۔ اور آج تک

تمہارے اور وائیکونٹ کے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں۔ وہ سب سچ سچ بیان کرو۔ میں یہ جانتا ہوں کہ تمہیں اس کی اور مارگرٹ کی زبان سے کیا کیا حالات معلوم ہوئے ہیں۔ لیڈی آگیڈین آپ ٹھیر یئے۔ نہ جائیے۔ ہمارے نزدیک آپ ایک سچے دوست اور معاون کی حیثیت رکھتی ہیں۔ میری بیٹی آپ کو بہن کی طرح سمجھتی ہے۔ اور اگر اس مشورہ میں حصہ لینا آپکے لیے بار نہ ہو۔۔۔"

"ایم والنے اطمینان فرمائیے۔ مجھے آپ کی امداد سے کسی حال میں دریغ نہیں ہے۔ میں صرف اس خیال سے جانا چاہتی تھی۔ کہ ایسا نہ ہو اس موقعہ پر میری موجودگی کو بے جا مداخلت پر محمول کیا جائے۔ لیکن اگر آپ کسی طرح میری امداد سے فائدہ اٹھا سکتے ہوں۔۔۔"

"نہیں آپ کی امداد مطلوب ہے۔" ایم والنے ان لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اس صورت میں شاید یہ بیان کرنا بے جا نہ ہوگا کہ بہن کلیرین نے اپنے حالات کا بڑا حصہ مجھ سے بھی کہہ دیا ہے۔ آج ہی صبح اس نے اس شخص سے جس کا نام اس وقت اس نے ظاہر نہیں کیا تھا۔ اپنی واقفیت اور محبت کی ساری داستان مجھ سے کہی تھی۔ مگر اب معلوم ہوا کہ اسی کا نام وائیکونٹ ڈیلارم ہے۔"

"پیاری بہن میں باقی حالات بھی تم سے بیان کر دیتی۔" کلیرین نے آہستہ سے کہا۔ "اگر ہماری گفتگو کا سلسلہ اتفاقاً نہ رک جاتا۔ مگر پیارے والد" اس نے باپ کی طرف مڑ کر کہا "میں سب حال صاف صاف عرض کر دیتی ہوں۔ اور گو مجھے اندیشہ ہے کہ آپ خفا ہو کر ملامت کریں گے۔۔۔"

"نہیں میں نہ کروں گا۔" ایم۔ والنے کہا "تمہارا یہ کہنا واقعی ٹھیک ہے کہ میں نے تمہیں غیر معمولی آزادی دی۔"

"مگر یہ نہ خیال فرمائیے کہ میرے ان لفظوں میں طنز یا ملامت کا اثر شامل تھا۔" کلیرین نے کہا۔

"میں نے ان کو اس پہلو سے نہیں دیکھا۔" ایم والنے نرمی سے جواب دیا۔ "یہ ایک عذر تھا جسے تم نے ٹھیک سمجھ کر پیش کر دیا۔"

اتنا کہہ کر ایم۔ والنے اس طرح اندازِ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ گویا ساری داستان کو صبر و سکون کے ساتھ سننے کے لیے تیار تھے۔ کلیرین اور روز بھی بیٹھ گئیں۔ جس کے بعد اول الذکر

نے اپنی داستان شروع کی۔ وہ حالات جنہیں وہ پیشتر ازیں بیان کر چکی تھی۔ والد کے روبرو بیان کرنے کے بعد اس نے اپنی سرگذشت کا باقی حصہ اس طرح کہنا شروع کیا۔

چند ہفتے پیشتر بہن زو نے اس مکان میں آکر سکونت اختیار کی۔ اور ہمارے تعلقات بہت جلد دوستانہ ہو گئے۔ ہم دونوں مل کر سیر کرنے جاتی تھیں۔ اس لئے اب مجھے اس سے ملنے کا موقعہ نہ مل سکتا تھا جس کی محبت دل میں جاگزین ہو چکی تھی۔ بارہا میں اپنے آپ کو سمجھاتی کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس میں ہم دونو کی بہتری ہے۔ اور خدا نے اپنی حکمت کاملہ سے زو کو اس لئے یہاں بھیجا ہے کہ میری ناعاقبت اندیشی اور دھوکا دہی کا خاتمہ ہو۔ مگر دل کو ہر طرح سمجھانے کے باوجود اس احساس کو خارج کرنا غیر ممکن تھا۔ کہ سینہ میں کلاڈمین کی محبت گھر کر چکی ہے کیونکہ اس وقت تک میں اس کا نام یہی سمجھتی تھی۔ میرا اعتقاد تھا کہ اس محبت میں کبھی فرق نہ آئے گا۔ اور اس کا بھی یقین تھا کہ اگر میری طرح اس کی محبت بھی سچی ہے۔ تو وہ اس وقت جب اس کے صاحب اثر دوست ان خطرات کا ازالہ کر سکیں گے۔ جن میں وہ گھرا ہوا ہے اپنے وعدہ کو جو اس نے پیشتر اس بارہ میں کیا تھا کہ میں تمہارے والد سے مل کر سب حال عرض کر دوں گا۔ ضرور پورا کرے گا۔ ایک دن جب تم پیاری زو قدرے علیل تھیں۔ میں اکیلی کچھ سامان خریدنے گاؤں گئی۔ اور واپسی پر اس سے ملی جس کی تصویر ہر وقت لوح دل پر نقش رہتی تھی۔ ہمیں ایک دوسرے سے ملے تین ہفتے گذر گئے تھے۔ اور گو میں نے اس عرصہ میں اس سے نہ ملنے کے عذر میں تمہاری موجودگی کا ذکر کیا۔ اور وہ خود بھی اس عذر کی حقیقت سے واقف تھا۔ کیونکہ بعض موقعوں پر ہم دونو کو ساتھ ساتھ پھرتے دیکھ چکا تھا تاہم اس نے مجھے یہ کہہ کر ملامت کی کہ جن کے دلوں میں سچی محبت ہو۔ وہ ملنے کا کوئی نہ کوئی وسیلہ ضرور پیدا کر لیتے ہیں مجھے اس کے الفاظ سے بہت صدمہ ہوا۔ پھر بھی میں نے بڑے عجز و انکسار کے ساتھ معافی مانگی۔ اس نے کہا میں عنقریب پردہ راز سے باہر آکر تمہارے والد سے شادی کی درخواست کروں گا۔ مگر اس عرصہ میں اگر ہم کبھی کبھی ملتے رہیں۔ تو کیا حرج ہے۔ میں نے بہت کہا۔ کہ اب بہن زو کی موجودگی میں میرا اکیلا باہر آنا غیر ممکن ہے۔ مگر اس نے ایک نہ مانی۔ بتدریج اس کا لہجہ یاس آمیز ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگا کہ مجھے تمہارے دل کا حال تو معلوم نہیں۔ مگر میرے لئے یہ صدمہ فراق جانکاہ ہے۔ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا مختصر یہ کہ پیارے والد . . . مگر آپ نے وعدہ کیا ہے کہ مجھے ملامت نہ کریں گے۔ کیونکہ سچ

جانے دو یکونٹ صاحب عزت بلند خیال اور ایماندار آدمی ہے . . . "

" کلیرنیں وعدہ کر چکا ہوں کہ تمہیں کچھ نہ کہوں گا " ایم . والٹنے نے کہا " اس لئے تم آگے کہو ۔ کیا داستان کا یہ حصہ جس کے بیان سے تم جھجکتی ہو ۔ میں یہ کہکر پورا کر دوں ؟ . . . "

" نہیں ابا جان اسکی ضرورت نہیں " کلیرنیں نے انداز فخر سے کہا " خدا کا شکر ہے میں آپ سے آنکھیں ملا کر یہ کہہ سکتی ہوں . . . "

" بس کافی ہے " ایم والٹنے نے قطع کلام کر کے کہا پھر وہ زیادہ زوردار لفظوں میں کہنے لگے " میرے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ گمان پیدا نہیں ہو سکتا ۔ کہ تمہاری عزت یا عصمت میں فرق آیا ہے ۔ اس لئے آگے کہو ۔ میں سمجھ گیا تم نے وائیکونٹ سے گاہ بگاہ اس مکان میں ملنا منظور کیا ۔ "

" ہاں گرجا میں " کلیرنیں نے جواب دیا " میں نے اس زینہ کے دروازہ کی کنجی جو گرجا کی طرف جاتا ہے اسے دیدی ۔ اور چار پانچ مرتبہ تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے وہیں اس سے ملی ۔ اطمینان فرمائیے کہ میں ہرگز اسے خفیہ طور پر مکان پر آنے کی اجازت نہ دیتی ۔ اور وہ کتنی بھی منت و التجا کرتا ۔ میں ان پوشیدہ ملاقاتوں کی روادار نہ ہوتی ۔ صرف یہ خیال مانع انکار ہوا کہ میں اس ذریعہ سے معلوم کر سکوں گی ۔ اس کے دوستو برس میں اس کے بچاؤ کے لئے جو تدبیریں کر رہے ہیں ۔ ان کی رفتار کس منزل تک پہنچ چکی ہے ۔ اور اب میں اپنی زندگی کے سب سے یادگار لمحہ کا ذکر کرتی ہوں ۔ پرسوں میں پھر کا ڈمیس سے گرجا میں ملی ۔ کیونکہ اس وقت تک میرے نزدیک اس کا یہی نام تھا ۔ اس موقعہ پر اس نے کہا ۔ میری رائے میں آئندہ یہ خفیہ ملاقاتیں جاری نہ رہینگی ۔ کیونکہ ایک رات پہلے اس نے تمہیں ۔ پیاری زورستہ کے سرے پر کھڑے ہوئے دیکھا تھا ۔ اس وقت اس نے کہا ۔ اگر میں ایک خاص بات تم پر ظاہر کر دوں ۔ تو کیا تم اسے سننے کو تیار ہو ؟ وہ ایک راز ہے جس کا انکشاف اب ضروری ہو گیا ہے ۔ میں ڈر گئی ۔ اور میں نے التجا کی کہ جو بات ہو فوراً صاف صاف کہہ دو ۔ اس پر اس نے کہا ۔ کہ میں تم سے زمانہ گزشتہ کی ایک داستان بیان کرتا ہوں جس سے تم آج تک بے خبر ہو ۔ اس کے بعد اپنا نام ظاہر کئے بغیر اس نے وہ سارا قصہ بیان کیا کہ کیونکر ایک شخص وائیکونٹ ڈیلام پیارے والد آپ کی مصیبتوں کا باعث ہوا . . . "

" ہاں ۔ ہاں " ایم . والٹنے نے پریشانی کے لہجہ میں قطع کلام کر کے کہا " میں سمجھ گیا اس نے

تم سے کو نسے حالات بیان کیے ۔۔۔"

"آخر اپنی داستان کے خاتمہ پر" کلیرن نے اس بات سے رنجیدہ ہو کر کہ میرے الفاظ اس کے سینہ میں تیر و نشتر کا کام کر رہے ہیں۔ کہا۔ "اس نے یہ بات ظاہر کی۔ کہ میرا ہی نام الفرڈ ڈیلارنج ہے۔"

اس کے بعد تھوڑی دیر سکوت رہا۔ ایم۔ وا لینے اس عرصہ میں گہری فکر کی حالت میں رہے۔ پھر کلیرن نے اس طرح اپنی داستان کا سلسلہ شروع کیا۔

"الفرڈ نے اپنے طرز عمل کے متعلق ساری کیفیت مجھ سے بیان کی۔ اس نے کہا میں قریباً پانچ سال پیشتر فونٹین بلو میں تمہارے والد سے ملا تھا۔ منشا یہ تھا۔ کہ انہیں اپنے باپ کی پُر اسرار موت سے خبردار کر کے ان سے کہوں گا کہ جس حالت میں اس شخص کو جس نے آپ سے بے وفائی اور غداری کی تھی۔ کوہستان ابلیس کی برفانی آندھیوں میں قدرت کے ہاتھ سے عبرتناک سزا مل گئی تو آپ اس کی اولاد سے ناحق کدورت رکھتے ہیں۔ اگر آپ مجھے دوستی کی عزت عطا کرنے کو تیار نہیں تو کم از کم معافی دینے سے تو انکار نہ کریں۔ مگر آپ نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ اور وہ غمگین و افسردہ ملول و محزون وہاں سے رخصت ہوا۔ اس کے بعد چند سال کا عرصہ گذر گیا۔ اس عرصہ میں اس نے ممالک غیر کی سیاحت کی۔ اور اسی سلسلہ میں ملک چین میں بھی گیا۔ اس موقعہ پر اس نے کوہستان پرینیز اور جنوب فرانس کا پیدل سفر لیا۔ اور اسی دوران میں چند ماہ پیشتر اس مقام پر آیا۔ اس پرانے مکان کو دیکھ کر اس نے محض رفع استعجاب کے لئے لوگوں سے اس کی نسبت استفسار کیا۔ تو معلوم ہوا۔ اس میں ایم۔ دالینے اپنی اکلوتی بیٹی کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ ہم لوگ ہی اس میں آباد ہیں۔ مکان کے آس پاس پھرتے ہوئے اس نے آپ کو اور اس کے بعد مجھے بھی دیکھ لیا۔ اپنی بعد کی ملاقاتوں میں اس نے"

کلیرن نے شرماتے ہوئے کہا۔ "بارہا مجھے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ مجھے پہلی بار دیکھ کر ہی اس کے دل میں وہ کشش پیدا ہو گئی تھی۔ جس نے بتدریج سچی محبت کی صورت اختیار کر لی۔ اس کے بعد ایک روز جب میں بے خبری میں کھڈ کے اندر گر گئی۔ تو اس نے اپنی جان کی پروا نہ کر کے مجھے بچایا۔ اس کا حال میں پیشتر تفصیل کے ساتھ بیان کر چکی ہوں۔ اس وقت سے اس کو ایسی محبت ہو گئی کہ اس نے مجھ سے شادی کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ مشکل یہ تھی کہ وہ اپنا اصلی حال مجھ سے نہ کہہ سکتا تھا۔ پس اس نے سوچا کہ اگر میری محبت کے جواب میں دوسری طرف بھی محبت پیدا ہو گئی۔ یعنی اگر اسکی کشش نے میرے دل کو بھی اسکی طرف کھینچ لیا۔ تو پھر آپ یقیناً اپنی بیٹی کی راحت

کے مزاحم نہ ہوں گے۔ اپنے آپ کو پردہ راز میں رکھنے کے لئے اس نے یہ قصہ اختراع کیا۔ کہ میں
ایک سیاسی پیچیدگی کی وجہ سے پوشیدہ رہنا چاہتا ہوں۔ اور اسی غرض سے اپنا اصلی نام
ظاہر نہ کرتے ہوئے ایک فرضی نام جو سب سے پہلے اسے یاد آیا۔ لے دیا۔ بہرحال یہ قصہ محض اس
لئے اختراع کیا گیا تھا۔ کہ میرا اطمینان ہو جائے۔ اور میں اس بارہ میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ
کروں کہ وہ کیوں اس واقفیت کو آپ سے پوشیدہ رکھنے پر زور دیتا ہے۔ یہ سب باتیں ایڈورڈ
ڈیلارم نے پرسوں رات مجھ سے گرجا میں کہی تھیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انہیں سن کر میرے دل
میں کیا کیا خیالات پیدا ہوئے۔ مگر یہ بات ابھی طے نہ ہونے پائی تھی۔ کہ اب ایک دوسرے
سے ملنے کی صورت کیا ہو۔ نہ یہ کہ اس کے آئندہ ارادے کیا ہیں۔ کہ اتنے میں دروازہ کھلا
اور مارگریٹ داخل ہوئی۔ داستان کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے میں یہ بھی کہہ دینا چاہتی ہوں
کہ مارگریٹ جیسا اس کی زبانی معلوم ہوا عموماً رات کو گرجا میں عبادت کے لئے آیا کرتی تھی۔
کیونکہ جیسا آپ کو معلوم ہے۔ اس کی مذہب پرستی وہم کی حد تک پہنچی ہوئی ہے...

مختصر یہ کہ مارگریٹ نے اچانک ہم دونوں کو اکٹھا دیکھ لیا۔ ایڈورڈ نے جلدی سے کہا
ہاں اور اسے ایڈورڈ ڈیلارم کو میرے پاس دیکھ کر نہ صرف حیرت بلکہ خوف ہوا کہ میں
نے سلسلہ داستان جاری رکھ کر کہا۔ اس نے فوراً اس بات پر زور دیا کہ وائیکونٹ کو اسی
وقت یہاں سے رخصت ہو جانا چاہیے۔ ایڈورڈ ڈیلارم نے بہت منت کی مگر مارگریٹ بصرار
کہنے لگی کہ اگر آپ فوراً یہاں سے رخصت نہ ہو گئے۔ تو میں بحالت مجبوری آپ کی موجودگی کا حال
ان کے والد سے کہہ دوں گی۔ زیادہ سے زیادہ میں آپ کو یہ رعایت دے سکتی ہوں کہ کل رات
ایک بار پھر یہاں آکر اپنے ارادہ کی نسبت وہ باتیں جنہیں آپ اس وقت بیان کرنا چاہتے تھے
کہہ جائیں۔ ناچار وہ چلا گیا۔ اور میں اکیلی مارگریٹ کے پاس رہ گئی۔ اس پر اس نے مجھے بہت
لعنت ملامت کی اور میرے طرز عمل کو انتہا درجہ ناپسندیدہ قرار دیا۔ میں رونے لگی۔ اور
التجا کی کہ خدا کے لئے مجھ پر ایسی سختی نہ کرو۔ اس پر وہ نرم ہو گئی۔ مجھے محبت سے چھاتی سے
لگا لیا۔ اور کہا کہ ایڈورڈ کا خیال ہمیشہ کے لئے دل سے نکال دو۔ تمہارا اس سے محبت
کرنا گناہ اور جرم ہے۔ کیونکہ تمہارے والد کے دل میں یہ خوفناک شبہ پیدا ہو چکا ہے...
مگر نہیں۔ میں اس بارہ میں مزید تفصیل بیان کر کے آپ کو آزردہ کرنا نہیں چاہتی۔ مختصر یہ کہ
اس کی زبانی سب حال سن کر میں بہت حیران رہ گئی۔ اور بہ مجبوری اس کے کہنے پر عمل کرنا منظور کر لیا

اس نے مجھے ہدایت کی۔ کہ تم الفرڈ ڈیلارم کے نام ایک آخری خط لکھ دو۔ کہ آج سے ہم دونوں کے تعلقات منقطع ہوتے ہیں۔ صرف اس شرط پر میں اس واقعہ کا تمہارے والد سے ذکر نہ کروں گی۔ میں نے ایک خط لکھ دیا۔ اور مارگرٹ اسے اپنے ہاتھ سے گرجا میں رکھ آئی۔ کہ جب الفرڈ وہاں آئے۔ تو اسے مل جائے۔ مارگرٹ نے خود اس سے ملنا پسند نہیں کیا۔ اور یہ معلوم کرنا بھی ضروری نہ سمجھا کہ اس کے آئندہ ارادے کیا ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتی تھی کہ یہ ارادے خواہ کچھ ہوں۔ ان کی تکمیل بہرحال غیر ممکن ہے۔"

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ الفرڈ ڈیلارم ہی تھا جسے کل رات میں نے ربے یارڈ پر چلتے دیکھا تھا۔" ایم۔ والینے نے کہا۔ "اور وہی تھا جسے آپ نے "زو" کی طرف اشارہ کرکے "مختلف موقعوں پر دیکھا ہے۔"

کلیرین نے باپ کے الفاظ پر کسی طرح کی رائے زنی کرنے یا کوئی سوال پوچھنے کے بغیر سلسلہ داستان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اب پیارے والد سب حال سننے کے بعد کیا آپ میرا قصور معاف کرسکتے ہیں؟ آپ نہیں جانتے جس وقت اپنے کمرہ میں آپ نے مجھے الفرڈ ڈیلارم سے ملنے کی ممانعت کی تھی تو میرے دل کو کتنا بھاری صدمہ ہوا تھا۔ جی چاہتا تھا۔ کہ وہیں آپ کے قدموں میں گر کر سب حال کہہ دوں۔ مگر جرات نہ ہوئی۔ بہرحال میں پھر پوچھتی ہوں۔ کیا اب آپ میری خطاؤں سے درگذر منظور کرسکتے ہیں؟"

"عزیز بیٹی" ایم۔ والینے نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا "میں تم کو معاف کرتا ہوں ... تہ دل سے معاف کرتا ہوں۔"

کلیرین فرط محبت سے باپ کے گلے لگ گئی۔ اور تھوڑی دیر تک دونوں آنسو بہاتے رہے نظارہ بہت دردناک تھا۔ اور زو کے دل پر بھی اس کا گہرا اثر ہوا۔

"جاؤ پیاری بیٹی۔ اب اپنے کمرہ میں چلی جاؤ۔" ایم والینے کے منہ سے آخر کار نکلا۔ اور پھر کسی قدر جوش سے انہوں نے کہا "خدا تمہیں برکت دے!"

"مگر کیا آپ مجھے کچھ امید نہیں دے سکتے؟" کلیرین نے پردرد نظروں سے باپ کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا آپ میری تشویش کو حوصلہ افزائی کے ایک لفظ سے رفع نہ کر دیں گے؟ ..."

"سنو کلیرین" اس کے باپ نے قطع کلام کرکے کہا۔ اور اب معلوم ہوتا تھا کہ وہ اضطراب جو

تھوڑی دیر پیشتر اسے محسوس ہوتا تھا۔ پھر اس قصد مصمم میں بدل چکا ہے۔ جو اس کی فطرت کا حصہ بن چکا تھا۔" میں چاہتا ہوں تم اس معاملہ کی بدترین حالت سے فوراً آگاہ ہو کر اس تشویش کو جس کا ذکر کرتی ہو۔ دل سے نکال دو۔ کلیرن میری عزیز بیٹی تم جو رفع شک کے بعد مجھے اور زیادہ عزیز ہو گئی ہو۔ سنو اور یاد رکھو۔ کہ وائیکونٹ ڈیلارم سے تمہاری شادی غیر ممکن ہے۔ بس یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ اور اب خدا تمہارا مددگار رہو!"

آخری الفاظ ایم۔ دالیے نے گہری بھرائی ہوئی آواز سے کہے تھے۔ اس کے بعد ان کے منہ سے ایک لمبی، آہ نکلی۔ کلیرن یاس و حسرت کی تصویر بنی ہوئی تھوڑی دیر چپ چاپ ان کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر بے سدھ ہو کر لیڈی آگسٹین کے بازوؤں میں گر گئی۔ ایم۔ دالیے نے پریشان ہو کر تخلخہ مہیا کیا۔ اور یہ دیکھ کر کہ بیٹی کو ہوش آنے لگا ہے۔ انہوں نے زو کا ہاتھ زور سے دبایا۔ اور کہا "میں جاتا ہوں۔ مجھ سے اس کی حالت دیکھی نہیں جاتی۔ آپ جس طرح ممکن ہو اسے تسلی دیں۔ مگر اتنا آپ بھی یاد رکھیں۔ کہ میرے فیصلہ کی تبدیلی غیر ممکن ہے!"

اتنا کہہ کر ایم۔ دالیے تیز چلتے ہوئے رخصت ہو گئے۔

باب ۔ ۱۰۶

اسرار کہسار

دوسرے دن صبح کے ناشتہ پر صرف ایم۔ دالیے اور زو موجود تھے۔ کلیرن حاضر نہ تھی۔ اور ان دونوں میں سے بھی کسی نے بمشکل کوئی چیز کھائی۔ بہرحال رسمی طور پر تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد ایم۔ دالیے نے زو سے کہا "میں آپ سے بعض اہم معاملوں پر گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تکلیف نہ ہو تو تھوڑی دیر کے لئے میرے کمرہ میں تشریف لے آئیے۔"

زو پہلے یہ دیکھنے گئی کہ کلیرن کو جو فرط غم سے نڈھال تھی۔ کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟ پھر قریباً یاد گھنٹہ بعد ایم۔ دالیے کے کمرہ میں داخل ہوئی۔ وہ اس وقت ہموار قدموں سے ٹہل رہے تھے۔ اور گو صورت سے اضطراب یا پریشانی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ تاہم سنجیدگی کے آثار صاف طور پر نمودار تھے۔ ایم۔ دالیے نے لیڈی آگسٹین کو کرسی پیش کی۔ پھر خود بھی میز کے پاس بیٹھ کر پوچھا "کہئے میری غریب بیٹی کا کیا حال ہے؟"

"صاحب میری رائے اب بھی وہی ہے جو پہلے تھی۔" زو نے جواب دیا "میں نے عرض کیا تھا کہ زد کے دل کو بھاری صدمہ پہنچا ہے جس سے وہ اس وقت تک بحال نہ ہو سکے گی۔ جب تک کوئی خوشخبری اس صدمہ کی تلافی نہ کرے۔ مجھ سے پوچھئے تو غریب لڑکی کی راحت اسفرڈ ولیارم کی ذات سے وابستہ ہے۔ اگر آپ اس کی تکمیل میں مانع آئیں گے تو وہ دل شکستہ ہو کر مر جائے گی۔"

ایم۔ والے کا چہرہ جو پہلے ہی زرد تھا، اور بھیانک ہو گیا۔ اب اس کی رنگت لاش کی طرح نظر آتی تھی۔ معلوم ہوتا تھا زندگی کا خون جسم میں باقی نہیں رہا۔ ہونٹ تک بے رنگ ہو گئے۔ آثار ظاہر کرتے تھے کہ ان کے سینہ میں عظیم جد و جہد ہو رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ یکایک اٹھے اور کمرہ کا دروازہ کھول کر یہ دیکھا کہ باہر تو کوئی نہیں ہے؟ اس بارہ میں ہر طرح اطمینان کر کے انہوں نے پہلے باہر کا اور پھر اپنے کمرہ کا دروازہ جو عموماً کھلا رہتا تھا بند کر لیا اور اس کے اندر سبز پردہ بھی لٹکا دیا۔

پھر زد سے مخاطب ہو کر کہنے لگے "لیڈی آکسٹون آپ خوف زدہ نہ ہوں۔ در اصل میں ایک ایسے معاملہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جو آج تک پردہ راز میں تھا۔ اور جس کے متعلق ضروری ہے کہ کوئی اسے سن نہ لے۔"

زد چونکہ بڑی مستقل مزاج عورت تھی۔ اس لئے وہ ڈری تو نہیں۔ مگر ایم۔ والے کے چہرہ کی وحشت دیکھ کر کسی قدر مضطرب ضرور ہو گئی۔ ایم۔ والے دروازہ بند کر کے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ اور ذرا آگے جھک کر ایسی آواز میں جو خوفناک اور کھوکھلی تھی۔ انہوں نے کہا "جو بات میں اب آپ سے کہتا ہوں وہ بات آج تک کسی پر ظاہر نہ کی گئی تھی۔ اور آپ سے بھی میں یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔ میں اس وقت عجیب کشمکش و پیچ کی حالت میں ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ بے شک میرا دل قوی ہے اور میں آسانی سے گھبرانے والا نہیں ہوں مگر واقعات کی تیزی رفتار نے میرے دل کو کچھ کی طرح کمزور کر دیا ہے۔ لیڈی آکسٹون آپ کلیرن کی سہیلی اور نیک دل خاتون ہیں۔ آپ میں وہ جوہر انسانی موجود ہیں۔ جن پر کسی عورت کو بجا طور پر ناز ہو سکتا ہے۔ اس لئے جو بات میں نے کسی اور سے نہ کہی تھی۔ وہ آپ سے کہتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ معاملہ کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچ کر میری مشکلات کو حل کرنے کا مشورہ دیجئے۔"

تاہم ہوالنے چپ ہو گئے۔ اور زو بھی کچھ جواب نہ دے سکی۔ وہ گہرے تعجب کے ساتھ
ان کے بیان کی تفصیل کا انتظار کر رہی تھی۔

"سب سے پہلے" ایم ہوالنے نے کہا "میں آپ کو اس خط کے مضمون سے آگاہ کرنا ضروری
سمجھتا ہوں جو کل رات الفریڈ ڈیلام نے مجھے دیا تھا۔ یہ خط میری بدنصیب بی بی نے کیارین
کی ولادت کے بعد الفریڈ کے باپ کو لکھا تھا۔ اس کے انداز تحریر سے معلوم ہو گیا کہ گو ان کی
ناجائز نسبت کچھ عرصہ پہلے سے قائم تھی۔ تاہم اس نے اس خط کی تحریر سے صرف چند دن پیشتر
مجرمانہ صورت اختیار کی تھی اس بارہ میں خط کی شہادت ہر لحاظ سے مکمل ثابت ہوئی۔ اور کل
رات مجھے بار اول اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ کیارین میری ہی لخت جگر بیٹی ہے۔ اس سے
ایک رکاوٹ جو اس کی اور الفریڈ ڈیلام کی شادی میں حائل تھی۔ رفع ہو گئی۔ مگر ایک اور باقی
ہے۔ اور وہ اس وقت مشکل ہے۔ اسی کے متعلق میں اس وقت آپ سے مشورہ لینا چاہتا ہوں"

"مگر وہ دوسری رکاوٹ کونسی ہے" زو نے فکرمند لہجہ میں پوچھا۔

"میں عرض کرتا ہوں" ایم ہوالنے نے کہا "آپ میری زندگی کے ابتدائی حالات سے واقف
ہیں۔ اس لئے تمہید کے اعادہ کی حاجت نہیں پس میں اس زمانہ کا ذکر کرتا ہوں جب مجھے وقتاً
اپنی بی بی کی بے وفائی کا علم ہوا۔ وہ جیسا آپ نے سن لیا ہے۔ ذلت و رسوائی کی تاب نہ لا کر
شدت رنج و الم سے دل شکستہ ہو کر مر گئی۔ مگر وائیکونٹ ڈیلام... وہ بے وفا غدار دوست جو
ان تمام مصیبتوں کا باعث تھا میرے انتقام سے ڈر کر بھاگ نکلا۔ میں نے اس کی بے وفائی کی خبر
پاتے ہی ایک دوست کی معرفت اسے ڈوئل کا پیغام بھیجا تھا۔ اور میرا مصمم ارادہ یہ تھا کہ اگر اس
مقابلہ میں ہم دونوں مارے جائیں تو بہتر۔ ورنہ کم از کم ایک کو ضرور ہلاک ہونا پڑے گا لیکن جیسا میں
نے بیان کیا ہے۔ وائیکونٹ بھاگ گیا۔ اور میرے انتقام کی پیاس قائم رہی۔ میرے دل میں
وہ آگ بھڑک رہی تھی۔ جسے اس شخص کا خون ہی بجھا سکتا تھا۔ خدا جانتا ہے۔ اس وقت
تک مجھ میں نہ اتنا جوش تھا۔ نہ غصہ۔ وحشیانہ خیالات اگر واقعی میرے اندر موجود تھے۔ تو
وہ اس وقت تک دبے ہوئے تھے۔ مگر جب سے معلوم ہوا کہ اسی دوست نے جسے میں جان
کی طرح عزیز سمجھتا تھا۔ مجھ سے شرمناک بے وفائی کی ہے۔ تو میری روح اتنی بے چین ہو گئی کہ
اس کا اضطراب بلا انتقام رفع ہونا غیر ممکن تھا۔ پس میں اس بات کا عہد مصمم کر چکا تھا۔ کہ اس
کی جان لئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ مجھے وائیکونٹ کا سراغ کس طرح ملا۔

بہرحال یہ خبر پاتے ہی کہ وہ کدھر گیا ہے۔ میں نے بھی سرزمین اٹلی کی سکونت کا ارادہ کر لیا۔ اپنی شیر خوار بیٹی کلیرین اور خادمہ مارگرٹ کو ساتھ لے کر میں اٹلی کو روانہ ہوا۔ بارہا میرے دل میں خیال آتا۔ کہ جب یہ لڑکی میری اولاد نہیں تو دل میں اس کی محبت کیوں ہے؟ کیوں میں اسے اپنی بی بی کی بے وفائی کا ثبوت سمجھ کر پرے نہیں پھینک دیتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جب میں کلیرین کی بھولی صورت دیکھتا۔ تو دل جذبۂ محبت سے موم ہو جاتا۔ اور ہر طرح کے شبہات کے باوجود میں اس سے سختی کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ شاید یہ قدرت کی آواز تھی۔ جو آہستہ آہستہ میرے دل میں بیٹی کی محبت قائم رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ بہرحال کل رات ثابت ہو گیا کہ وہ میری ہی اولاد ہے جس کے لئے میں قادر مطلق کا صد ہزار شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ الٰہی اگر میں اس معصوم کو اپنے سے جدا کر دیتا۔ اور اس کی پرورش نہ کرتا۔ تو اب یہ ثبوت حاصل ہونے پر کتنی پریشانی ہوتی۔ مگر شکر ہے میں کم از کم اس جرم کا مرتکب نہ ہوا۔"

ایم والے ان الفاظ کو کہتے ہوئے پہلے زور سے کانپے۔ پھر ان کے چہرہ پر آثار تفکر نمودار ہوئے۔ میں بھی اس خیال سے کانپ گئی۔ کہ اس داستان کا خوفناک حصہ اب شروع ہوا چاہتا ہے۔

"خیر جیسا میں نے بیان کیا ہم لوگ سفر پر روانہ ہو گئے۔" ایم۔ والے نے تھوڑے تامل کے بعد کہا "جہاں قیام ہوتا میں بڑی تندہی سے اپنے دشمن کی خفیہ تحقیقات کرتا۔ اس کی تلاش میں گھنٹوں آوارہ پھرتا اور مارگرٹ میری اس بادیہ پیمائی کو میرے اضطراب و انجذاب سے منسوب کرتی۔ حالانکہ در اصل میں اپنے دشمن کے تعاقب میں تھا۔ جس طرح ممکن ہوا اس کا کھوج لگاتا۔ میں کوہ سینٹ برنارڈ میں جو کوہستان الیپس کا وہ حصہ ہے۔ جہاں سے اٹلی کی خوشگوار سرزمین شروع ہوتی ہے۔ پہنچا۔ ہم لوگ اس پہاڑ کی خانقاہ میں پہنچ گئے۔ مگر اس کے آگے وائیکونٹ کا سراغ ملنا مشکل ہو گیا۔ میں نے راستہ میں معلوم کیا تھا۔ کہ وہ اس پہاڑ کی طرف روانہ ہوا۔ مگر خانقاہ کے منتظموں نے بیان کیا کہ اس نام یا حلیہ کا کوئی آدمی یہاں نہیں آیا۔ میں گھنٹوں اس برفستان میں اکیلا پھرتا رہا۔ وفادار مارگرٹ کے دل میں کئی طرح کے اندیشے پیدا ہوتے تھے۔ مگر مجھے ان کی پروا نہ تھی۔ کوہستان الیپس کی بلندیوں پر اپنے دشمن کی تلاش میں میں صدہا خطرات کا اس بے باکی سے مقابلہ کرتا تھا جیسے شکاری پہاڑی ہرن کے تعاقب میں کیا کرتا ہے۔ کئی دن گذر گئے۔ مگر میرے دشمن کا کچھ سراغ نہ ملا

حتیٰ کہ ایک دن قبل دوپہر جب شدت کی برف گر رہی تھی میں نے ایک تنہا سوار کو ایک عمودی ڈھلوان پر گھوڑا چلاتے دیکھا۔ اور فوراً پہچان لیا کہ یہی میرا جانی دشمن وائیکونٹ ڈیلارم ہے جس کی تلاش میں کئی روز سے سرگرداں تھا۔"

اتنی داستان سن کر زرد کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ اور وہ کانپ کر کہنے لگی۔ "ایم۔ وائیلنے خدا کے لئے آگے بیان نہ کیجئے۔ میں نہیں جانتی آپ کی داستان کا انجام کیا ہے۔ مگر جس قدر حصہ سن چکی ہوں۔ اسی سے رونگٹے کھڑے ہو رہے ہیں۔"

"لیڈی آکیٹوین" ایم۔ وائیلنے نے مری ہوئی آواز سے جواب دیا۔ "تھوڑی دیر صبر کیجئے آپ کا سارے حالات سے خبردار ہونا لازم ہے۔ کیونکہ تبھی آپ مجھے آخری فیصلہ قائم کرنے میں مدد دے سکیں گی۔ میں اب آپ سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ ممکن ہے آپ کو اپنے قیاسات میں غلط فہمی ہو۔ اور آپ صحیح رائے قائم نہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ داستان بہت کم باقی ہے۔ اور میں اسے فوراً ختم کئے دیتا ہوں۔"

"نہیں۔ نہیں۔ رہنے دیجئے۔" زرد نے گھبرائے ہوئے لہجہ میں کہا۔ مگر اس کی آواز ایم وائیلنے کی آواز سے بھی ہلکی تھی۔

لیڈی آکیٹوین کی ہلکی مزاحمت کی پروا نہ کر کے ایم۔ وائیلنے نے سلسلہ داستان جاری رکھا اور کہا۔ "بادل گھرے ہوئے اور زور کی برف باری ہو رہی تھی۔ اور اس حالت میں تنہا سوار بدستور آگے چلا آ رہا تھا۔ جب تک وہ پاس نہیں آیا۔ میں چھپ کر کھڑا رہا۔ اس کے بعد اچانک اس کی طرف منہ پھیر لیا۔ میری اس حرکت سے گھوڑا بدکا اور وائیکونٹ زمین پر گر گیا۔ اس کے بعد جو نظارہ دیکھنے میں آیا۔ بڑا خوفناک تھا۔ گھوڑا بے قابو ہو کر چند قدم ہٹا۔ اور اچھل کر گہری کھڈ میں گر گیا۔ اس ہولناک گہرائی میں گرتے ہوئے اس کے منہ سے جو چیخ نکلی۔ وہ صدمہ انسانوں کی تنہائی اذیت کی آواز سے مشابہ تھی۔ گھوڑے کی پروا نہ کر کے میں جھپٹ ڈیلارم کی طرف بڑھا۔ جو ابھی تک برفانی زمین سے اٹھنے نہ پایا تھا۔ اپنا گھٹنا اس کی چھاتی پر ٹیک کر میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کے گلے کو مضبوط پکڑ لیا۔ لیڈی آکیٹوین اس وقت میرے اندر اس جذبہ نے ایک [illegible] کی طاقت پیدا ہو گئی تھی۔ انگلیاں خود بخود دشمن کے گردن پر [illegible] کی طرح گڑ رہی تھیں۔ ڈیلارم نے بہت جد و جہد کی۔ مگر اس کی حالت اس چوہے کی طرح تھی۔ جو کسی بلی کی گرفت میں ہو۔ [illegible] تک نہیں ہم دونوں میں وہ جنونی کیفیت زیادہ [illegible]۔ قوی ہیکل [illegible] کا [illegible] تھا

مگر جوش انتقام نے میری طاقت کو نامعلوم حد تک بڑھا دیا تھا مجھ میں اس وقت وہ قوت تھی جس کا مقابلہ کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ واقعی اس وقت میرے دماغ میں نار جہنم مشتعل تھی۔ اس کے چند منٹ بعد میری گرفت خود بخود ڈھیلی ہو گئی۔ اور میں نے خوف زدہ ہو کر دیکھا کہ وائیکونٹ کے جسم نے ہر قسم کی جدوجہد ترک کر دی۔ اب اس کے منہ سے وہ آخری آواز جو حالت نزع میں سنی جاتی ہے نکلی۔ اس کے چند سکنڈ بعد جسم بے حرکت ہو گیا۔ اور میں لیڈی آکٹیوین۔ کوہستان ایلپس کے اس ویرانہ میں خون آلود ہاتھوں کو دیکھتا تنہا رہ گیا!

زد بھوڑی دیر حالت خوف سے ایم۔ والینے کے بھیانک چہرہ کو دیکھتی رہی۔ وہ فرط ہیبت سے بت کی طرح بے حرکت بیٹھی تھی۔ وریدوں میں خون جم گیا۔ لب کھل کر رہ گئے۔ سینہ کی حرکت بند ہو گئی۔ اور حالت تشویش میں سانس تک آنا رک گیا۔

"بس لیڈی آکٹیوین" ایم۔ والینے نے مری ہوئی کھوکھلی آواز سے کہا "اب آپ کو میرا راز معلوم ہو چکا۔ میں نے اس امید پر اسے آپ پر ظاہر کیا ہے کہ میری طرح وہ آپ کے سینہ میں بھی محفوظ رہے گا۔ مجھے اپنے دشمن سے جو انتقام لینا تھا سے لیا۔ اور گو اس جرم سے پہلے میں اپنی مٹی ہوئی راحت اور تباہ شدہ عزت کا بدلہ لینے کو ہر طرح کے خوفناک فعل کے لئے آمادہ تھا۔ اور گو جو کچھ میں نے کیا۔ اسے بھی ہر منصف مزاج آدمی واجب و مناسب قرار دے گا۔ تاہم مجھ سے پوچھئے۔ تو جب سے میں نے وہ جرم کیا ضمیر ہر وقت مجھے ملامت کرتا رہا ہے۔ اب مجھے اپنی داستان کا بہت کم حصہ بیان کرنا ہے۔ وائیکونٹ کی لاش پر جو کاغذات ملے۔ وہ سب میں نے اپنے پاس رکھ لئے۔ اور لاش کو کھینچ کر اس مقام پر ڈال دیا۔ جہاں برف تیزی سے جمع ہو رہی تھی۔ تھوڑی دیر میں اس بدنصیب کی لاش قدرت کے اپنے تیار کئے ہوئے سپید کفن میں لپٹی ہوئی نظر آنے لگی۔ اور مجھے اطمینان ہو گیا کہ یہ راز ہر طرح محفوظ رہے گا۔ واقعہ میں اسی طرح ہوا۔ کیونکہ اس کے کئی سال بعد خانقاہ کے ایک کتے نے لاش کو اس کی برفانی قبر سے نکالا۔ اور اس کے بھی کئی سال بعد مارشنس اور رالفرڈ کو وائیکونٹ کی موت کا علم ہوا۔ باپ کی موت سے واقف ہو کر ایک دن میرے پاس فونٹن بلو میں آیا۔ اور مجھے جس واقعہ سے واقف پایا کر پہلے وائیکونٹ کی موت کی خبر بیان کی۔ پھر یہ کہہ کر معافی کا طلب گار ہوا کہ آئندہ ان دو گھروں میں پھر آشتی اور مصالحت قائم ہونی چاہئے۔ میرے باپ نے جو گناہ کیا تھا اس کی سزا اسے بعد مرگ مل رہی ہے گی۔ بہرحال اس واقعہ کی یاد کو برقرار رکھنا نا ممکن ہے۔ آپ کی

خاطر آپ کا عتاب مجھ پر نازل نہ ہونا چاہئے۔ میں نے اسکی باتوں سے معلوم کیا کہ اُسے اپنے باپ کی ہلاکت کا صحیح حال معلوم نہیں۔ پھر بھی میں ڈر گیا۔ کیونکہ سچ جانیے ضمیر ہی انسان کو دلیر یا بزدل بناتا ہے ....“

اس کے بعد تھوڑی دیر پھر سکوت رہا۔ زو اس لیے چُپ تھی کہ وہ اس پُرخوف داستان کو سُن کر خوف زدہ ہو گئی تھی۔ آخرکار رایم۔ والسنے نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔

”میں نے الفرڈ ڈیلارم سے دوستانہ تعلق قائم کرنا منظور کر دیا۔ نہ اس لئے کہ مجھے اس سے نفرت تھا۔ بلکہ محض اس لیے کہ اس شخص کو دیکھنا گوارا نہ ہو سکتا تھا۔ جس کی صورت میری نظروں میں اس کے باپ کی موت کا نظارہ تازہ کرتی تھی۔ ساتھ ہی یہ شک بھی روح فرسا تھا کہ شاید اس کی اور کلیرین کی رگوں میں ایک ہی خون بہتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ میں ان میں تعلق پیدا ہونے کے خیال سے ڈرتا تھا۔ پس کسی طرح اس سے نجات پانے اور آئندہ اسے دور رکھنے کے خیال سے میں نے اس کی مصالحانہ کوششوں کا جواب سختی سے دیا۔ جس سے وہ مایوس و ملول ہو کر چلا گیا۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد میں کلیرین کو ساتھ لیکر وہاں سے چل دیا۔ ارادہ تھا کہ پرینیز کے پہاڑوں یا کیٹیلونیا کے جنگلوں میں کہیں زندگی کے باقی دن گذار دوں گا۔ مگر یہاں آیا۔ تو یہ مکان ہر لحاظ سے حسب منشا معلوم ہوا۔ میں نے سوچا ہم باپ بیٹی اسی جگہ سکون و تنہائی کی زندگی بسر کر سکیں گے۔ مگر خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ الفرڈ ڈیلارم کے قدم خود بخود اس طرف اُٹھ گئے اور وہی بات جس سے بچنے کی میں نے اتنی کوشش کی تھی۔ نامعلوم طریقہ پر ظہور میں آ گئی یعنی اس کی کلیرین سے ملاقات ہوئی۔ اور دونوں میں محبت کا رشتہ قائم ہو گیا۔“

ایک مختصر وقفہ کے بعد ایم۔ والسنے نے اپنی داستان کو ان لفظوں میں ختم کیا۔

”جیسا میں نے پیشتر بیان کیا تھا۔ ان کے تعلق کی ایک بڑی رکاوٹ دور ہو چکی ہے۔ میں اس چٹھی سے جو الفرڈ ڈیلارم کو غالباً اپنے آبائی مکان میں باپ کے کاغذات میں ملی تھی۔ یا ممکن ہے مارسنس نے اس کے لئے چھوڑی ہو۔ کیونکہ وہ اس سے اپنی اولاد کی طرح محبت کرتی تھی۔ ثابت ہو گیا ہے کہ میری بی بی کلیرین کی ولادت تک گنہگار نہ ہوئی تھی مگر اس رکاوٹ کے مٹ جانے پر بھی یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں الفرڈ ڈیلارم کو فرزندی میں قبول کروں۔ کس طرح وہ ہاتھ جس نے اس کے باپ کی جان لی تھی۔ محبت سے اس کو پیش کروں؟ لیڈی اکسیٹرن میں نے سب حال پوری تفصیل سے بیان کر دیا۔ اب مجھے

میں کیا کر سکتا ہوں؟ اگر آپ کوئی معقول تجویز پیش کریں۔ تو میں بے شک اس پر عمل کروں گا۔ مگر یہ خوفناک راز۔۔۔"

"اطمینان رکھئے کہ ہر طرح محفوظ رہیگا۔" زو نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "آپ کی داستان کے خوفناک حصہ پر میں کچھ رائے دینا نہیں چاہتی۔ مگر کلیرین اور وائیکونٹ کے معاملہ میں میرا مشورہ صاف ہے۔ یعنی اگر آپ انہیں ایک دوسرے سے جدا رکھنے پر اصرار کریں گے۔ تو یاد رکھئے آپ ان کی راحت کو اپنے۔۔۔"

"میں سمجھا۔" ایم۔ والینے نے جلدی سے کہا۔ "آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ اس صورت میں ان کی راحت میرے جرم پر قربان ہوگی۔ بے شک آپ کا خیال صحیح ہے اور میں مانتا ہوں کہ مجھے ایسا خود غرض نہ بننا چاہئے۔"

"واقعی اس وقت آپ کو انتہائی ایثار کا ثبوت دینا لازم ہے۔"

"بہت اچھا۔ اسی طرح ہوگا۔" ایم۔ والینے نے کہا۔ "غریب کلیرین! اس نے میری خطاؤں کا پہلے ہی بہت خمیازہ اٹھایا ہے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تھوڑی دیر ناہموار قدموں سے ٹہلنے لگا۔ اسکی کمر جھکی ہوئی اور عمر اصل سے دس سال زیادہ نظر آتی تھی دفعتاً لیڈی آکلیٹین کے سامنے کھڑا ہو کر اس نے کہا۔ "بہتر ہے۔ میں ان کی شادی منظور کرتا ہوں۔ چلئے کلیرین کو یہ خبر سنا دیجئے کہ شادی کی رسم بہت جلد ادا ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد میں۔۔۔ کسی دور دراز ملک میں جا کر اپنی زندگی کے باقی دن گمنامی کی حالت میں بسر کروں گا۔"

زو کو اس بدنصیب شخص کی حالت دیکھ کر جس کا جرم ایک خوفناک مجبوری سے تعلق رکھتا تھا۔ بہت رحم آیا۔ چنانچہ جب وہ کمرہ سے باہر نکلی۔ تو اس کے رخساروں پر آنسوؤں کے قطرے بہ رہے تھے۔ بدقت اپنے جذبات کو فرو کر کے وہ کلیرین کے کمرہ میں گئی۔ اور اسے بھی مژدہ جانفزا سنایا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ ایم۔ والینے کا خوفناک راز اس کے سینہ میں محفوظ رہا۔ اور اس بارہ میں اس نے کلیرین سے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ کلیرین نے جب یہ خوشخبری سنی۔ تو اس میں از سر نو جان آگئی۔ خوشی سے چہرہ تمتمانے لگا۔ اور وہ جھٹ تازہ دم سنگھار کے خیال سے کپڑے پہننے لگی کہ جب عاشق جانباز ایم۔ والینے کا فیصلہ سننے آئے اسے ملنے کو تیار ہو۔

باب ۱۰۷

شیطان گھات میں

ستمبر کا مہینہ اور شام کا وقت تھا۔ دن بھر کی تیز گرمی کے بعد سرشام ہوا کے سرد جھونکے چلنے لگے تھے۔ اور مہارانی اندرا اپنے اس خوشنما بنگلہ کے باغ میں جو ناٹنگ ہل اور بیزواٹر کے پاس واقع تھا۔ تنہا سیر کر رہی تھی۔ سکینت وسکون کی حالت نے اس کے دل میں زندگی کے گذشتہ واقعات کی یاد تازہ کر دی۔ جس سے وہ فکر مند نظر آتی تھی۔

اس کا دیدہ زیب لباس نیم مغربی۔ نیم مشرقی وضع کا بنا ہوا تھا۔ اس کے بعض حصوں کی ارغوانی رنگت ظاہر کرتی تھی۔ کہ اب تک سوگ میں ہے۔ شلوار کی جگہ مغربی نمونہ کی کھلی سکرٹ گلے میں براق اطلس کا خفتان اور زیریں پارچات کی خیاطت بھی مشرقی نمونہ تھی۔ اس کے لمبے سیاہ بال پس پشت کمر کے نیچے تک لٹکے ہوئے تھے۔ اور وہ آہستہ چلتی باغ کی سیر کرتی پھر رہی تھی۔

جیسا ہم نے بیان کیا۔ اندرا کے چہرہ سے کسی قدر افسردگی ظاہر ہوتی تھی۔ گو صحیح طور پر اس کو غم کا نشان بھی نہیں سمجھا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے خیالات میں رنج و راحت کی ایک عجیب آمیزش پائی جاتی تھی۔ ایک طرف باپ کی موت کا صدمہ اور دوسری جانب کلیمنٹ ریڈکلف کی محبت کی خوشی تھی۔ کسی گہری فکر میں آہستہ چلتی ہوئی وہ تھوڑی دیر میں اس فوارہ کے پاس جا پہنچی جو وسط باغ میں بنا ہوا تھا۔ اور اس جگہ آب مصفا کے بہاؤ کو دیکھتے ہوئے اپنے خیالات کی الجھن میں چپ چاپ کھڑی ہو گئی۔

پس پشت تھوڑے فاصلہ پر درختوں کے جھنڈ میں چھپا ہوا ایک آدمی کا خوفناک چہرہ اس کی طرف گھور رہا تھا۔ اس بارہ میں کسی طرح کی رازداری کو بے ضرورت سمجھتے ہوئے ہم فوراً بیان کر دیتے ہیں کہ یہ شخص برکر کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ مگر اس وقت اس نے جس صفائی سے بھیس بدلا ہوا تھا۔ اس کی بدولت موجودہ حالت میں اس کی صورت بالکل پہچانی نہ جاتی تھی۔ سر پر ڈیوک آف بارچ مونٹ کی دی ہوئی گھومے ہوئے بالوں کی ٹوپی اور چہرہ اسی کے مہیا کردہ عرق سے رنگا ہوا تھا۔ آنکھوں پر چشمہ گلے میں عمدہ لباس اور بناوٹی مونچھوں سے بالائی ہونٹ کا عیب بالکل پوشیدہ تھا۔ مختصر یہ کہ اسکی عام حیثیت ہر لحاظ سے اچھی تھی۔ اور وہ بھاری ڈنڈا بھی جسے ہر وقت اپنے ہاتھ میں رکھا کرتا تھا۔ اس وقت اس کے

پاس نہ تھا۔ اس کامل تبدیل ہیئت کے بھروسہ نے لندن کو جہاں پولیس اس کی تلاش میں سرگرداں تھی۔ واپس آنے کی جرأت کی۔ اور یہاں آکر سب سے پہلا کام جو کیا وہ چھپ کر مہارانی اندرا کے بنگلہ میں پہنچنا تھا۔

اپنے خیالات کی محویت میں مشرقی نازنین کو بالکل معلوم نہ تھا۔ کہ ایک خوفناک آدمی جو اس کے خلاف بدترین منصوبے رکھتا ہے۔ مجھ سے اتنا قریب چھپا ہوا کھڑا ہے۔ نہ یہی معلوم تھا کہ اس سیاہ کار شیطان کے دل پر جس کے برابر بدسرشت۔ بدباطن روئے زمین پر کوئی نہیں۔ میری خوبصورتی کس خوبی سے اپنا اثر ڈال رہی ہے حالانکہ امر واقعہ یہی تھا کہ پکر جو سخت وحشی تندمزاج اور اتنا سنگدل تھا کہ جذبات لطیف اس پر خفیف تر اثر پیدا نہ کر سکتے تھے۔ اس وقت وہ کیفیت محسوس کر رہا تھا۔ جو اس کے لئے بالکل نئی تھی۔ حسن کامل کا ایسا دلکش نمونہ پیشتر کبھی اس کے دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ آج اول مرتبہ اس نے معلوم کیا کہ موزوں خط و خال۔ گلپاش چہرہ چمکتی ہوئی آنکھیں۔ کمان ابرو۔ بلند پیشانی۔ دراز قامت۔ غرض جمال دلفریب اور ادائے جانستاں کا وہ دلکش مجموعہ جو اندرا کی ذات میں ایک عجب شان حسن و رعنائی پیدا کرنے کا ذریعہ تھا۔ کیا اثر رکھتا ہے۔ آج اپنی عمر میں پہلی بار اس شوریدہ سر وحشی نے بھی محسوس کیا۔ کہ حسن میں وہ زبردست طاقت ہے جو اپنے اثر سے پتھر کے دل کو اسی طرح موم کر دیتی ہے۔ جیسے اُفق مشرق سے نکلے ہوئے آفتاب کی کرنیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف کو گلاتی ہیں۔ مشرقی حسینہ اس کی نظروں میں عورت سے زیادہ ایک دیوی کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس کے انداز نہ صرف دلکش اور دلفریب بلکہ پرشکوہ اور مرعوب کرنے والے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ایک بار تو اس سیاہ باطن بدمعاش کے جی میں بھی آئی کہ دوڑ کر اس کے قدموں میں گر جاؤں۔ اور اس کے خلاف برے خیالات کو دل میں جگہ دینے کے لئے معافی طلب کروں

اتنے میں اندرا اس کی موجودگی سے بے خبر فوارہ سے اور آگے چلی۔ اور جس وقت برکرنے درختوں کے سایہ میں چھپے ہوئے اس کی قامت دلفریب کو صد ہزار انداز دلربائی سے آہستہ چلتے ہوئے دیکھا۔ تو اس کا دل حسن بے عیب کے اس روح پرور منظر کی دید سے بے چین ہو گیا۔ وہ نامعلوم تحسیات جس کی ماہیت سے وہ آج تک بے خبر تھا۔ زیادہ مضبوط ہوئے۔ اور اس نے محسوس کیا کہ اس وقت میں وہ نہیں ہوں۔ جو آج تک تھا پھر جس وقت اندرا ایک موڑ سے گھوم کر تھوڑی دیر کے لئے نگاہ سے چھپ گئی۔ تو برکر کو بھی ہوش

آیا۔ اور اُس نے اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہا "معلوم نہیں آج مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں اپنے آپ کو بچہ کی طرح بے بس محسوس کرتا ہوں۔ شاید اس لئے کہ میرے ہاتھ میں حسب معمول ڈنڈا نہیں ہے۔ واقعی میری اس وقت کی حالت اس شیر کی طرح ہے جس کے دانت اور ناخن اکھاڑ دیئے گئے ہوں۔ مگر اس میں کبھی شک نہیں کہ عورت غیر معمولی حسین ہے۔ مجھے آج تک معلوم نہ تھا۔ کہ عورت کی خوبصورتی میں اتنی کشش ہوتی ہے۔"

اس وقت اندرا پھر نظر آنے لگی۔ اور اسے دیکھ کر برکر بھی چپ ہو گیا۔ بہر حال نگاہ اس کی دلفریب صورت پر جمی ہوئی تھی۔ اندرا اب اس کی طرف آ رہی تھی۔ اور برکر نے دیکھا کہ اس کے چہرہ سے افسردگی ظاہر ہوتی تھی۔ وہ باپ کی موت یاد کر کے رو رہی تھی۔ دفعتاً اس نے آنسو پونچھنے کو رومال اٹھایا تو برکر اس کے ہاتھ کی نازکی اور خفتان کی ڈھیلی آستین میں ساق سیمیں کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ یکایک اندرا کے دل میں کلیمنٹ رڈکلف کا خیال آیا جس نے لبوں پر تو پر شکن تبسم پیدا کر دیا اور دہن شیریں میں موتیوں کی دو ہموار لڑیاں نظر آنے لگیں اس نظارہ کو دیکھ کر برکر کے دل میں جھرجھری آ گئی۔ خون ابلنے لگا اور قریب تھا کہ حالت جوش میں دوڑ کر اندرا کے قدموں میں گر جاتا۔ اور اپنے فاسد ارادوں کے لئے سچے دل سے معافی طلب کرتا۔ کہ عین اس وقت روش پر کسی کے پاؤں کی چاپ سن کر رک گیا۔

یہ سگونہ تھی۔ جو مہارانی سے ملنے باغ میں آ رہی تھی۔ اندرا کے جمال دلفریب کے بعد برکر نے حسن ملیح کا یہ دلکش نظارہ دیکھا تو اور زیادہ حیرت زدہ ہو گیا۔ اس کے سامنے حسن کامل کے دو مختلف نمونے تھے۔ اور وہ اس بات کا فیصلہ کرنے سے قاصر تھا کہ کسے کس پر ترجیح دے۔ پھر جب دونوں اس کی نظروں کے سامنے رخصت ہوئیں تو دیر تک وہ ان کی چھپتی ہوئی صورتوں کو غور سے دیکھتا رہا۔ اور آخری فیصلہ جو اس نے اپنے دل میں کیا۔ یہی تھا کہ اندرا کے برابر خوبصورت عورت سارے عالم میں کوئی نہیں ہے۔ وہ شخص جس نے اپنی عمر میں ہزارہا جرم کئے اور جو خود انتہا درجے بدصورت اور بدوضع تھا مشرقی حسن کے ان دو لاثانی نمونوں کو دیکھ کر اتنا متاثر ہوا کہ سر پیر کا ہوش نہ رہا۔

خادمہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے اندرا نے کہا "سگونہ کیسے آنا ہوا؟ کیا کوئی خاص خبر لائی ہو؟"

"نہیں سرکار" خادمہ نے عرض کیا "آپ نے حکم دیا تھا کہ جس وقت آپ اکیلی ہوں تو کنیز

دل بہلانے کو آپ کے پاس آجایا کرے . . ."

"وفادار سگونہ!" مہارانی نے خوش ہو کر کہا۔ "مگر کیا بات ہے۔ میں چند دن سے دیکھ رہی ہوں۔ تم بہت افسردہ نظر آتی ہو؟ بار ہا معلوم ہوتا ہے تمہارے خیالات کسی نامعلوم بات پر لگے ہوئے ہیں . . ."

"یہ حضور کی نوازش ہے کہ اس خاکسار کی ایسی دلجوئی کرتی ہیں۔" سگونہ نے انداز معصومیت سے اندرا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "ورنہ میں سچ عرض کرتی ہوں کہ مجھے کسی طرح کی افسردگی نہیں۔ اور یہی بات میں پیشتر بھی عرض کر چکی ہوں۔"

"خیر میں اپنی غلط فہمی کی اصلاح سے بہت خوش ہوں"۔ مہارانی نے کہا۔ "سگونہ مجھے تم سے بے پایاں محبت ہے۔ اور میں جانتی ہوں تم نے آج تک میری خدمات بڑی وفاداری سے انجام دی ہیں مگر کیوں سگونہ" اس نے دفعتاً رُک کر پوچھا۔ "تم اپنے وطن کو واپس جانا تو نہیں چاہتی ہو؟"

"مہارانی کو اچھی طرح معلوم ہے کہ جہاں آپ ہوں وہیں رہ کر میں بھی خوش ہوں۔" خادمہ نے جواب دیا۔

"مگر سگونہ کیا اتنا عرصہ اس ملک میں رہ کر تم اپنا دل بچا کر ساتھ لے جاؤ گی؟" مہارانی نے شوخی سے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

خادمہ گھبرا کر روش کے ایک جانب لگے ہوئے پھول کو توڑنے کے بہانہ سے جھک گئی۔ فیصر سیدھی ہو کر اس نے دوبارہ اپنی مالکہ کے چہرہ کو اسی بھولی نظر سے دیکھا۔ ایک لمحہ کے لیے اندرا کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ خادمہ کا اس طرح یکایک منہ پھیرنا ظاہر کرتا تھا۔ کہ جو لفظ اس نے سرسری کہے تھے۔ ان کا حقیقت میں اس کے دل پر گہرا اثر ہوا ہے۔ مگر سگونہ کی متانت دیکھ کر یہ شبہ فوراً رفع ہو گیا۔

"پیاری سگونہ" مہارانی نے محبت کے لہجہ میں کہا۔ "میں جانتی ہوں تم وطن جانے کو بیقرار ہو۔ مگر وہ وقت دور نہیں کہ ہم دونوں ہندوستان روانہ ہو جائیں گی۔ اور یاد رکھو اس وقت ہم دونو اکیلی نہ جائیں گی۔" اندرا نے کسی قدر شرماتے ہوئے کہا۔ "کیونکہ میں تم سے بیان کر چکی ہوں . . ."

گفتگو بیچ میں رک گئی۔ کیونکہ کرشن اور کرسٹینا سامنے سے ان کی طرف آرہے تھے۔ بہن بھائی کو دیکھ کر سگونہ ایک طرف ہٹ گئی۔ مگر جس وقت وہ تنہا بنگلہ کی طرف جا رہی

تھی۔ اس کی آنکھوں میں عجیب طرح کی بجلیاں چمک رہی تھیں۔ چنانچہ جس وقت اس مقام کے پاس ہو کر گذری جہاں برگر درختوں پر چھپا ہوا کھڑا تھا۔ تو اس کی سیاہ آنکھوں کی غیر معمولی چمک دیکھ کر وہ بھی متعجب ہو گیا۔ اور اس کے دل میں خوف کا نا قابل بیان احساس پیدا ہوا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اندرا بھی کرسچن اور کرسٹینا کے ساتھ بنگلہ میں داخل ہو گئی۔ اور برگر درختوں کے سایہ سے نکل کر ان عجیب احساسات پر تعجب کرتا جنہوں نے اس وقت اس کا بازو نکما کر دیا جب اندرا عین زد میں تھی۔ سڑک کی طرف ہو لیا۔

لیکن ہر چند اندرا کی موجودگی نے اس سیاہ کار کے دل پر عجیب گہرا اثر کیا تھا۔ تاہم اب جس وقت وہ نظروں سے ہٹ گئی۔ تو وہ اثر بھی ہلکا ہونے لگا۔ اس وقت برگر نے اپنے آپ کو ملامت کی۔ کہ میں نے ایسا قیمتی موقعہ ناحق ہاتھ سے کھو دیا۔ اسے اس معقول معاوضہ کا خیال آیا۔ جو اندرا کی ہلاکت سے ملزوم تھا۔ اور ان خطرات کا بھی جو صدر مقام میں رہتے ہوئے ہر وقت پیش آسکتے تھے۔ اس نے ڈیوک کے اس وعدہ کو یاد کیا جس میں اس نے کہا تھا کہ میں اس کام کے ہوتے ہی تم کو اپنے خرچ سے آسٹریلیا یا دنیا کے کسی دور افتادہ ملک میں بھیج دوں گا ان باتوں کی یاد نے اس موذی کے دل میں بے اختیار تاسف پیدا کرنا شروع کیا۔

"یہ فائدے جو اس آسانی سے حاصل ہو سکتے تھے"۔ اس نے اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا۔ "محض اس لئے ہاتھ سے نکل گئے۔ کہ اس کا لباس موزوں اور صورت مطبوع تھی۔ بھلا میرے برابر بیوقوف دنیا میں کون ہوگا۔ بیٹا بار نے اس وقت لاٹھی پاس ہوتی۔ تو سب سے پہلے برگر کی پیٹھ کی خبر لیتا"۔

اس طرح اپنے آپ کو ملامت کرتا وہ افسردہ و غمگین بنگلہ سے رخصت ہوا۔ رات کی تاریکی چاروں طرف پھیلنے لگی تھی۔ اور سڑکوں پر لیمپ روشن تھے۔ آکسفورڈ سٹریٹ میں جہاں تک نظر کام کرتی تھی۔ ان کی دور دبہ قطار نظر آتی تھی۔ برگر اپنے خیالات میں غرق چلا جا رہا تھا کہ ایک آدمی نے پاس آکر کسی محلہ کا پتہ پوچھا۔ وہ اس آواز کو سن کر چونک گیا۔ کیونکہ اسے پہچانتا تھا۔ اور وہ آدمی جو اس وقت اس کے پاس کھڑا تھا۔ اس کا سابق آقا یعنی ڈوبرج کا گورکن اور گٹھریا لی بڈھا جو سیمن کاراپی تھا۔

فوراً سنبھل کر اس نے جہاں تک ممکن تھا۔ اپنے لہجہ کو نرم کر کے جواب دیا۔ "جی ہاں مجھے اس محلہ کا پتہ معلوم ہے۔ مگر آپ چونکہ لندن میں اجنبی ہیں۔ اس لئے بہتر ہو۔ کوئی گاڑی کرایہ

پہلے ہیں...."

"آپ ٹھیک کہتے ہیں" جونیتھن کارنابی نے قطع کلام کرکے کہا" مگر میں کفائت کے خیال سے نہیں اصولاً پیدل جانا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے میں پہلی بار لندن آیا ہوں۔ اور چونکہ کسی شہر کو پیدل چل کر ہی اچھی طرح دیکھا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں نے گاڑی کی ضرورت نہیں سمجھی۔ ہاں کہیں رستہ بھول جائے تو کسی سے پوچھ لیتا ہوں۔"

"بالکل ٹھیک۔ بالکل بجا" برکر نے لہجہ اخلاق میں جواب دیا" مگر صاحب یہ شہر لندن ہے یہاں نووارد شخص کو سنبھل کر چلنا چاہیئے۔ اس جگہ ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں۔ کیسہ گتھری سے ہوشیار رہنا لازم ہے۔"

"میں ہمیشہ اسی طرح کرتا ہوں" جونیتھن کارنابی نے کہا" میں نے کتابوں میں پڑھا اور لوگوں کی زبانی سنا بھی ہے۔ کہ لندن میں ہر طرح کے بدمعاش آباد ہیں۔ مسافر کو ہمیشہ ان سے بچے رہنا چاہیئے۔ اسی لئے میں اپنا روپیہ احتیاطاً مکان پر رکھتا ہوں۔ صرف اتنا ساتھ لاتا ہوں جو فوری خرچ کے لئے درکار ہو۔"

"بالکل بجا" برکر نے کہا" حسن اتفاق سے میں بھی چونکہ اسی طرف جا رہا ہوں..."

"بس تو ٹھیک ہے" بڈھے گورکن نے خوش ہو کر کہا" چلئے میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں ہم نے بھی زمانہ دیکھا ہے۔ اور آدمی کو پہچاننے کا مادہ رکھتا ہوں۔ میں فوراً جان گیا تھا۔ کہ آپ کوئی شریف آدمی ہیں۔ ورنہ میں کسی ایسے ویسے سے گفتگو تک پسند نہیں کرتا۔"

"بالکل بجا۔ بالکل ٹھیک" برکر نے جو اس فقرہ کو موثر سمجھ کر تکیہ کلام بنا چکا تھا۔ کہا اور دونو ساتھ ساتھ چلنے لگے۔

برکر اپنے دل میں بہت خوش تھا۔ کہ میں نے اس خوبی سے بھیس بدلا ہوا ہے۔ کہ جونیتھن کارنابی ایسا عیار شخص بھی پہچان نہیں سکا۔ اس کی زبانی گھر میں روپیہ کی موجودگی کا حال سن کر اس کا جی بے اختیار لہرانے لگا۔ اور اس نے سوچا۔ اگر اس کا روپیہ آسانی سے قابو میں آسکے تو اسے حاصل کرنے سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ سب سے زیادہ اطمینان و مسرت اسے اس بات کی تھی کہ میں نے اس آدمی کو جو اپنے آپ کو بہت سیانا سمجھتا تھا۔ اس آسانی سے چکمہ دے دیا۔

رستہ چلتے ہوئے اس نے احتیاط سے لفظوں کو تول کر۔ کہ مبادا کوئی ایسا لفظ جس سے

کارنابی کے دل میں شبہ پیدا ہو۔ منہ سے نہ نکل جائے۔ کہا۔ "کیا آپ کو لندن آئے بہت دن ہو گئے؟"
"یہی تین چار ایک دن ہوئے ہیں" گورکن نے جواب دیا۔ "مگر آپ تو غالباً یہیں کے رہنے والے ہیں۔"
"جی ہاں میں ایک پیشہ ور آدمی ہوں۔۔۔"
"کیا وکیل؟"
"ہاں۔ مگر میں صرف مالدار آسامیوں سے تعلق رکھتا ہوں۔"
"میرا خیال ہے یہ پیشہ خوب نفع بخش ہوگا۔" گورکن نے اس خیال سے خوش ہو کر کہا۔ کہ اتفاق سے ایسے بڑے آدمی سے واسطہ پڑ گیا۔
"بالکل ٹھیک۔ بالکل سچا۔" برکر نے پھر اسی تکیہ کلام کا سہارا لے کر کہا۔ "میں زیادہ تر انتقال سرمایہ کا کام کرتا ہوں۔"
"غالباً آپ کو عدالتوں میں بھی جانا پڑتا ہوگا؟" جونیتھن نے پوچھا۔
"کبھی کبھی" برکر نے جواب دیا۔ "مگر اصل بات یہ ہے کہ میں عدالتوں میں جانا پسند نہیں کرتا۔"
"شائد اس لئے کہ وہاں کی ہوا گرم اور ہجوم بہت ہوتا ہے۔" مسٹر کارنابی نے گفتگو جاری رکھنے کے لئے کہا۔
"کچھ بھی ہو۔ ان عدالتوں کی ہوا میرے ناموافق ہے" برکر نے جواب دیا۔ پھر دفعتاً گفتگو بدل کر اس نے کہا۔ "کچھ پیجئے گا؟"
"نہیں میں اب گھر چل کر پیوں گا۔" جونیتھن نے جواب دیا۔ "البتہ اگر آپ غریب خانہ تک ساتھ دیں۔ تو آپ سے مل کر برانڈی کے ایک دو گلاسوں میں حصہ لے سکتا ہوں جس آدمی کے گھر میں میرا قیام ہے۔ وہ اچھی حیثیت رکھتا ہے۔ شائد آپ نے مسٹر جیب مدرس اور گرجا کے محرر کا نام سنا ہوگا؟"
"میں نے فقط اس جیب کا نام سنا ہے جس کے بنائے ہوئے قفل مشہور ہیں۔" برکر نے کہا۔ "مگر سچ پوچھئے۔ تو میں ان کو۔۔۔"
وہ رک گیا۔ اور جونیتھن کارنابی سے بھی جو ایک لائق وکیل کی دوستی کے خیال سے پھولا نہ سماتا تھا۔ اس کے اضطراب کو نہیں دیکھا۔ وہ اپنی عمر میں پہلی بار لندن آیا تھا۔ نہ آج تک اس کی عمر دیہات ہی میں بسر ہوئی تھی۔ پس وہ صدر مقام کی ہر بات کو خواہ وہ بری ہی کیوں نہ ہو

اچھی سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔ برکر کو اس بات کا پورا یقین ہوگیا تھا۔ کہ یہ شخص مجھے اس کھیل میں ہرگز نہیں پہچانتا اسلئے وہ اس کے خرچ سے نفع اور تفریح دونوں باتیں حاصل کرنا چاہتا تھا اس سلسلہ میں اس نے لندن کے عجائبات اور قابل دید مقامات کا ذکر تعریفی لفظوں میں شروع کیا کہنے لگا "یہ سڑک بہت صاف ہے۔ اور سیدھی آکسفورڈ ڈسٹرکٹ تک جاتی ہے۔ آگے چل کر ٹاٹنہم کورٹ روڈ اور سینٹ گائلز آئیں گے۔ مگر یہ دیکھئے دائیں طرف جو دروازہ باغ کو جاتا ہے اس کا نام ٹائبرن ہے۔"

"کیا وہ مقام جہاں مجرموں کو پھانسی دیا جاتا تھا؟" جو نیفین نے گھبرا کر پوچھا۔

"جی ہاں وہی" برکر نے جواب دیا۔ "یہاں اچھے اچھے جوان بڑی بہادری سے لٹکے۔ اور لوگوں کی واہ واہ حاصل کی۔ میرے دادا نے ...."

"ایسے بہت نظارے دیکھے ہوں گے؟" مسٹر کارابی نے پوچھا۔

"ہاں انہیں ان کا بہت شوق تھا" برکر نے جواب دیا۔ حالانکہ دراصل جو کچھ وہ کہنا چاہتا تھا۔ اس کا ماحصل یہ تھا۔ کہ میرے دادا نے بھی اس مقام کی شہرت میں کم حصہ نہیں لیا

"میرے خیال میں جس شخص نے کوئی سنگین جرم کیا ہو۔ اُسے پھانسی کی سزا ضرور ملنی چاہئے اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں" جو نیفین نے جس کے دل میں قدیم تعصبات سختی سے جاگزین تھے کہا

"بالکل ٹھیک۔ بالکل بجا" برکر نے کہا "میرا بس چلے تو سب بدمعاشوں کو ایک دن میں پھانسی پر لٹکوا دوں۔ مگر آپ اس شہر میں غالباً کسی کام کے لئے آئے ہیں؟"

"ہاں" جو نیفین نے جواب دیا "مگر میرے اخراجات ایک اور جگہ سے ادا کئے جا رہے ہیں۔ اور وہیں سے میری سکونت کا بھی انتظام ہوا ہے۔ گویا یہاں رہ کر میں اوروں کے خرچ پر مزے کی زندگی بسر کرتا ہوں۔"

"شاید دیہات کے کسی شریف آدمی نے آپ کے سفر کا انتظام کیا ہے؟" برکر نے سب حال جاننے کے لئے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ تو نہیں۔" کارابی نے جو عموماً سچ بولتا تھا۔ جواب دیا "مگر آپ کو رنج ہو تو معاف کیجئے گا۔ بہرحال میں ایک گرجا کا محرر ہوں۔"

"اوہ! رنج کس بات کا ہے؟" برکر نے لاپروائی سے کہا "آپ کا پیشہ ہر لحاظ سے معزز ہے مجھے اس جماعت کے لوگوں کے خلاف کبھی وجہ شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ میرے اپنے دو چچا اور

تین چچا زاد بھائی یہی کام کرتے ہیں کبھی آپ دیکھیں۔ ویسٹ منسٹر کے لاٹ پادری صاحب کو میر بھائی نام سے کتنی محبت ہے۔"

"بخدا مجھے آج تک معلوم نہ تھا کہ ویسٹ منسٹر کے کوئی لاٹ پادری صاحب بھی ہیں" مسٹر کارنابی نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"خیر تو آج معلوم ہو گیا" برکر نے جواب دیا۔ "وہ پل کے دوسری جانب ایک خوشنما محل میں رہتے ہیں اور ان کے ایک جانب شراب کی اور دوسری طرف گوشت والے کی دکان ہے میں کوشش کروں گا کہ میرا بھائی پال ... ٹوٹو نہ نام آپ کا ان سے تعارف کرا دے"

مسٹر کارنابی کو ایک لاٹ پادری کا نیاز حاصل کرنے کے خیال سے بہت اضطراب ہوا مگر جلدی ہی سنبھل کر اس نے موزوں الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔

"یہ کیا۔ آپ دیکھیں گے میں کتنے بڑے بڑے آدمیوں سے آپ کا تعارف کرا سکتا ہوں" برکر نے کہا۔ "عدالت اولڈبیلی کے جج صاحب اور دو تین مجسٹریٹ یہ سب میرے قدیم شناسا ہیں۔ مگر آپ کا ارادہ کب تک یہاں ٹھیرنے کا ہے؟"

"صاحب اس کا مدار حالات پر ہے۔" گرگن نے جواب دیا۔ "بہر حال چونکہ میرا کام خاص قسم کا ہے۔ اس لئے معاف کیجیے۔ میں آپ کو مفصل حالات سے خبردار نہیں کر سکتا..."

"معذرت بے سود ہے" برکر نے قطع کلام کرکے کہا "میں کسی کے نجی کاموں میں دخل انداز ہونا نہیں چاہتا۔ مگر آہ! میں بھول گیا۔ آپ کا اسم گرامی ..."

"جناب میرا نام جونیتھن کارنابی ہے۔" بڈھے گرگن نے جواب دیا۔

"اور میرا مسٹر جان سمتھ" برکر نے کہا۔ "اتفاق سے اس وقت میرے نام کا کارڈ موجود نہیں مگر کل کسی وقت آپ ضرور غریب خانہ پر تشریف لائیے۔ میرا مکان نمبر ۴۳ گراسونیر سکوئر میں واقع ہے۔ کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ خانہ واحد کا معاملہ ہے۔ مجھ سے جہاں تک ہو گا آپ کی مہمان نوازی سے دریغ نہ کروں گا۔ مچھلی، گوشت، مربہ، شراب، سب سامان پہلے سے تیار رہے گا۔"

مسٹر کارنابی ان عنایات کی بوچھاڑ سے گھبرا گیا اور اس نے پھر ایک بار اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا۔ اس اثنا میں دونو اس گلی میں پہنچ گئے تھے۔ جہاں مسٹر اور مسز جیب رہتے تھے۔ یہاں پہنچ کر جونیتھن کارنابی نے جگہ پہچان لی۔ اور کہنے لگا "بس صاحب یہیں میرا قیام ہے"

"خیر میں آپ کی دعوت نامنظور نہیں کرتا" برکر نے کہا۔ "مگر ہم دونو علیحدہ بیٹھ کر شراب پئیں گے۔ کیونکہ آپ کے مالک مکان کو میں نہیں جانتا۔ اور یہ بھی نامناسب ہے کہ مجھ ایسا شخص معمولی آدمیوں سے راہ و رسم پیدا کرتا پھرے۔"

"مگر مسٹر جیب گرجا کے محرر ہیں۔" جونیفن نے کہا "اور ابھی آپ کہہ رہے تھے . . ."

"دوست میں اپنے قول پر صادق ہوں"۔ برکر نے قطع کلام کر کے کہا۔ "گرجاؤں کے محرر بحیثیت مجموعی بہت نیک آدمی ہوتے ہیں۔ مگر یہاں آکر مجھے یاد آگیا کہ میں اس شخص جیب کو پہلے سے جانتا ہوں۔"

"تو کیا وہ معزز آدمی نہیں ہے؟" مسٹر کارنابی نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "جن لوگوں نے یہاں میرے قیام کا انتظام کیا۔ ان کا خیال تھا . . ."

"خیر جہاں تک دنیاداری کا تعلق ہے اسے معزز سمجھا جا سکتا ہے۔" برکر نے کہا۔ پھر وہ آواز دبا کر کہنے لگا "مگر بات میرے اور آپ کے درمیان رہے۔ جس گرجا میں وہ محرر ہے۔ اس کے قبرستان میں جتنی لاشیں دفن ہوتی ہیں۔ ان سب پر وہ دس بارہ پونڈ نفع کماتا ہے غالباً آپ نے میرا اشارہ سمجھ لیا ہوگا یعنی یہ آدمی جیب یہاں کے ڈاکٹروں سے ملا ہوا ہے"

"استغفر اللہ!" جونیفن نے چونک کر کہا۔ اور وہ چلتے چلتے رک گیا۔ "کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ مردہ فروشوں سے لین دین کرتا ہے؟"

"بس بس آپ نے خوب سمجھا"۔ برکر نے جواب دیا۔ "مگر دیکھئے یہ راز کسی اور پر ظاہر نہ ہو میں نے آپ سے محض اس لئے ذکر کر دیا کہ مجھے ایسے آدمی سے ملنا منظور نہیں۔"

بڈھے جونیفن کارنابی کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ مگر برکر نے جلدی ہی اس کا اطمینان کر دیا۔ اور وہ دونو آہستہ آہستہ چلتے مسٹر جیب کے مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے۔

سولہویں جلد ختم ہوئی

نئے نوطبع اور نایاب ناول

گھر کی پھوٹ ۔ بنگلہ زبان کے ایک پُر لطف ناول کا ترجمہ جس میں بتایا گیا ہے کہ فی زمانہ کس طرح خود غرض بھائی بھائی میں نفاق پیدا کراتے ہیں اور کیونکر انسان ان کی مکر و فریب سے بھری ہوئی باتوں میں آکر اپنے قریبی رشتہ داروں یہاں تک کہ سگے بھائیوں سے بھی بگاڑ پیدا کر لیتے ہیں حتے کہ ایک دوسرے کی جان کا پاس نہیں رہتا۔ اس ناول میں نیکی اور بدی کی تصویر بڑے پُر لطف پیرایہ میں کھینچی گئی ہے۔ قیمت بارہ آنے۔

بے بنیاد الزام ۔ (۲ حصہ) اس ناول میں ایک حل طلب معمہ پیش کر کے خفیہ پولیس کی سرگرم کوششوں کا ذکر دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ نوکر کی وفاداری و دوستی کی اچھی مثال تین لڑکیوں کی درد انگیز داستان اور ڈاکوؤں کے پُر خوف کارنامے خوبی سے دکھائے گئے ہیں۔ قیمت مکمل ایک روپیہ۔

ڈاکو کا گورکھ دھندا ۔ ایک انگریزی ناول کا ترجمہ ہے جس میں امریکہ کے ایک نامی ڈاکو کے حیرت خیز کارنامے دکھانے کے ساتھ ساتھ ایک نوجوان لڑکی مس بربیٹ کی سراغرسانی کا کمال دکھایا گیا ہے جس نے بڑی دلیری سے آخر کار ڈاکو کا پتہ لگایا۔ قیمت ۲؍

سوتیلی ماں ۔ کوہ طلسم کے عجیب و غریب حالات اور عشق و محبت کی حیرت انگیز حکایات کا مجموعہ رزم و بزم کے کارنامے بھی پیش کئے گئے ہیں۔ سرورق پر تین رنگ کی تصویر قیمت ۸؍

جاسوس کی بہن ۔ (دو حصے) بنگلہ زبان کے ایک بہت دلچسپ ناول کا ترجمہ جو دلچسپی کے لحاظ سے قابل دید ہے۔ سرورق پر تین رنگ کی تصویر۔ قیمت ہر دو حصہ ایک روپیہ۔

کملا بائی ۔ سراغرسانی کے ایک دلکش ناول کا ترجمہ جس میں مشہور سراغرساں سیکسٹن بلیک کے کارنامے نہایت خوش اسلوبی سے دکھائے گئے ہیں۔ سرورق پر تین رنگ کی خوشنما تصویر قیمت ایک روپیہ۔

گردش زمانہ ۔ ایک دلچسپ مجلسی ناول محبت اور مذہب کی جنگ۔ شادی و غم کے رنگ حسن و عشق کی کرشمہ سازیاں دنیا کی دو رنگی اور امید و یاس کے حیرت انگیز مگر نتیجہ خیز نظارے خوبی سے دکھائے گئے ہیں۔ سرورق پر تصویر قیمت ۸ آنے۔

خود غرض ڈاکٹر ۔ سر ایڈورڈ میگرڈ کے عبرتناک ناول ڈاکٹر محترن کا ترجمہ جس میں ایک ڈاکٹر

لال برادرس ۲۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

کی حیرت خیز اور سنسنی پیدا کرنے والی زندگی کا راز فاش کیا گیا ہے کس طرح انسان بے جا خود غرضی اور ترقی مدارج کی حرص میں رسوائی اور ذلت کا شکار ہوتا ہے۔ ۲۰۰ صفحے قیمت ۱۰؍

اسرار لندن۔ لندن کے جرم و گناہ کے بعض حیرت خیز واقعات کا مجموعہ مترجمہ لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر اخبار دیش ۶۸ صفحے قیمت رعایتی ۴؍

رہبر۔ انگریزی کے ایک پر لطف اور نتیجہ خیز ناول کا ترجمہ جس کا مطالعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو سکتا۔ ۱۹۲ صفحے قیمت عہ؍

دغاباز۔ ایک نہایت پر لطف انگریزی ناول کا ترجمہ منشی عبدالخالق صاحب برق کے قلم سے حسن و عشق، رنج و راحت اور نشیب و فراز کی حیرت خیز داستان ۸۰ صفحے قیمت ۱۰؍

انجام بخیر۔ منشی غلام قادر فصیح مرحوم کے ترجمہ کردہ ناولوں سے ایک ہے۔ فصیح صاحب کے جو ناول آجکل نہایت کمیاب ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ انگریزی کے ایک نہایت پر لطف اور برجستہ ناول کا ترجمہ ۲۰۸ صفحے قیمت عہ؍

محبوبہ لندن۔ ایک دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ ڈاکٹر لکشمی دت صاحب عابر کے قلم سے جس میں یورپ کی بری عورتوں کی چالاکیاں۔ رقیبوں کی عیاریاں۔ عشق کا عبرت خیز انجام اور ایک راز سربستہ کا معرکہ بڑی خوبی سے دکھایا ہے۔ ۲۴۴ صفحے قیمت عہ؍

گرفتار محبت۔ ایک حیرت خیز انگریزی ناول کا ترجمہ مسٹر سعید حسین کے قلم سے ایک حسین خاتون کا قصہ جو مدتوں لڑکا بنی رہی ۸۴ صفحے قیمت ۴؍

کرشن کانتا (دو حصے) ایک عجیب و غریب طلسمی ناول منشی موہن لال صاحب فہم لکھنوی کے قلم سے۔ طلسم زرنگار کے عبرت ناک حالات ساحروں کے مظالم۔ عیاروں کی حیرت انگیز شعبدہ بازیاں۔ ایک ہوشربا اور اشتیاق افزا قصہ ہے ۴۱۵ صفحے قیمت ع؍

فریبی عورت۔ پارسی زندگی کا ایک پر اسرار اور دلفریب افسانہ کس طرح ایک عورت اپنے اذنٰی اغراض کے حصول کے لئے ایک مالدار شخص کی لڑکی کو گم کرکے اپنی لڑکی کو اس کی بیٹی ظاہر کرتی ہے مگر انجام کار جائز وارثہ کا اپنے حقوق کو پہنچنا اور عاشق صادق سے ملنا ۱۶۸ صفحے قیمت عہ؍

لال برادرس ۶۷ ریاض سنٹر زد ڈوکھا لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو ہم نے اب تک ماہوار سلسلہ میں شائع کئے ہیں

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۸ حصے)	مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۴۴۸	بعہ ۵/
" (۶ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۳۱	بعہ ۱۲/
باپ کا قاتل (۲ حصے)	پیری سانڈرز	منشی نجیم الدین صاحب بلہوری	۵۲۵	للعہ
خونی تلوار	میکیر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۸۵۸	لعہ/

ماریس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۰	ملعہ/
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفشنز آف آرسین لوپن	"	۱۷۰	عہ
چلتا پرزہ	آخری حصہ	"	۵۶	۸/
خونی ہیرا (۲ حصے)	ایریسٹ آف آرسین لوپن	"	۱۶۱	عہ

ایڈگر جیپسن اور ماریس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
نقلی نواب	آرسین لوپن	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴	عہ ۱۲/

ولیم لیکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہینڈز اپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۱	عہ ۱۲/

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	ریجنٹس ڈاٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۴۰	ئے

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
روحوں کا خراج	ٹیوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۶۴	۱۰/

شاعر بندرناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۳۵	۱۲ آنہ/
کانٹوں کا تاج	ٹکٹ	...	۳۵	۴/

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور